قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فتعاد روحه فی جسده (مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷)

عمدۃ البیان

فی

عود الروح الی الابدان

از افادات

حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ

مدرسہ نجم العلوم نوان کلے رستم

پیشکش

نوجوانان احناف طلباءِ دیوبند پشاور

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فتعاد روحه فی جسده (مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷)

عمدة البيان

فی

عود الروح الی الابدان

از افادات

حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ

مدرسہ نجم العلوم نوان کلے رستم

پیشکش

نوجوانان احناف طلباءِ دیوبند پشاور

«««««««فہرست»»»»»»»

عنوان -- صفحہ نمبر
قسط اول --1
حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور اس کے شواھد ------------------------------1
قبر میں میت کی طرف اعادہ روح کے احادیث --------------------------------------1
حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ---------------------------------------1
حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے شواہد ------------------------------2
حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح مرفوع روایت --------------------------------3
حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت --4
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت--5
سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت -------------------------------------6
عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت --7
قسط دوم --24
حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اتصال سند اور رواۃ کی متابعت------------------24
زاذان کا سماع حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے----------------------24
زاذان اس روایت میں متفرد نہیں --26
زاذان کی متابعت عدی بن ثابت سے --26
زاذان کی متابعت امام مجاھد سے --28
منھال بن عمرو اس روایت میں متفرد نہیں ---28
اعمش کا سماع بلفظ حدثنا منھال ابن عمر سے ثابت ہے ----------------------------29
اعمش اس روایت میں متفرد نہیں ---30
اعمش سے روایت کرنے والے محدثین --33
قسط سوم --62
محدثین کرام سے حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی تصیح ------------------------62
حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ سے--62
امام ابو نعیم،احمد بن عبد اللہ،اصبہانی رحمہ اللہ سے-----------------------------63
امام حاکم،نیشاپوری رحمہ اللہ سے ---63
علامہ ذھبی رحمہ اللہ سے ---63
امام بیھقی رحمہ اللہ سے --63
حافظ علامہ منذری رحمہ اللہ سے --64

مفسر قرآن علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ سے ---------- 64
علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ---------- 64
علامہ ،محمد بن احمد بن عبد الھادی دمشقی رحمہ اللہ سے ---------- 64
علامہ ابن قیم رحمہ اللہ سے ---------- 64
علامہ ہیثمی رحمہ اللہ سے ---------- 65
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے ---------- 66
علامہ سیوطی رحمہ اللہ سے ---------- 66
قسط چہارم ---------- 95
حدیث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی توثیق (حصہ اول) ---------- 95
پہلا راوی محمد بن حازم ابو معاویہ الضریر کی توثیق ---------- 95
دوسرا راوی سلیمان بن مہران الاعمش کی توثیق ---------- 96
قسط پنجم ---------- 113
حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی توثیق (حصہ دوم) ---------- 113
تیسرا راوی منھال بن عمرو کی توثیق ---------- 113
قسط ششم ---------- 161
حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی توثیق (حصہ سوم) ---------- 161
چوتھا راوی زاذان ابو عمر الکندیؒ کی توثیق ---------- 161
قسط ہفتم ---------- 181
اعادۃ الروح اور جمھور اہل السنّۃ والجماعۃ ---------- 181
عود روح کے مضمون کو خیر القرون سے تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے ---------- 181
صحابی رسول حضرت حذیفۃ رضی اللہ عنہ کا حوالہ ---------- 181
عمرو بن دینار رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 181
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 182
ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 182
امام محی الدین یحییٰ بن شرف بن حسن النووی الشافعی رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 183
علامہ ابن حجر عسقلانی الشافعی رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 183
علامہ بدرالدین العینی الحنفی رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 183
علامہ آلوسی الحنفی رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 183
امام تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی الشافعی رحمہ اللہ کا حوالہ ---------- 184
قسط ہشتم ---------- 196
اعادہ روح قرآن کے مخالف نہیں ---------- 196
قسط نہم ---------- 213
کیا اعادہ روح کی احادیث دوسرے احادیث کے خلاف ہیں؟ ---------- 213

قسط دہم --224
برزخ میں روح کا اعادہ جسدِ عنصری کی طرف ہوتا ہے یا جسدِ مثالی کی طرف؟ ----------------------224
تتمّہ --234
اعادہ روح اور مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ---234
الفقہ الاکبر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے ---------------------------------------235
الفقہ الاکبر کا انکار معتزلہ کے مخترعات میں سے ہے --237

قسط اول

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور اس کے شواہد

اہل السنّۃ والجماعۃ کا نظریہ ہے کہ میت کو جب قبر میں دفنایا جاتا ہے تو سوال و جواب کیلیۓ میت کی روح اسکے جسم میں لوٹائی جاتی ہیں پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اسکو بٹھلا کر اس سے سوال کرتے ہیں۔

قبر میں میت کی طرف اعادہ روح کے احادیث ملاحظہ فرمائیں!

1)۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ۔۔ الی ان قال۔۔۔۔۔ فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ الخ

2)۔۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ثنا الْأَعْمَشُ، ثنا الْمِنْهَالُ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ وَالسِّجِّينُ تَحْتَ الْأَرْضِ السُّفْلَى

(حدیث رقم 11875-من کتاب مصنّف بن أبی شیبة- كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

3)۔۔۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح وحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَهَذَا لَفْظُ هَنَّادٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ

مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ ... الى ان قال ..... وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: لَهُ مَنْ رَبُّكَ؟ الخ

4)... حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ، عَنْ أَبِي عُمَرَ زَاذَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ

(أبو داود فی سننه- بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ- حدیث رقم 4190

5).... حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ .... الى ان قال .... فتعاد روحه فی جسده، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: لَهُ مَنْ رَبُّكَ؟

(مسند احمد ج4 ص287)

ترجمہ:۔ پس میت کی روح اسکے جسم میں لوٹائی جاتی ھیں تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ھیں اور اسکو بٹھلا کر من ربک الخ سے سوال کرتے ہیں۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت کے شواہد

محدثین سے اس حدیث کی تصیح نقل کرنے اور منکرین کی طرف سے جتنے اعتراضات ہیں ان کے جوابات نقل کرنے سے پہلے ہم اس حدیث میں موجود عود الروح کے مضمون پر شواہد پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ روح واپس ہونے کے بیان میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ متفرد نہیں۔

1۔۔۔ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی صحیح مرفوع روایت

مسند احمد میں ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل صحیح حدیث میں بھی روح کے لوٹنے کا ذکر ہے۔

" پس اس کی روح کو آسمان سے بھیجا جاتا ہے پھر وہ قبر میں پہنچ جاتی ہے تو نیک آدمی قبر میں بیٹھ جاتا ہے"

حدثنا حسین ابن محمد عن ابن ابی ذئب عن محمد بن عمرو بن عطا عن وعید بن یسار عن ابی ھریرۃ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْمَیِّتَ تَحْضُرُہُ الْمَلَائِکَۃُ، فَإِذَا کَانَ الرَّجُلُ صَالِحًا قَالُوا: اخْرُجِی أَیَّتُہَا النَّفْسُ الطَّیِّبَۃُ کَانَتْ فِی الْجَسَدِ الطَّیِّبِ ۔۔۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔ فَتُرْسَلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَی الْأَرْضِ، ثم تَصِیرُ إِلَی الْقَبْرِ فَیُجْلَسُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ ۔۔۔۔۔ الخ

(مسند احمد الجزء الرابع العشر رقم:8769 بتحقیق شعیب الارنؤوط)

پہلا روای ۔۔۔۔امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے استاد کا نام **حسین بن محمد بن بھرام التمیمی ابو احمد وابو طی المروزی**ؒ ہے ۔یہ بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں ۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ہیں۔(تقریب التھذیب ص75)

دوسرا راوی۔۔۔۔ حسین بن محمدؒ کے استاد کا نام **محمد بن عبد الرحمن بن المغیرۃ بن الحارث بن ابی ذئب القرشی العامری ابو الحارث المدنی**ؒ ہے ۔یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں۔حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ ،فقیہ اور فاضل ہیں۔(تقریب 308)

تیسرا راوی۔۔۔۔ ابن ابی ذئب رحمتہ اللہ علیہ کے استاد کا نام محمد بن عمرو بن عطاء القرشی العامری المدنی رحمۃ اللہ علیہ ہے یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی راوی ہیں اور ثقہ ہیں۔(تقریب ص313)

چوتھا راوی۔۔۔۔۔ محمد بن عمرو بن عطا رحمتہ اللہ علیہ کے استاد کا نام سعید بن یسار ابو الحباب المدنی رحمۃ اللہ علیہ ہے ۔یہ بھی بخاری و مسلم اور صحاح ستہ کے مرکزی ہیں۔حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ثقہ اور متقن ہیں ۔(تقریب ص127)

اس روایت کے متعلق حافظ ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ دونوں لکھتے ہیں

وقال الحافظ ابو نعیم اصفہانی فی ھذا الحدیث متفق علیٰ عدالۃ ناقلیہ(شرح حدیث النزول ص50، و کتاب الروح ص61 بحوالہ تسکین الصدور ص159)

حافظ ابونعیم الاصفہانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے تمام رواۃ کی عدالت حضرات محدثین کرامؒ کے نزدیک ایک اتفاقی امر ہے۔

2۔۔۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت

صحابی رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ روح فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے اور بے شک جسد کو غسل دیا جاتا ہے اور بے شک فرشتہ اس کے ساتھ قبر کی طرف جاتی ہے پھر جب اس پر قبر برابر کی جاتی ہے تو روح کو اس میں داخل کرتی ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثنی سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، نا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، ثنی عَمَّارٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: الرُّوحُ بِيَدِ مَلَكٍ وَإِنَّ الْجَسَدَ لَيُغَسَّلُ, وَإِنَّ الْمَلَكَ لَيَمْشِي مَعَهُ إِلَى الْقَبْرِ, فَإِذَا سُوِّيَ عَلَيْهِ سَلَكَ فِيهِ فَذَلِكَ حَتَّى يُخَاطَبَ

(کتاب المنامات لابن أبي الدنیا ص23۔24، رقم7 وقال محققه سید ابراهیم: اسناده حسن)

یہ روایت حسن موقوف ہے جو حکماً مرفوع ہے کیونکہ یہ بات رائے سے بیان نہیں کی جاسکتی۔

ان کے علاوہ عبد اللہ بن عباس، حضرت جابر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین سے بھی روح کے لوٹنے کے روایات ہیں جس کو علی سبیل الاعتبار نیچے پیش کی جاتی ہیں۔

3۔۔۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

وقد احتج أبو عبد الله بن منده علی إعادة الروح إلی البدن بأن قال حدثنا محمد بن الحسين ابن الحسن حدثنا محمد بن زيد النيسابوری حدثنا حماد بن قيراط حدثنا محمد بن الفضل عن يزيد بن عبد الرحمن الصائغ البلخی عن الضحاك بن مزاحم عن ابن عباس أنه قال بينما رسول الله «صلی الله عليه وسلم» ذات يوم .... الی ان قال .... ثم اذهبوا بها إلی الأرض فإنی قضيت أنی منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخری فو الذی نفس محمد بيده لهی أشد كراهية للخروج منها حين كانت تخرج من الجسد وتقول أين تذهبون بی إلی ذلك الجسد الذی كنت فيه قال فيقولون إنا مأمورون بهذا فلا بد لك منه فيهبطون به علی قدر فراغهم من غسله وأكفانه فيدخلون ذلك الروح بين جسده وأكفانه..

(كتاب الروح لابن قيم ص61...62)

ترجمہ:۔۔اللہ تعالیٰ فرشتوں سے) فرماتا ہے:اس کو زمین کی طرف لیجاؤ کیونکہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں نے جس طرح انکو زمین سے پیدا کیا ہے ،اسی طرح ان کو زمین کیطرف لوٹاؤنگا اور اسی سے انکو نکالوں گا سو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ مین محمد(صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ وہ روح وہاں سے نکلنے کو اتنا ہی ناپسند کرتی ہے جتنا اس نے جسم سے نکلنے کو ناپسند کیا تھا اور وہ روح کہتی ہے مجھے کہاں لے جاتے ہو؟ کیا اس جسم کی طرف لیجاتے ہو جس میں، میں تھی؟ آپ نے فرمایا کہ وہ فرشتے کہتے ہیں ہمیں یہی حکم ہے اور تیرے لیے اس سے کوئی چارہ نہیں ، پس اسکو نیچے اتار لاتے ہیں اس اثناء میں لوگ میت کے غسل اور کفن سے فارغ ہوچکتے ہیں پس فرشتے اس کی روح کو اس کے جسم اور کفن میں داخل کر دیتے ہیں۔ (تسکین الصدور ص157)

واخرج جويبر في تفسيره عن ضحاك عن ابن عباس قال: شهد رسول الله صلى الله عليه وسلم جنازة رجل من الانصار......الى ان قال......فيقول ملك الموت والملائكة الذين هبطوا إليها يارب قبضنا روح فلان ابن فلان المؤمن... وهو أعلم منهم بذلك، فيقول الله: ردّوه إلى الأرض فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أُخرجهم تارة أخرى....الخ

(شرح الصدور للسيوطی رحمۃ اللہ علیہ ص123۔124)

ترجمہ:۔پس ملک الموت اور دوسرے فرشتے (جو اس کی طرف اترے ہیں) کہتے ہیں:اے ہمارے ربّ ہم نے فلاں بن فلاں مؤمن کی روح قبض کرلی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ان سے زیادہ جانتا ہے۔پھر اللہ فرماتا ہے:اسے زمین کی طرف لوٹادو کیونکہ میں نے اُنہیں اسی سے پیدا کیا ور اسی میں اُنہیں لوٹا دے گااور پھراسی سےدوسری مرتبہ اُنہیں نکالوں گا۔

4۔۔۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت

إنَّ ابنَ آدمَ لفی غفلة عمَّا خُلِقَ له ۔۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔۔ فإذا حضره الموت ارتفع ذلك الملكان وجاء ملك الموت ليقبض روحه فإذا دخل قبره رد الروحَ إلى جسده ۔۔۔۔۔ الخ

(حلية الاولياء ج3 ص190) (تفسير قرطبی سورۃ ق)

ترجمہ:۔ ابن آدم جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا ہے، اس سے بہت غافل ہے۔۔۔۔۔ الی ان قال۔۔۔۔۔ پس جب موت کا وقت آتا ہے تو دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) چلے جاتے ہیں اور ملک الموت آتے ہیں اور روح قبض کرتے ہیں۔ جب وہ قبر میں داخل ہوتا ہے تو روح کو اس کے بدن کی طرف لوٹاتے ہیں۔۔۔

5۔۔۔عبد اللہ بن مسعود کی روایت

واخرج الخلال فی کتابه شرح السنة عن ابن مسعود قال: ان المؤمن اذا نزل به الموت اتاه ملك الموت يناديه: ۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔۔۔۔ إذا وُضع فی قبره اُجلس وجیء بالروح وجعلت فيه فيقال: من ربك؟

(شرح الصدور للسیوطی رحمۃ اللہ علیہ ص123۔124)

ترجمہ:۔ پھر جب میت کو قبر میں دفن کردیا جاتا ہے تو اسے بٹھا کر روح کو لاکر اس میں داخل کردیا جاتا ہے، پھر پوچھا جاتا ہے تیرا ربّ کون ہے؟

مسند الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حققه هذا الجزء وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط   عادل مرشد

الجزء الرابع عشر

مؤسسة الرسالة

٨٧٦٩ ـ حدثنا حُسين(١) بن محمد، حدثنا ابن أبي ذِئب، عن محمد بن عَمْرو بن عَطاء، عن سعيد بن يَسارٍ

عن أبي هريرة، عن النبيِّ ﷺ، أنه قال: «إنَّ المَيِّتَ تَحْضُرُه الملائِكَةُ، فإذا كان الرَّجلُ الصالحُ، قالوا: اخْرُجي أيَّتُها النَّفْسُ

= فمر به رسول الله ﷺ، فقال: «أفطر هٰذان»، ثم رخص النبي ﷺ بعدُ في الحجامة للصائم، وكان أنس يحتجم وهو صائم. قال الدارقطني: رجاله ثقات ولا أعلم له علة. وقول الحافظ: إلا أن في المتن ما ينكر، لأن فيه أن ذٰلك كان في الفتح، وجعفر كان قد استشهد قبل ذٰلك ـ فيه نظر، فليس المتن ما ذكره كما ترى.

قلنا: ومما استدل به على النسخ ـ وقال الحافظ في «الفتح» ١٧٨/٤: وهو من أحسن ما ورد في ذٰلك ـ ما أخرجه عبدالرزاق (٧٥٣٥)، وأبو داود (٢٣٧٤) من طريق عبدالرحمٰن بن عابس، عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى، عن رجل من أصحاب النبي ﷺ، قال: «نهى عن الحجامة للصائم، وعن المواصلة ولم يحرّمهما إبقاء على أصحابه»، وإسناده صحيح، وجهالة الصحابي لا تضر، وقوله: «إبقاء على أصحابه» يتعلق بقوله: «نهى».

وأخرجه ابن أبي شيبة ٥٢/٣ عن وكيع، عن سفيان الثوري، عن عبدالرحمٰن بن عابس، عن عبدالرحمٰن بن أبي ليلى، عن أصحاب رسول الله ﷺ، قالوا: إنما نهى رسول الله ﷺ عن الحجامة للصائم والوصال في الصيام إبقاء على أصحابه.

وأخرج البخاري في «صحيحه» (١٩٤٠) عن آدم بن أبي إياس، عن شعبة، قال: سمعت ثابتاً البناني، قال: سئل أنس بن مالك رضي الله عنه: أكنتم تكرهون الحجامة للصائم؟ قال: لا، إلا من أجل الضعف، وزاد شبابة: حدثنا شعبة: على عهد النبي ﷺ. قلنا: سقط من الإسناد رجل بين شعبة وثابت، وهو حميد كما بيّنه الحافظ في «الفتح» ١٧٨/٤-١٧٩.

(١) تحرف في (م) إلى: حَسَن.

الطَّيِّبَةُ كانت في الجَسَدِ الطَّيِّبِ، اخْرُجي حَمِيدةً، وأَبْشِري بِرَوْحٍ وَرَيْحانٍ ورَبٌّ غيرِ غَضْبان. قال: فلا يَزالُ يُقالُ ذٰلكَ حتَّى تَخْرُجَ، ثم يُعْرَجَ بها إلى السَّماءِ، فيُستَفْتَحُ لها فيقالُ: مَنْ هٰذا؟ فيقالُ: فلانٌ: فيقولونَ: مَرْحباً بالنَّفس الطَّيِّبةِ كانت في الجَسَدِ الطَّيِّب، ادْخُلي حَمِيدةً، وأَبْشِري بِرَوْحٍ ورَيْحانٍ ورَبٌّ غيرِ غَضْبان. قال: فلا يَزالُ يقالُ لها حتَّى يُنْتَهى بها إلى السَّماءِ التي فيها الله عزَّ وجَلَّ.

وإذا كان الرَّجُلُ السُّوءُ، قالوا: اخْرُجي أَيَّتُها النَّفْسُ الخَبيثةُ
كانت في الجَسَدِ الخَبيثِ، اخْرُجي ذَمِيمَةً، وأَبْشِري بِحَمِيمٍ
وغَسَّاقٍ، وآخَرَ مِن شَكْلِه أَزواجٌ، فلا تَزَالُ تَخْرُجُ[1]، ثمَّ يُعْرَجُ بها
إلى السَّماءِ، فيُسْتَفْتَحُ لها فيقالُ: مَنْ هٰذا؟ فيقالُ: فلانٌ. فيقَالُ:
لا مَرْحباً بالنَّفسِ الخَبيثةِ، كانت في الجَسَدِ الخَبيثِ، ارْجِعي
ذَميمَةً، فإنَّه لا يُفْتَحُ لكِ أَبوابُ السَّماءِ. فتُرسَلُ مِن السَّماءِ، ثم ٣٦٥/٢
تَصِيرُ إلى القبر فيُجلَسُ الرجلُ الصَّالحُ، فيقالُ له مِثلُ ما قيلَ له
في الحديثِ الأَوَّلِ، ويُجلَسُ الرَّجلُ السَّوْءُ، فيقالُ له مِثلُ ما قِيلَ
له في الحديث الأَوَّلِ»[2].

---

(١) هٰكذا في (ظ٣) و(عس)، وفي (م) وبقية النسخ: فلا يزال حتى يخرج.

(٢) إسناده صحيح على شرط الشيخين.

وسيأتي في مسند عائشة ١٣٩/٦ عن يزيد بن هارون، عن ابن أبي ذئب. =

المنامات

للحافظ ابن أبي الدنيا

تحقيق وتعليق
مجدي السيد ابراهيم

مكتبة القرآن
للطبع والنشر والتوزيع
٣ شارع القماش بالفرنساوي، - بولاق
القاهرة . ت : ٧٦١٩٩٢ - ٧٦٨٥٩١

[الميت يعرف من يغسله]

٦ ــ حدثنا أبو بكر ، ثنى [........][1] بن رفاعة نا أبو عامر العقدى[2] نا عبد الملك بن الحسن الحارثى[3] قال سمعت سعيد بن [عمرو][4] بن سُليم[5] قال : سمعت رجلاً منا يقال له معاوية أو ابن معاوية[6] عن أبى سعيد[7] قال : قال رسول الله ﷺ : .

« إن الميت يعرف من يغسله ، ويحمله ، ويكفنه ، ومن يدليه فى حفرته »[8] .

[من أحوال الروح بعد خروجها]

٧ ــ حدثنا [أبو بكر][9] ثنى سُرَيج بن يونس[10] نا عبيدة بن حميد[11] ثنى عمار[12]

(١) طمس بالأصل ، ولم نتبين حاله .
(٢) هو عبد الملك بن عمرو القيسى ، ثقة ، من التاسعة ، حديثه فى الكتب الستة ، مات سنة ٢٠٥هـ . انظر : التهذيب (٤٠٩/٦) ، التقريب (٥٢١/١)
(٣) لم أجده .
(٤) ما بين المعكوفتين سقط من المخطوطة .
(٥) مدنى ، لا بأس به ، من السابعة ، أخرج له النسائى ، انظر : التقريب (٥١٨/١) التهذيب (٣٩١/٦) .
(٦) أحد المجهولين .
(٧) الإمام المجاهد ، الصحابى الجليل ، مفتى المدينة ، شهد الخندق ، وبيعة الرضوان ، اسمه سعد بن مالك ابن سنان ، مات سنة ٧٤هـ . انظر : تاريخ بغداد (١٨٠/١) ، أسد الغابة (٢٨٩/٢) ، (٢١١/٥) ، تذكرة (٤١/١) ، البداية والنهاية (٣/٩) ، الإصابة (٣٥/٢) ، التهذيب (٤٧٩/٣) ، شذرات الذهب (٨١/١) .
(٨) إسناد ضعيف . أخرجه أحمد (٣/٣) ، وأخرجه الطبرانى فى الأوسط ، قال الهيثمى : فيه رجل لم أجد من ترجم له ، مجمع الزوائد (٢١/٣) ، وعزاه السيوطى (ص/٩٤) لابن أبى الدنيا ، والمروزى ، وابن منده .
وأخرج أبو الحسن بن البراء فى كتاب الروضة بسند ضعيف ، عن ابن عباس عن النبى ﷺ قال : « ما من ميت يموت إلا وهو يعرف غاسله ، ويناشد حامله إن كان بُشّر بروح وريحان ، وجنة نعيم أن يعجله ، وإن كان بُشّر بنزل من حميم ، وتصلية جحيم أن يحبسه »
(٩) مطموسة فى المخطوطة .
(١٠) ابن إبراهيم البغدادى ، أبو الحارث ، مروزى الأصل ، ثقة عابد ، من العاشرة ، أخرج له البخارى ومسلم والنسائى ، مات سنة ٢٣٥هـ . انظر : التهذيب (٤٥٧/٣) ، التقريب (٢٨٥/١) ، تاريخ بغداد (٢١٩/٩) ، شذرات الذهب (٨٤/٢) .
(١١) عبيدة بن حميد هو أبو عبد الرحمن الكوفى ، المعروف بالحذاء ، التيمى ، صدوق ، نحوى ، اخرج له البخارى والأربعة فى سننهم ، مات سنة ١٩٠ هـ . انظر : التهذيب (٨١/٧) ، التقريب (٥٤٦/١) .
(١٢) هو عمار بن معاوية الدُّهنى ، كوفى ، صدوق ، أخرج له مسلم والأربعة فى سننهم . أنظر : التهذيب (٤٠٦/٧) ، التقريب (٤٨/٢) .

عن سالم بن أبي الجعد[1] قال : قال حذيفة[2] :

«[الروح][3] بيد ملك ، وإن الجسد ليغسل ، وإن الملك ليمشى معه إلى القبر ، فإذا [سوى عليه][4] ، سلك فيه ، فذلك حتى يخاطب»[5] .

٨ ـ حدثنا أبو بكر ثنى الحسين بن عمرو العنقزى[6] نا أبو داود الطيالسى[7] نا سفيان[8] عن الأعمش[9] عن عبد الرحمن بن أبي زياد[10] عن عبد الرحمن بن أبي ليلى[11] قال :

«الروح [بيد ملك][12] يمشى مع الجنازة يقول : اسمع ما يقال لك ، فإذا بلغ

(١) إمام ثقة ، وكان يرسل كثيراً ، حديثه فى الكتب الستة ، اختُلف فى سنة وفاته . انظر : التهذيب (٤٣٢/٣) ، التقريب (٢٧٩/١) .

(٢) صحابى جليل ، صاحب سر النبى ﷺ ، حديثه فى الكتب الستة ، مات سنة ٣٦هـ . انظر : طبقات ابن سعد (١٥/٦) ، (٣١٧/٧) ، التاريخ الكبير (٩٥/٣) ، الحلية (٢٧٠/١) . أسد الغابة (٤٦٨/١) ، التهذيب (٢١٩/٢) ، الإصابة (٢٢٣/٢) ، شذرات الذهب (٣٢/١ ، ٤٤) .

(٣) سقطت من المخطوطة ، وأثبتاها من مصادر النص .

(٤) انظر السابق .

(٥) إسناده حسن . أورده ابن رجب (٢٩٥) فى أهوال القبور ، والسيوطى (ص/٩٥) فى شرح الصدور ، وعزاه كلاهما إلى ابن أبى الدنيا فى كتاب المنامات ، وأورده المتقى الهندى (٤٢٩٤٧) فى كنز العمال بمعناه ، وعزاه إلى البيهقى فى عذاب القبر .

(٦) أحد الضعفاء ، قال أبو زرعة : لا يصدق ، روى عن أبيه ، وقال أبو حاتم : لين يتكلمون فيه . انظر : الجرح والتعديل (٦١/٣) ، الميزان (٥٤٥/١) ، اللسان (٣٠٧/٢) .

(٧) هو سليمان بن داود ، مولى آل الزبير ، ثقة ، كان حافظاً مكثراً ثبتاً ، أخرج له مسلم والأربعة ، توفى سنة ٢٠٣ هـ . انظر : تاريخ بغداد (٢٤/٩) ، تذكرة (٣٥١/١) ، طبقات ابن سعد (٥١/٧) ، التهذيب (١٨٢/٤) ، شذرات الذهب (١٢/٢) .

(٨) هو سفيان بن سعيد بن مسروق ، الثورى ، شيخ الإسلام ، وإمام الحفاظ ، حديثه فى الكتب الستة ، مات سنة ١٦١ هـ . انظر : تاريخ بغداد (٩ / ١٥١) ، تذكرة (١ / ٢٠٣) ، الحلية (٣٥٦/٦) ، طبقات ابن سعد (٣٧١/٦) ، شذرات الذهب (٢٥٠/١) ، التهذيب (١١١/٤) .

(٩) هو سليمان بن مهران ، شيخ المقرئين والمحدثين ، ثقة ، حديثه فى الكتب الستة ، مات سنة ١٤٨هـ . انظر : تاريخ بغداد (٣/٩) ، تذكرة (١٥٤/١) ، الميزان (٢٢٤/٢) ، التهذيب (٢٢٢/٤) ، شذرات الذهب (٢٢٠/١) .

(١٠) مولى بنى هاشم ، من الطبقة الرابعة ، وثقه ابن معين ، وابن حبان والعجلى ، وقال البخارى : فى عبد الرحمن نظر ، وقال ابن حجر : مقبول ، يعنى يتابع ، وإلا فهو لين الحديث ، انظر : الجرح والتعديل (٢٣٦/٥) ، التهذيب (١٧٦/٦) ، التقريب (٤٨٠/١) .

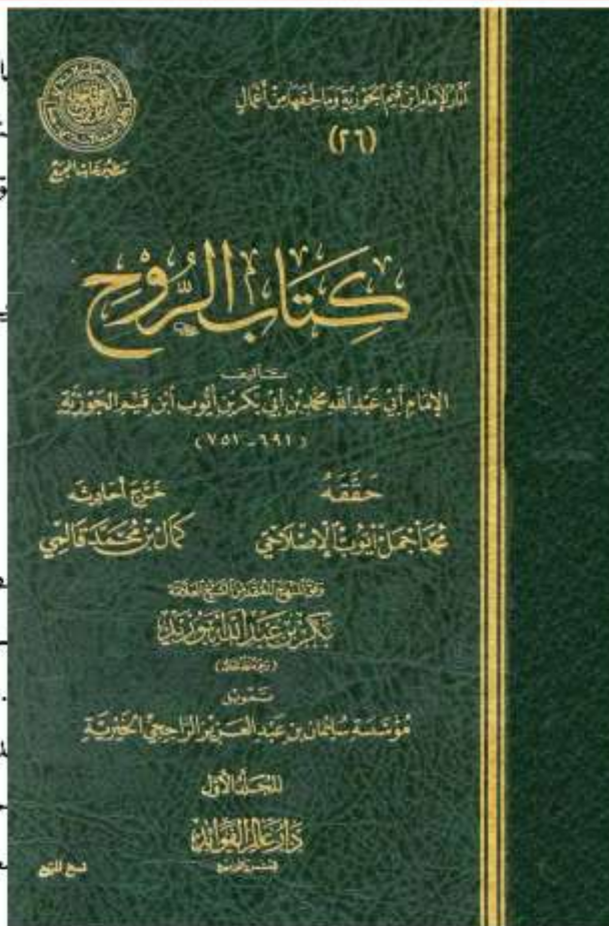
(١١) الأنصارى المدنى ، ثقة ، من الطبقة الثانية ، حديثه فى الكتب الستة ، ماتَ فى موقعة الجماجم سنة ٨٦هـ . انظر : التهذيب (٢٦٠/٦) ، التقريب (٤٩٦/١) .

(١٢) ما بين المعكوفتين طُمس فى المخطوطة ، وأثبتناه من المصادر التى أوردت النص .

الله، جاءنا بالبينات من قِبَل الله، فآمنَّا، وصدَّقنا». وذكر تمامَ الحديث[١].

قال الحافظ أبو نُعيم: هذا حديث متفق على عدالة ناقليه[٢]. اتَّفق الإمامان محمد بن إسماعيل البخاري ومسلم بن الحجَّاج[٣] على ابن أبي ذئب، ومحمد بن عمرو بن عطاء، وسعيد[٤] بن يسار، وهم من شرطهما. ورواه المتقدمون الكبار عن ابن أبي ذئب، مثل ابن أبي فُديك، وعنه دُحيم[٥] بن إبراهيم. انتهى. ورواه عن ابن أبي ذئب غيرُ واحدٍ[٦].

وقد احتجَّ أبو عبد الله ابن منده على إعادة الروح إلى البدن، بأن قال:



(١) أخرجه ابـ ائي في الكبرى (١١٤٤٢) نده في الإيمان (١٠٦٨)، ق ابن أبي ذئب بإسناده.
وعزاه البو ي شيبة وصحّح إسناده. (قا

(٢) (أ، ق، غ):

(٣) زاد في (ط

(٤) (ن): «شعبة

(٥) «وعنه دحي صحة (ب) التي رسم ناسخ راهيم». ودحيم اسمه: عبد .

(٦) «ورواه... غ د نقل ابن القيم حديث أبي حديث النزول له غير أنه أ مجموع الفتاوى (٥/ ٤٤٥ -

أبنا محمد بن الحسين بن الحسن، ثنا محمد بن يزيد النيسابوري، ثنا حماد بن قيراط، ثنا محمد بن الفضل، عن يزيد بن عبد الرحمن الصائغ البلخي[1]. عن الضحاك بن مزاحم، عن ابن عباس أنه قال:

بينما رسولُ الله ﷺ ذاتَ يوم قاعدٌ تلا هذه الآية: ﴿وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ﴾ الآية [الأنعام: ٩٣]. قال: «والذي نفسُ محمد بيده، ما من نفسٍ تُفارق الدنيا حتى ترى مقعدَها من الجنة أو النار». ثم قال: «فإذا كان عند ذلك صُفَّ[2] له سِماطان من الملائكة، ينتظمان ما بين الخافقين، كأنَّ وجوهَهم الشمسُ. فينظر إليهم ما يرى غيرَهم، وإن[3] كنتم تَرون أنهم ينظرون[4] إليكم، مع كل ملكٍ أكفانٌ وحَنُوطٍ.

[٣٢أ] فإن كان مؤمنًا بشَّروه بالجنة، وقالوا: اخرجي أيتها النفس الطيِّبة[5] إلى رضوان الله وجنَّته[6]، فقد أعدَّ الله لكِ من الكرامة ما هو خيرٌ لك من الدنيا وما فيها. فلا يزالون يُبشِّرونه ويَحُفُّون به، فلَهم ألطفُ وأرأفُ من الوالدة بولدها. ثم يَسُلُّون روحَه من تحت كل ظُفر ومَفْصِل، ويموت الأول فالأول، ويهون[7] عليه، وإن كنتم ترونه شديدًا، حتَّى تبلغ ذَقَنه».

---

(١) (أ، غ): «البجلي». ولعله تحريف.

(٢) كذا ضبط في (ب، ط، ن) بالبناء للمجهول. والفعل لازم ومتعد.

(٣) ما عدا (ط، ن): «فإن»، تحريف.

(٤) كذا في جميع النسخ، يعني المحتضرين. وفي الدر المنثور (٦/ ١٣٣): «أنه ينظر»، وهو أشبه بالسياق.

(٥) (ب، ط، ج): «المطمئنة».

(٦) (ق): «رحمته». والعبارة «فإن كان... جنته» ساقطة من (ن).

(٧) (ب، ط، ج): «تهون».

قال: «فلَهِي أشدُّ كراهيةً للخروج من الجسد، من الولد حين يخرجُ من الرحم، فيبتدرونها، كلُّ ملكٍ منهم، أيُّهم يَقبِضها. فيتولَّى قبضها ملكُ الموت». ثم تلا رسول الله ﷺ[1]: ﴿قُلْ يَتَوَفَّىٰكُم مَّلَكُ ٱلْمَوْتِ ٱلَّذِى وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾ [السجدة: ١١] «فيتلقَّاها بأكفانٍ بيض، ثم يحتضنها[2] إليه، فلهو أشدُّ لزومًا لها من المرأة إذا ولدتها. ثم يفوح منها ريحٌ أطيبُ من المسك، فيستنشقون ريحَها، ويتباشرون بها[3]، ويقولون: مرحبًا بالرِّيح الطيبة والرُّوح الطيِّبِ! اللهم صلِّ عليه رُوحًا، وصلِّ على جسدٍ خرجتْ منه».

قال: «فيصعَدون بها[4]. ولله عزَّ وجلَّ خلقٌ في الهواء لا يَعلَم عِدَّتهم إلا هو، فيفوح لهم منها ريحٌ أطيبُ من المسك، فيصلُّون عليها ويتباشرون بها. وتفتح لهم أبوابُ السماء، فيصلِّي عليها كلُّ ملك، في كلِّ سماء تمرُّ بهم، حتى يُنتهى بها[5] بين يدي الملك الجبَّار. فيقول الجبّارُ: مرحبًا بالنفس الطيِّبة وبجسدٍ خرجتْ منه! وإذا قال الربُّ عزَّ وجلَّ للشيء: مرحبًا، رحُبَ[6] له كلُّ شيء، ويذهب عنه كلُّ ضيق.

ثم يقول لهذه النفس الطيبة: أدخلوها الجنةَ، وأرُوها مقعدَها من الجنة،

---

(١) زاد في (ط): «قوله تعالى».

(٢) (ب، ط، ج): «فيحضنها».

(٣) «بها» لم يرد في (أ، غ).

(٤) زاد في (ط): «إلى السماء».

(٥) زاد في (ط): «إلى».

(٦) الضبط من (ط)، يعني: اتسع. وفي (ب): «وجب» تصحيف.

واعرِضـوا عليهـا مـا أعـددتُ لهـا مـن الكرامـة والنعـيم. ثـم اذهبـوا بهـا إلى الأرض، فإنِّي قضيتُ أنّي منها خلقتهم، وفيها أعيدهم، ومنها أخرجهم تـارةً أخرى. فوالـذي نفس محمـد بيده، لهي أشدُّ كراهيةً للخروج، منها حين كانت تـخرج من الجسد. وتقول: أيـن تـذهبون بي؟ إلى ذلـك الجسد الـذي كنتُ فيه؟»

قال: «فيقولون: إنَّا مأمورون بهذا، فلابدَّ لك منه. فيهبطـون بـه عـلى قَـدْر فـراغِهم مـن غُـسْله وأكفانـه، فيُـدخِلون [٣٢ب] ذلـك الـروحَ بـين جـسده وأكفانه»[١].

فدلَّ هذا[٢] الحديث أنَّ الروح تُعاد بين الجسد والأكفان. وهـذا عَـودٌ غير التعلُّق الذي كان لهـا في الـدنيا بالبـدن، وهـو نـوعٌ آخرُ؛ وغير تعلُّقهـا بـه

---

(١) في إسناده حماد بن قيراط النيسابوريّ، قال ابن حبان في المجروحين (١/ ٢٥٤): «يقلب الأخبار على الثقات، ويجيء عن الأثبات بالطامات، لا يجوز الاحتجاج به ولا الرواية عنه إلا على سبيل الاعتبار، وكان أبو زرعة الرازي يمرِّض القول فيه».

وأورد ابن عدي في الكامل (٢/ ٢٥٠ ـ ٢٥١) بعض مناكيره، ثم قال: «ولحماد بن قيراط غير ما ذكرت من الحديث، وعامة ما يرويه فيه نظر». وتنظر ترجمته في لسان الميزان (٢/ ٣٥٢).

وأما شيخه وشيخ شيخه فلم أهتد إليهما.

والحديث أشار إليه ابن كثير في تفسيره (٣/ ٣٠٢) فقال: «وقد ذكر ابن مردويه ههنا حديثًا مطولاً جدًا من طريق غريبة، عن الضحَّاك، عن ابن عباس، مرفوعًا».

وساقه السيوطي في الدر المنثور (٦/ ١٣٣) بطوله وقال: «أخرجه ابن مردويه بسند ضعيف». (قالمي).

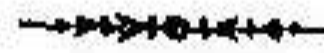
(٢) «هذا» ساقط من (ط). وفي (ن): «فثبت بهذا».

شرح الصدور

بشرح حال الموتى والقبور

للحافظ جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

المتوفى سنة ٩١١ هـ



الناشر

دار المدني

للطباعة والنشر والتوزيع

جدة - ص ب ١٨٤٨٥ ت ٦٤٣٢٣٦٢



مشوا مع جنازته ثم صلّوا عليه مع الناس . فإذا دفن أجلس في قبره ، فيقال له : مَن ربُّك ؟ فيقول : ربي الله . فيقال له : مَن رسولك ؟ فيقول : محمد . فيقال له : ما شهادتك ؟ فيقول : أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله . فذلك قوله : ﴿ يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ﴾ [1] الآية . فيوسع له في قبره مدّ بصره ، وأمّا الكافر فتنزل الملائكة فيبسطون أيديهم ، والبسط هو الضرب . يضربون وجوههم وأدبارهم عند الموت ، فإذا دخل قبره أقعد ، فقيل له : مَنْ ربُّك ؟ فلم يرجعْ إليهم شيئاً . وأنساه الله ذكر ذلك ، وإذا قيل له : مَن الرسول الذي بعث إليكم ؟ لم يهتد ولم يرجع إليهم شيئاً فذلك قوله : ﴿ ويُضِلُّ اللهُ الظَّالمِينَ ﴾ [2] الآية » .

وأخرج جويبر في تفسيره ، عن الضحاك ، عن ابن عباس قال : شهد رسول الله ﷺ جنازة رجل من الأنصار ، فانتهى إلى القبر ولم يلحد له ، فجلس وجلس الناس كأن على رؤوسهم الطير ، فضرب رسول الله ﷺ بصره في الأرض ينكت بمخصرة معه ، ثم رفع طرفه إلى السماء فقال : « أعوذُ بالله من عذاب القبر » ثلاث مرات ، ثم قال : « إنَّ العبدَ المؤمنَ إذا كان في إقبال من الآخرة ، وإدبار من الدنيا أتاه ملك الموت ، فيجلس عند رأسه تهبط اليه ملائكة معهم تحفة من تحف الجنة ، وحنوط من حنوط الجنة ، ومن كسوتها ، فيجلسون منه مدّ البصر سماطين ، فيبدأ ملك الموت فيبشره . ثم تبشره الملائكة ، فتسيل نفسه كما تسيل القطرة من في السقاء فرحاً بما بشره ملك الموت ، حتى إذا أخذ نفسه لم تدعها الملائكة طرفة عين حتى يأخذوها ويحتضنوها إليهم بتلك التحف التي هبطوا بها ، فإذا ريحها قد ملأ بين السماء والأرض . فتقول الملائكة : ما أطيب هذه الرائحة ، فتقول الملائكة : هذه الرائحة نفس فلان المؤمن قبض اليوم ، وتصلي عليه ، فإذا انتهوا به إلى السماء فتحت أبواب السماء لها ، فليس من باب إلا وهو مشتاق إلى أن تدخل

---

(١) سورة إبراهيم ، الآية : ٢٧ .

(٢) سورة ابراهيم ، الآية : ٢٧ .

منه ، حتى إذا دخلوا بها من باب عمله بكى عليه الباب ، فلا يمرون بها على أهل سماء إلا قالوا : مرحباً بهذه النفس الطيبة التي قبلت وصية ربها ، حتى انتهوا إلى سدرة المنتهى . فيقول ملك الموت والملائكة الذين هبطوا اليها : يارب قبضنا روح فلان بن فلان المؤمن ، وهو أعلم منهم بذلك ، فيقول الله : ردوه إلى الأرض ، فإني منها خلقتهم ، وفيها أعيدهم ، ومنها أخرجهم تارة أخرى ، فإنه ليسمع خفق نعالكم ونفض أيديكم إذا وليتم عنه مدبرين ، فتأتيه أملاك ثلاثة ملكان من ملائكة الرحمة ، وملك من ملائكة العذاب ، وقد اكتنفه عمله الصالح : الصلاة عند رجليه ، والصيام عند رأسه ، والزكاة عن يمينه ، والصدقة عن يساره ، والبر وحسن الخلق على صدره ، فكلما أتاه ملك العذاب من ناحية ذب عنه عمله الصالح ، فيقوم بمرزبة لو اجتمع عليها أهل منى لم يقلوها ، فيقول : أيها العبد الصالح ! لولا ما اكتنفك من الصلاة والصوم والزكاة والصدقة لضربتك بهذه المرزبة ضربة يشتعل قبرك ناراً . هو لكما ، وأنتما له ، ثم يصعد ملك العذاب ، فيقول أحدهما لصاحبه : ارفق بولي الله ، فإنه جاء من هول شديد ، فيقول : مَن ربُّك ؟ فيقول : الله . فيقول : ما دينك ؟ فيقول : ديني الاسلام ، فيقول : من نبيك ؟ فيقول : محمد . فيقولان : وما يدريك ؟ قال : قرأت كتاب الله ، وآمنت به وصدقت ، وينتهرانه عندها وهي أشد فتنة تعرض على المؤمن ، فينادى من السماء : قد صدق عبدي ، فأفرشوه من فرش الجنة ، وأكسوه من كسوتها وطيبوه من طيبها ، وأفسحوا له في قبره مدّ البصر ، وافتحوا له باباً من أبواب الجنة عند رأسه ، وباباً عند رجليه ، ثم يقولان له : نم نومة العروس في حجلتها لم تذق عذاب القبر ، فهو يقول : رب أقم الساعة لكي أرجع إلى أهلي ومالي ، وما أعددت لي ، فيبعث من قبره يوم القيامة مبياض الوجه » .

الحجلة : بفتح الحاء المهملة والجيم البشخانة والمخصرة ما اختصره الانسان بيده ، فأمسكه من عصا ونحوه . وينكت بمثناة آخره .

(19)

حلية الأولياء
وطبقات الأصفياء

للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني
المتوفى سنة ٤٣٠ هـ

الجزء الثالث

مكتبة الخانجي
القاهرة

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

* حدثنا محمد بن احمـد بن حمدان ثنا الحسن بن سفيان ثنا سـويد بن سعيد ثنا المفضل بن عبد الله عن جابر عن أبى جعفر محمـد بن على عن جابر رضى الله تعالى عنه . قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : « ابن آدم لفى غفلة مما خلقه الله عز وجل له ، إن الله لا إله إلا هو إذا أراد خلقه . قال للملك : اكتب له رزقه وأثره وأجله ، واكتب شقياً أوسعيدا ، ثم يرتفع ذلك الملك ويبعث اليـه ملكا آخر فيحفظه حتى يدرك ، ثم يبعث اليه ملكين يكتبان حسـناته وسيئاته ، فاذا جاءه الموت ارتفع ذلك الملكان ثم جاء ملك الموت فيقبض روحه ، فاذا دخل حفرته ردّ الروح فى جسده ، ثم يرتفع ملك الموت ، ثم جاءه ملكا القبر فامتحناه ثم يرتفعان ، فاذا قامت الساعة انحط ملك الحسنات وملك السيئات فأنشطا كتابا معقوداً فى عنقه ، ثم حضرا معه واحد سائق والآخر شهيد ، ثم قال الله تعالى : (لقد كنت فى غفلة من هذا فكشفنا عنك غطاءك فبصرك اليوم حديد) . قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وقول الله عز وجل : (لتركبنّ طبقاً عن طبق) . قال حال بعد حال ، ثم قال النبى صلى الله عليه وسلم : إن قدامكم أمراً عظيما فاستعينوا بالله العظيم » . هذا حديث غريب من حديث أبى جعفر وحديث جابر تفرد به عنه جابر بن يزيد الجعفى وعنه المفضل

* حـدثنا محمد بن على بن عمر بن سلم ثنا محمد بن احمد ثنا الهيثم بن احمد ابن المؤمل التميمى ثنا عبدالله بن ابراهيم الغفارى عن نصير بن سعيد الأسلمى عن سويد عن أبى جعفر عن جابر بن عبد الله . قال قال رسول الله صلى الله عليه وسـلم : « من كان حسن الصورة فى حسب لا يشينه متواضعاً كان من خالصى الله عز وجل يوم القيامة » .

۞ قال الشيخ : كذا وقع فى كتابى من رواية نصير بن سعيد عن سويد ورواه غيره عن سفيان بن سعيد عن سمى * حدثنا محمد بن على بن حبيش ثنا احمد بن حماد بن سفيان ثنا قتيبة بن المرزبان ثنا عبد الله بن ابراهيم الغفارى ثنا سفيان بن سعيد الأسلمى — من أهل الفرع — عن سمى(١) الصيرفى عن

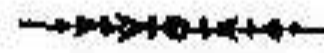
(١) تقدم وسيأتى بعد انه بسام الصيرفى .

شرح الصدور

بشرح حال الموتى والقبور

للحافظ جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

المتوفى سنة ٩١١ هـ



الناشر



دار المدني

للطباعة والنشر والتوزيع

جدة - ص ب ١٨٤٨٥ ت ٦٤٣٢٣٦٢

وأخرج ابن أبي شيبة والبيهقي ، عن ابن مسعود قال : إنّ أحدكم ليجلس في قبره إجلاساً ، فيقال له : ما أنت ؟ فإن كان مؤمناً قال : أنا عبد الله حياً وميتاً أشهد أن لا إله إلا الله ، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله ، فيفسح له في قبره ما شاء ، فيرى مكانه من الجنة ، وتنزل عليه كسوة يلبسها من الجنة ، وأما الكافر فيقال له : ما أنت ؟ فيقول لا أدري ، فيقال له : لا دريت . ثلاثاً ، فيضيق عليه قبره حتّى تختلف أضلاعه ، وترسل عليه حيات من جوانب قبره تنهشه وتأكله ، فإذا جزع فصاح ، قمح بمقمح من نار أو حديد ، ويفتح له باب إلى النار » .

وأخرج الآجري في الشريعة ، عن ابن مسعود قال : « إذا توفي العبد بعث الله إليه ملائكة ، فيقبضون روحه في أكفانه ، فإذا وضع في قبره بعث الله ملكين ينتهرانه ، فيقولان : من ربك ؟ قال : ربي الله . قال: وما دينك ؟ قال : ديني الاسلام . قالا : من نبيك ؟ قال : نبيي محمد ، قالا : صدقت . كذلك كنت . أفرشوه من الجنة ، وألبسوه منها ،وأروه مقعده منها ، وأما الكافر فيضرب ضربة يلتهب قبره منها ناراً ، أو يضيق عليه قبره حتّى تختلف عليه أضلاعه ، وتبعث عليه حيات من حيات القبر كأعناق الابل » .

وأخرج الخلال في كتابه شرح السنّة ، عن ابن مسعود قال : « إنّ المؤمن إذا نزل به الموت أتاه ملك الموت يناديه : ياروح الطيبة : أخرجي من الجسد الطيب ، فإذا خرجت روحه لفّت في خرقة حمراء ، فإذا غُسّل وكُفّن وحُمّلَ على سريره ارتفعت روحه فوق السرير ، حيث يتحول السرير تحولت ، حتّى يوضع في قبره ، فإذا وضع في قبره أجلس وجيء بالروح وجعلت فيه . فيقال له : مَن ربك وما دينك ؟ فيقول : ربي الله وديني الاسلام ونبيي محمد ﷺ فيقال له : صدقت ، فيوسع له في قبره مدّ بصره ، ثم ترتفع روحه ، فتجعل في أعلى عليين ، ثم تلا عبد الله هذه الآية : ﴿ إنَّ كِتابَ الأبْرارِ لفي عِلِّيِّينَ * ومَا أدْراكَ مَا عِلِّيُّونَ * كِتابٌ مَرْقُومٌ ﴾ (١) . قال : في السماء السابعة ، وأما

(١) سورة المطففين ، الآيات : ١٨ — ٢١ .

قسط دوم

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اتصال سند اور رواۃ کی متابعت

پچھلے قسط میں ہم نے حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور اس کے شواھد پیش کرکے یہ ثابت کیا تھا کہ اعادہ روح والی حدیث میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ متفرد نہیں ہیں بلکہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی اس مضمون کے احادیث مروی ہیں۔

اس قسط میں ہم حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا اتصالِ سند اور رواۃ کی متابعت پر گفتگو کریں گے۔

1۔زاذان کا سماع حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے

1۔۔۔۔ حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ، عَنْ أَبِي عُمَرَ زَاذَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ

(أبو داود فی سننہ-بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ-حدیث رقم 4754 تحقیق شعیب الارنؤوط)

2۔۔۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثنا أَبِي، ثنا الْأَعْمَشُ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو،
وَحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، أَنْبَأَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنْبَأَ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ ۔۔۔۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔۔۔ ثُمَّ يُقَالُ: أَرْجِعُوا عَبْدِي إِلَى الْأَرْضِ، فَإِنِّي وَعَدْتُهُمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى، فَتُرَدُّ رُوحُهُ إِلَى جَسَدِهِ، فَتَأْتِيهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ: مَنْ رَبُّكَ؟ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ

(المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 107)

3۔۔۔ وقال حاکم:

حَدَّثَنَا بِصِحَّةِ مَا ذَكَرْتُهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ الْخُلْدِيُّ، إِمْلَاءً بِبَغْدَادَ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ سَبَلَانَ، ثنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: أَتَيْتُ يُونُسَ بْنَ خَبَّابٍ، بِمِنًى عِنْدَ الْمَنَارَةِ وَهُوَ يَقُصُّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ عَذَابِ الْقَبْرِ فَحَدَّثَنِي بِهِ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الی ان قال ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
وَفِي حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ - وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ -. هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمَحْفُوظُ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ

المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 114)

امام حاکم فرماتے ہیں عباد بن عباد کی حدیث میں ہے کہ زاذان نے البراء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا ہے ۔

4۔۔۔۔علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

أَنَّ أَبَاعَوَانَة الْإِسْفَرَايِينِي رَوَاهُ فِي صَحِيحه,وَصَرَّحَ فِيهِ بِسَمَاعِ زَاذَان لَهُ مِنَ الْبَرَاء فَقَالَ "سَمِعْت الْبَرَاء بْن عَازِب" فَذَكَرَهُ.وَالثَّانِي:أَنَّ اِبْن مَنْدَهْ رَوَاهُ عَنْ الْأَصَمّ حَدَّثَنَا الصَّنْعَانِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْر عِيسَى بْن الْمُسَيِّب عَنْ عَدِيّ بْن ثَابِت عَنْ الْبَرَاء

(تہذیب سنن ابی داؤص2281 تحقیق اسماعیل بن عازی مرحبا)

اعتراض: صحیح ابی عوانہ میں زاذان کی روایت نہیں ۔

جواب:۔نسخۂ مطبوعہ میں نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعی ابو عوانہ نے اس کی تخریج نہ کی ہو۔

علامہ ابن حجر نے اتحاف المہرہ میں تصریح کی ہے کہ ابو عوانہ نے جنائز میں اس کی تخریج کی ہے پھر اس کی پوری اسنادی تفصیل نقل کی ہے۔۔۔

(إتحاف المهرة بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة ج2ص459)

2۔ زاذان اس روایت میں متفرد نہیں

1۔۔زاذان کی متابعت عدی بن ثابت سے

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ قَاسِمٍ، حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ الْمُسَيِّبِ، حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحِدُوا، فَجَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى أَكْتَافِنَا فِلَقُ الصَّخْرِ، وَعَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ۔۔۔۔۔۔الی

ان قال.......، فَيَقُولُ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: رُدُّوا عَبْدِي إِلَى مَضْجَعِهِ، فَإِنِّي وَعَدْتُهُ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى، فَيُرَدُّ إِلَى مَضْجَعِهِ، فَيَأْتِيهِ مُنْكَرٌ، وَنَكِيرٌ.. الخ

(تهذیب الآثار للطبری - حدیث رقم 723 مسند عمر، محمود محمد شاکر)

قَالَ الْحَافِظ أَبُو عبد الله بن مَنْدَه فِي كتاب الرّوح وَالنَّفس أخبرنَا مُحَمَّد بن يَعْقُوب ابْن يُوسُف حَدثنَا مُحَمَّد بن اسحق الصنعاني أَنبأَنَا أَبُو النَّضر هَاشم بن الْقَاسِم حَدثنَا عِيسَى بن الْمسيب عَن عدي بن ثَابت عَن الْبَراء بن عَازِب قَالَ خرجنَا مَعَ رَسُول الله فِي جَنَازَة رجل من الْأَنْصَار فانتهنا إِلَى الْقَبْر وَلما يلْحد.... الى ان قال... وَيَقُول الرب عز وَجل ردوا عَبدِي إِلَى مضجعه فَإِنِّي وعدتهم أَنِّي مِنْهَا مَا خلقتهمْ وفيهَا أعيدهم وَمِنْهَا أخرجهم تَارَة أُخْرَى فَيرد إِلَى مضجعه فيأتيه مُنكر وَنَكِير يثيران الأَرْض بأنيابهما ويفحصان الأَرْض بأشعارهما فيجلسانه ثمَّ يُقَال لَهُ يَا هَذَا من رَبك... الخ (الروح 130 لابن قیم)

اعتراض:۔ محدثین نے عیسی بن المسیب کی تضعیف کی ہے

جواب:۔ مگر ضعف کے باوجود وہ روایت میں صالح وصدوق ہے لھذا اس کی رویت متابعت میں پیش کی جاسکتی ہے

...قال ابو احمد بن عدی الحافظ: عیسی بن المسیب صالح فیما یرویہ

(السنن الکبری للبیہقی: 1/252، رقم 1121)

....قال علی بن عمر الحافظ: صالح الحدیث

(السنن الکبری: 1/252، رقم 1121) (زوائد سنن أبي الحسن علی بن عمر الدارقطنی علی الکتب الستة من الأحادیث الجزء الاول والثانی ص 221)

۔۔۔ثنا عبد الرحمن قال سألت ابی عن عیسی بن المسیب فقال محله الصدق لیس بالقوی

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم الرازی)

اس لئے علامہ ابن تیمیہؒ اوعلامہ ابن قیمؒ نےابن مندہ کے حوالے سے اسکو متابعت میں پیش کی ہے(الروح و مجموعۃ الفتاوی)

2۔۔۔ زاذان کی متابعت امام مجاهد سے

ثُمَّ سَاقه ابْن مَنْدَه من طَرِيق مُحَمَّد بن سَلمَة عَن خصيف الجزری عَن مُجَاهِد عَن الْبَرَاء بن عَازِب قَالَ كُنَّا فِي جَنَازَة رجل من الْأَنْصَار ومعنا رَسُول الله فأنتهينا إِلَى الْقَبْر وَلم يلْحد۔۔۔۔ الی ان قال۔۔۔۔ ردوا روح عَبدِی إِلَى الأَرْض فَإِنِّي وعدتهم أَنی أردهم فِيهَا ثمَّ قَرَأَ رَسُول الله {مِنْهَا خَلَقْنَا كُم وفيهَا نعيد كم وَمِنْهَا نخرجكم تَارَة أُخْرَى} فَإِذا وضع الْمُؤمن فِي قَبره فتح لَهُ بَاب عِنْد رجلَيْهِ إِلَى الْجنَّة۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ(الروح الابن قیم)

اس روایت میں خصیف ابن عبد الرحمن الجزری ہے جو صرف سوء حفظ کیوجہ سے متکلم فیہ ہے اس لئے اس کی روایت متابعت میں پیش کی جاسکتی ہے۔

3۔منھال بن عمرو اس روایت میں متفرد نہیں

منھال بن عمرو کی متابعت محمد بن عتبہ سے

نا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، نا عَمِّي، نا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ جِنَازَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ۔۔۔۔۔۔۔۔ الی ان قال۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فَيَقُولُ الرَّبُّ: أَرُوهُ مَقْعَدَهُ مِنْ كَرَامَتِي، ثُمَّ أَعِيدُوهُ فِي الْقَبْرِ، فَإِنِّي قَضَيْتُ: {مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى} ثُمَّ يَأْتِيهِ آتٍ فَيَقُولُ: مَنْ رَبُّكَ؟ .... الخ

مسند الرویانی - حدیث رقم 385 ص 261۔262)

یہاں احمد بن عبد الرحمن فی نفسہ صدوق راوی ہے وہ مختلط ہوگیا پھر اختلاط سے رجوع کیا۔۔ بہرحال متابعت میں اس کی روایت پیش ہوسکتی ہے۔۔ وہ اپنے عم (چچا)عبد اللہ ابن وھب سے روایت کرتاہے وہ ابن لھیعہ سے اور ابن لھیعۃ سے عبداللہ بن وھب کی روایت مقبول ہوتی ہے۔۔

4۔اعمش کا سماع بلفظ حدثنا منہال ابن عمر سے ثابت ہے

1 ... حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا الْمِنْهَالُ، عَنْ أَبِي عُمَرَ زَاذَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ

(أبو داود فی سننه - بَابٌ فِي الْمَسْأَلَةِ فِي الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ - محدیث رقم 4754 تحقیقی شعیب الارنؤوط)

2 .... حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ، ثنا الْأَعْمَشُ، ثنا الْمِنْهَالُ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ وَالسِّجِّينُ تَحْتَ الْأَرْضِ السُّفْلَى

(حدیث رقم 12176 تحقیق ابو محمد اسامة - من کتاب مصنّف بن أبی شیبة - كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

3 ...... حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّغَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثنا أَبِي، ثنا الْأَعْمَشُ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو، وَحدثنا أَبُو

بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ الْفَقِيهُ، أَنْبَأَ إِسْمَاعِيلُ بْنُ قُتَيْبَةَ، ثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَنْبَأَ أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، ثنا الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ بَعْدُ...... الی ان قال...... ثُمَّ يُقَالُ: أَرْجِعُوا عَبْدِي إِلَى الْأَرْضِ، فَإِنِّي وَعَدْتُهُمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى، فَتُرَدُّ رُوحُهُ إِلَى جَسَدِهِ، فَتَأْتِيهِ الْمَلَائِكَةُ فَيَقُولُونَ: مَنْ رَبُّكَ؟ ...الخ

(المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 107)

5۔ اعمش اس روایت میں متفرد نہیں

1۔۔۔ اعمش کی متابعت سوار بن مصعب سے

حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ، ثَنَا سَوَّارُ بْنُ مُصْعَبٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ.... الی ان قال فَيَصْعَدُ بِهِ مَلَكٌ وَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّ هَذَا فُلَانًا قَدْ تَوَفَّيْنَا نَفْسَهُ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعِيدُوهُ فَإِنَّا قَدْ وَعَدْنَاهُمْ أَنَّ مِنْهَا خَلَقْنَاهُمْ وَفِيهَا نُعِيدُهُمْ فَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ وَهُمْ مُدْبِرُونَ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: يَا هَذَا، مَنْ رَبُّكَ؟، وَمَا دِينُكَ؟، وَمَنْ نَبِيُّكَ؟.... الخ

((أبو الجهم الباهلی فی جزئه - حَدِيثُ سَوَّارِ بْنِ مُصْعَبٍ، أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْهَمْدَانِيِّ - حدیث رقم 100 تحقیق الدکتور عبد الرحیم محمد احمد القشقشری)

2۔۔۔ اعمش کی متابعت مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ سے

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ عَمِّهِ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَجَدْنَاهُ لَمْ يُلْحَدْ۔۔۔ الی ان قال۔۔۔۔ فَيُقَالُ لَهُمْ: رُدُّوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي وَعَدْتُهُ أَنْ أُعِيدَهُ فِيهَا وَأُخْرِجَهُ مِنْهَا {مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى} فَإِذَا رُدَّتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ إِلَى جَسَدِهِ سَمِعَ خَفْقَ نِعَالِهِمْ فَيَهَشُّ فَيُقَالُ يَا هَذَا مَنْ رَبُّك؟۔۔۔۔۔۔۔۔ الخ

(عبداللہ بن أحمد بن حنبل فی السنة - سُئِلَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ - حديث رقم **1444** تحقیق الدکتور محمد ابن سعید بن سالم القحطانی)

3۔۔۔ اعمش کی متابعت أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ سے

4۔۔۔اعمش کی متابعت وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ سے

5۔۔اعمش کی متابعت الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ سے

(قال حاکم)۔۔۔ وَهَكَذَا رَوَاهُ أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ، وَعَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ، وَالْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ النَّخَعِيُّ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍ

أَمَّا حَدِيثُ أَبِي خَالِدٍ الدَّالَانِيِّ، فَحَدَّثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا السَّرِيُّ بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ، ثنا أَبُو غَسَّانَ، ثنا عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ حَرْبٍ، ثنا أَبُو خَالِدٍ الدَّالَانِيُّ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو.

وَأَمَّا حَدِيثُ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ، فَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ بِشْرٍ الْمَرْثَدِيُّ، ثنا الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو.

وَأَمَّا حَدِيثُ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، فَحَدَّثَنَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، ثنا الْحَسَنُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنِ الْمِنْهَالِ، كُلُّهُمْ قَالُوا: عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ. هَذِهِ الْأَسَانِيدُ الَّتِي ذَكَرْتُهَا كُلُّهَا صَحِيحَةٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ....

(المستدرك على الصحيحين - حديث رقم115۔116۔117)

6۔۔۔اعمش کی متابعت یُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ سے

یونس بن خباب سے روایت کرنے والے امام معمر، ،عباد بن عباد، مھدی ابن میمون وغیرھم ہیں۔۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِنَازَةٍ فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ، وَهُوَ يَلْحَدُ لَهُ ....الی ان قال...... فَيَقُولُ: أَرْجِعُوهُ فَإِنِّي عَهِدْتُ إِلَيْهِمْ أَنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ، وَفِيهَا نُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى، فَإِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِ أَصْحَابِهِ إِذَا وَلَّوْا عَنْهُ، فَيَأْتِيهِ آتٍ فَيَقُولُ: مَنْ رَبُّكَ؟...الخ

(عبدالرزاق فی مصنفه - بَابُ فِتْنَةِ الْقَبْرِ - حدیث رقم6527)

وقال حاکم:

حَدَّثَنَا بِصِحَّةِ مَا ذَكَرْتُهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ الْخُلْدِيُّ، إِمْلَاءً بِبَغْدَادَ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ سَبَلَانَ، ثنا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ، قَالَ: أَتَيْتُ يُونُسَ بْنَ خَبَّابٍ، بِمِنًى عِنْدَ الْمَنَارَةِ وَهُوَ يَقُصُّ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ حَدِيثِ عَذَابِ الْقَبْرِ فَحَدَّثَنِي بِهِ

.

وَأَخْبَرَنِي أَبُو عَمْرٍو إِسْمَاعِيلُ بْنُ نُجَيْدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَنْبَأَ أَبُو مُسْلِمٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، ثنا أَبُو عَمْرٍو الضَّرِيرُ، ثنا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، وَأَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْقَطِيعِيُّ -وَاللَّفْظُ لَهُ-
حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنْبَأَ مَعْمَرٌ، عَنْ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ
وَفِي حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ عَبَّادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ، فَجَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْقَبْرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ -وَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ-. هَذَا هُوَ الصَّحِيحُ الْمَحْفُوظُ مِنْ حَدِيثِ يُونُسَ بْنِ خَبَّابٍ

المستدرك على الصحيحين - حديث رقم 114)

6۔اعمش سے روایت کرنے والے

امام اعمش سے اس حدیث کو روایت کرنے والے محدثین کی ایک جماعت ہے چنانچہ بعض محدثین کے نام مندرجہ ذیل ہیں

1..ابو معاویہ (مسند احمد وغیرہ)

2..عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ (ابو داود وغیرہ)

3..جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ الضَّبِّيُّ (تهذيب الآثار للطبری - حديث رقم 171)

4..ابُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ (تهذيب الآثار للطبری - حديث رقم 173)

5..مُحَمَّدُ بْنُ فَضْلٍ (المستدرك رقم 108)

6..سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ (المستدرك رقم 109)

7..شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ (المستدرك رقم 110)

8۔ زَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ (المستدرك رقم 111)

.قال الحاكم:

وَقَدْ رَوَاهُ سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، وَشُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، وَزَائِدَةُ بْنُ قُدَامَةَ وَهُمُ الْأَئِمَّةُ الْحُفَّاظُ، عَنِ الْأَعْمَشِ.

أَمَا حَدِيثُ الثَّوْرِيِّ

(109) فَحَدَّثَنَاهُ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ حَمْدَانَ الْجَلَّابُ، بِهَمَدَانَ وَأَنَا سَأَلْتُهُ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصُّورِيُّ، ثنا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثنا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَأَتَيْنَا الْقَبْرَ وَلَمَّا يُلْحَدْ. وَذَكَرَ الْحَدِيثَ. وَ

أَمَّا حَدِيثُ شُعْبَةَ

(110) فَحَدَّثَنِيهِ أَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ، رَحِمَهُمُ اللَّهُ وَأَنَا سَأَلْتُهُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الْأَصْبَهَانِيُّ، بِالرِّيِّ، ثنا عَمَّارُ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ الْبُرْسَانِيُّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَدِيثِ الْقَبْرِ.

وَأَمَّا حَدِيثُ زَائِدَةَ

(111) فَحدثنا أَبُو سَعِيدٍ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ الْعَدْلُ، ثنا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَزْدِيُّ، ثنا زَائِدَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ - فَذَكَرَ حَدِيثَ الْقَبْرِ بِطُولِهِ - . هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ

(المستدرك ص 96۔97)۔

سُنَنُ أَبِي دَاوُدَ

تصنيف

الإمام الحافظ أبي داود سليمان بن الأشعث الأزدي السجستاني

٢٠٢ هـ - ٢٧٥ هـ

حققه وضبط نصه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

محمد كامل قره بللي　　　عبد اللطيف حرز الله

الجزء السابع

دار الرسالة العالمية

٤٧٥٤ـ حدَّثنا هنَّادُ بنُ السَّريِّ، حدَّثنا عبدُ الله بنُ نُمير، حدَّثنا الأعمشُ، حدَّثنا المِنهالُ، عن أبي عُمَرَ زاذان، سمعتُ البراء، عن النبيِّ ﷺ فذكر نحوه[1].

٢٨ـ باب في ذكر الميزان

٤٧٥٥ـ حدَّثنا يعقوبُ بنُ إبراهيم وحُميدُ بنُ مسعدة، أن إسماعيلَ بن إبراهيم حدَّثهم، أخبرنا يونسُ، عن الحسن

عن عائشة: أنها ذكرت النار، فبَكَتْ، فقال رسولُ الله ﷺ: «ما يُبكيكِ؟» قالت: ذكرتُ النارَ، فبكَيْتُ، فهل تذكرونَ أهليكم يومَ القيامة؟ فقال رسولُ الله ﷺ: «أمّا في ثلاثة مَوَاطن فلا يذكُرُ أحدٌ أحداً: عند الميزان حتى يَعلَمَ أيخِفُّ ميزانُه أو يَثقُلُ، وعندَ الكتاب حين يقال: ﴿هَاؤُمُ اقْرَءُوا كِتَابِيَهْ﴾ [الحاقة: ١٩] حتى يَعلَمَ أين يقعُ كتابُه أفي يمينه، أم في شماله، أم مِنْ وراء ظهرِه، وعند الصِّراطِ إذا وُضِعَ بين ظهريْ جهنَّم»[2].

---

(١) إسناده صحيح.

وانظر ما قبله.

(٢) إسناده ضعيف لانقطاعه. الحسن: وهو البصري لم يسمع من عائشة.

يونس: هو ابن عبيد.

وأخرجه الحاكم ٤/٥٧٨ من طريق مسدد، عن إسماعيل بن إبراهيم (الشهير بابن علية)، بهذا الإسناد. وقال: هذا حديث صحيح إسناده على شرط الشيخين لولا إرسال فيه بين الحسن وعائشة على أنه صحت الروايات أن الحسن كان يدخل وهو صبي منزل عائشة رضي الله عنها وأم سلمة.

وأخرجه إسحاق بن راهويه في «مسنده» (١٣٤٩) من طريق وهيب، عن يونس، به.

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

ثنا عبد الرزاق، أنبأ معمر، عن ابن أبي ذئب، عن سعيد المقبري، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «ما أدري تبَّع، أنبياً كان أم لا، وما أدري ذا القرنين أنبياً كان أم لا، وما أدري الحدود كفارات لأهلها أم لا».

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، ولا أعلم له علة، ولم يخرجاه/. ١/٣٧

١٠٥/١٠٥ ـ أخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي، ثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، حدثنا بهز بن أسد، ثنا حماد بن سلمة، عن ثابت، عن أنس، عن رسول الله ﷺ قال: «لما خلق الله آدم صوره وتركه في الجنة ما شاء الله أن يتركه فجعل إبليس يطيف به، فلما رآه أجوف عرف أنه خلق لا يتمالك».

هذا حديث صحيح على شرط مسلم، وقد بلغني أنه أخرجه في آخر الكتاب.

١٠٦/١٠٦ ـ أخبرنا أبو عمرو عثمان بن أحمد بن السماك ببغداد قال: قرىء على عبد الملك بن محمد وأنا أسمع، ثنا قريش بن أنس، ثنا محمد بن عمرو.

وحدثنا أبو بكر بن إسحاق، أنبأ أبو المثنى، ثنا مسدد، ثنا المعتمر، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «لتتبعن سنن مَنْ قبلكم باعاً فباعاً، وذراعاً فذراعاً، وشبراً فشبراً، حتى لو دخلوا جحر ضب لدخلتموه معهم» قال: قيل: يا رسول الله، اليهود والنصارى؟ قال: «فمن إذاً».

هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه بهذا اللفظ.

١٠٧/١٠٧ ـ حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا محمد بن إسحاق الصغاني، ثنا محمد بن عبد الله بن نمير، ثنا أبي، ثنا الأعمش، ثنا المنهال بن عمرو.

وحدثنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه، أنبأ إسماعيل بن قتيبة، ثنا يحيى بن يحيى، أنبأ أبو معاوية، عن الأعمش، ثنا المنهال بن عمرو، عن زاذان أبي عمر قال: سمعت البراء بن عازب يقول: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الأنصار، فانتهينا

١٠٥ ـ قال في التلخيص: على شرط مسلم.

قال في الفيض: إستدركه الحاكم فوهم. وذلك لأن مسلم رواه في صحيحه في الأدب.

١٠٦ ـ قال في التلخيص: على شرط مسلم.

١٠٧ ـ قال في التلخيص: أبو معاوية عن الأعمش عن المنهال بن عمرو عن زاذان سمعت البراء يقول: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل فانتهينا إلى القبر ولما يلحد. الحديث بطوله.

المُسْتَدْرَك عَلَى الصَّحِيحَيْن

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق

مصطفى عبد القادر عطا

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية

عن زاذان، عن البراء بن عازب ـ وفي حديث عباد بن عباد أنه سمع البراء بن عازب ـ قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة، فجلس رسول الله ﷺ على القبر وجلسنا حوله ـ وذكر الحديث بطوله.

هذا هو الصحيح المحفوظ من حديث يونس بن خباب، وهكذا رواه أبو خالد الدالاني، وعمرو بن قيس الملائي، والحسن بن عبيد الله النخعي، عن المنهال بن عمرو/. ١/٤٠

أما حديث أبي خالد الدالاني:

١١٥/١١٥ ـ فحدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا السري بن يحيى التميمي، ثنا أبو غسان، ثنا عبد السلام بن حرب، ثنا أبو خالد الدالاني، عن المنهال بن عمرو.

وأما حديث عمرو بن قيس الملائي:

١١٦/١١٦ ـ فحدثناه أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه، ثنا أحمد بن بشر المرثدي، ثنا القاسم بن محمد بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر، عن عمرو بن قيس الملائي، عن المنهال بن عمرو.

وأما حديث الحسن بن عبيد الله:

١١٧/١١٧ ـ فحدثناه أبو محمد أحمد بن عبد الله المزني، ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة، ثنا أحمد بن يونس، ثنا أبو بكر بن عياش، ثنا الحسن بن عبيد الله، عن المنهال كلهم قالوا: عن زاذان، عن البراء، عن النبي ﷺ ـ نحوه.

هذه الأسانيد التي ذكرتها كلها صحيحة على شرط الشيخين.

١١٨/١١٨ ـ أخبرنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه، أنبأ علي بن الحسين بن الجنيد، ثنا المعافى بن سليمان الحراني، ثنا فليح بن سليمان، حدثني هلال بن علي ـ وهو ابن أبي ميمونة، عن أنس بن مالك قال: بينا رسول الله ﷺ وبلال يمشيان بالبقيع فقال

---

١١٥ ـ انظر رقم (١١٤).

١١٦ ـ انظر رقم (١١٤).

١١٧ ـ انظر رقم (١١٤).

١١٨ ـ قال في التلخيص: على شرطهما.

تهذيب السنن

للإمام ابن القيم
أبي عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب الزرعي
(ت ٧٥١)

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه
الدكتور إسماعيل بن غازي مرحبا

الجزء الأول

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

- **وأما العلة الثالثة:** وهي أن زاذان لم يسمعه من البراء فجوابها من وجهين:

أحدهما: أن أبا عوانة الإسفراييني رواه في صحيحه، وصرّح فيه بسماع زاذان له من البراء، فقال: سمعت البراء بن عازب فذكره[١].

والثاني: أن ابن منده رواه عن الأصم حدثنا الصاغاني أخبرنا أبو النضر حدثنا[٢] عيسى بن المسيب عن عدي بن ثابت عن البراء فذكره[٣].

فهذا عدي [٢٥٨/ب] بن ثابت قد تابع زاذان.

قال ابن مندة: ورواه أحمد بن حنبل ومحمود بن غيلان وغيرهما عن أبي النضر[٤].

---

(١) مسند أبي عوانه -كما في إتحاف المهرة لابن حجر ٢/٤٥٩-. ولم أقف عليه في المطبوع، إذ الطبعة المطبوعة سقيمة وفيها سقط كثير.

(٢) ساقطة من المطبوع.

(٣) رواه في كتابه النفس والروح، كما في مجموع فتاوى شيخ الإسلام ٥/ ٤٤٢-٤٤٤، والروح لابن القيم ص: ٦٨-٧٠.
ورواه البيهقي في شعب الإيمان ١/ ٣٥٨ عن الحاكم عن الأصم به.
والأصم هو محمد بن يعقوب. والصاغاني هو محمد بن إسحاق. وأبو النضر هو هاشم بن القاسم.

(٤) في كتابه النفس والروح -كما في مجموع فتاوى شيخ الإسلام ٥/ ٤٤٤.

المملكة العربية السعودية
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
بالتعاون مع
الجامعة الإسلامية في المدينة المنورة
١

إتحاف المهرة

بالفوائد المبتكرة من أطراف العشرة

للإمام الحافظ أحمد بن علي بن محمد ابن حجر العسقلاني
(٧٧٣-٨٥٢هـ)

الجزء الثاني

بقية مسند أنس - التلب بن ثعلبة العنبري

الأحاديث (١٠٧٦-٢٤٤٩)

تحقيق
الدكتور زهير بن ناصر الناصر
المشرف على أعمال الباحثين بمركز خدمة السنة والسيرة النبوية

به. وقال: هذه الأسانيد صحيحة. وأخرجه أيضاً في العلم: ثنا ميمون بن إسحاق، ثنا أحمد بن عبد الجبار، ثنا أبو معاوية بسنده أول الترجمة.

عه في الجنائز: ثنا محمد بن كثير الحرَّاني، ثنا محمد بن وهب، ثنا محمد بن سلمة، عن أبي عبد الرحيم، عن زيد بن أبي أُنَيْسة، عن المنهال، ببعضه. وعن سعدان بن نصر، ثنا أبو معاوية. وعن محمد بن الحسن بن علي بن عفان العامري وعيسى بن أحمد البَلْخي، قالا: ثنا عبد الله بن نمير، عن الأعمش، به، بطوله. وعن عباس الدوري، ثنا أبو يحيى/ الحِمَّاني. وعن أبي بكر الجعفي، ثنا أبو أسامة. وعن ١/١٤١/ب أبي قلابة، ثنا أبو عاصم، ثنا سفيان، عن أبي بكر ابن ابنة معاوية بن عمرو، ثنا معاوية بن عمرو، ثنا زائدة. وعن محمد بن علي بن داود بن أحمد بن عراك، ثنا إسحاق بن إبراهيم الهروي، ثنا عبد الله بن عبدالقدوس، كلهم عن الأعمش. وعن عبدالله بن أحمد بن حنبل، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، به. وعن السَّرِيِّ، به. وعن علي بن عبدالله: عَلَّان القراطيسي، ثنا يزيد بن هارون، ثنا الحسن بن عمارة. وعن أحمد بن بَزِيْع الرقي ـ أبو علي الإسكاف ـ ثنا سعيد بن سلمة، ثنا ليث ـ يعني ابن أبي سليم ـ عن حصين. وعن أحمد بن محمد بن (   )[١] عن يزيد بن حاتم بن ميمون ومُطَيِّن، عن محمد بن عمران. وعن يحيى بن الحسين، ثنا هاشم بن عبد الواحد، عن أبي سلمة، عن علي بن هاشم، عن ابن أبي ليلى، ثنا يزيد بن عبد العزيز، عن المنهال، وقال: لم نكتبه لحصين في الدنيا عن غير ليث. وعن الدَّبَري عن[٢] عبدالرزاق، به. وعن أبي داود الحراني، ثنا أبو النعمان. وعن يحيى بن الحسين الجُوْرَبذي، ثنا عارم، ثنا حماد بن زيد، عن يونس بن خَبَّاب، به. وعن علي بن عبد العزيز، عن إبراهيم بن زياد، به.

رواه أحمد بطوله: عن أبي معاوية وعبد الله بن نمير، عن الأعمش، عن

(١) بياض في (هـ)، وفي الأصل: «أبي رجاء» وضرب عليه وكتب بحاشيته: «يحرر».

(٢) في الأصل و (هـ): «وعبدالرزاق» والصواب ما أثبته، لأنه راويته. والله أعلم. انظر: (الميزان ١/١٨١. والتذكرة ص: ٥٨٥).

تهذيب الآثار

وتفصيل الثابت عن رسول الله ﷺ من الأخبار

لأبي جعفر الطبري

محمد بن جرير بن يزيد

٢٢٤ - ٣١٠ هـ

مسند عمر بن الخطاب رضي الله عنه

(٢)

السفر الأول

قرأه وخرج أحاديثه

أبو فهر

محمود محمد شاكر

" ما نحن فيمن مضى إلا كبقل في أصول نخل طوال "

أبو عمرو بن العلاء

الله ، فجزاك الله شرًّا ، فيقول : وأنت فجزاك الله شرًّا ، فيقول : آفْرِشُوا له لَوْحَيْن من النار وأَلْبِسوه لَوْحَيْن من النار ، وافتحوا له باباً من النار حتى يرجع إليَّ ، وما عندى شرٌّ له .

٧٢٣ - حدثنى محمد بن إسحق ، حدثنا أبو النضر هاشم بن القاسم ، حدثنى عيسى بن المسيب ، حدثنى عدى بن ثابت ، عن البراء بن عازب قال خرجنا مع رسول الله ﷺ فى جنازة رجل من الأنصار ، فانتهينا إلى القبر ولمَّا يُلْحِدُوا ، فجَلَس وجلسنا حوله كأنَّ على أكتافنا فِلَقُ الصَّخْر وعلى رُؤوسنا الطَّيْر ، قال : فأَرَمَّ قليلاً = قال : والإرْمام السُّكوت = فلما رفع رأسه قال : إنّ المؤمن إذا كان فى قُبُلٍ من الآخرة ودُبُرٍ من الدنيا ، وحضر الموتُ ، نزلت عليه ملائكةٌ من السماء معهم كَفَنٌ من الجَنَّة وحَنُوط من الجنة ، فجلسوا منه مَدَّ بصره ، وجاء ملك الموت فجلس عند رأسه ، ثم قال : آخرُجى أيَّتها النفس المطمئنة ، آخرجى إلى رحمة الله ورِضْوَانه . فتسيل نفسُه كما تَقْطُر القطرة من السِّقاء ، فإذا خرجت نَفْسُه صَلَّى عليه كلُّ شىء بين السماءِ والأرض إلاَّ الثقلين ، ثم يُصْعَد به إلى السماء ، فيفتح له ، ويستغفر له مُقَرَّبوها إلى السماء الثانية والثالثة والرابعة والخامسة والسادسة وإلى العَرْش ، مُقَرَّبُو كلِّ سماءٍ . فإذا انتهى إلى العرش كُتِب كتابُه فى عِلِّيِّين ، فيقول الرب عز وجل : رُدُّوا عبدى إلى مَضْجَعه ، فإنى وَعَدْته أنّى منها خلقتُهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى ، فيرَدُّ إلى مَضْجعه ، فيأتيه مُنْكَرٌ ونَكِيرٌ يُثيرانِ الأرض بأنيابهما ، ويُلْحِفان الأرض بأشعارهما ، فيُجلسانه ثم يقال له : يا هذا ، مَنْ ربك ؟ فيقول : ربى الله ، قال يقولان : صدقت ، ثم يقال له : ما دينُك ؟ فيقول : الإسلام ، فيقولان : صدقت .

= ومن طريق « عيسى بن المسيب » (٧٢٣) ، ذكره ابن القيم فى كتاب الروح : ٧١ ، عن الحافظ بن منده وقال : « رواه الإمام أحمد ، ومحمود بن غيلان ، وغيرهما عن أبى النضر » ، ولم أقف عليه فى مسند أحمد . =

إسماع الأرواح بعد الموت إسماعَ توبيخٍ وتقريع، بواسطة تعلّقها بالأبدان في وقت ما، فهذا غير الإسماع المنفي[1]. والله أعلم.

وحقيقةُ المعنى: إنك لا تستطيع أن تُسمِعَ من لم يشأ[2] الله أن يُسمِعَه. إن أنت إلا نذير، أي: إنما جعل الله لك الاستطاعةَ على الإنذار الذي كلّفك إياه، لا على إسماع من لم يشأ الله إسماعَه.

وأما قوله: إن الحديث لا يصحُّ لتفرُّدِ المنهال بن عمرو وحده به[3]، وليس بالقوي؛ فهذا من مجازفته رحمه الله[4]. فالحديث صحيحٌ، لا شكَّ فيه. وقد رواه عن البراء بن عازب جماعة غير زاذان، منهم: عَدِي بن ثابت، ومحمدُ بن عقبة، ومجاهد.

قال الحافظ أبو عبد الله بن منده في كتاب «الروح والنفس»[5]: أخبرنا محمد بن يعقوب بن يوسف، ثنا محمد بن إسحاق الصغاني[6]، أنا أبو النضر هاشمُ بن القاسم، ثنا عيسى بن المسيب، عن عَدِي بن ثابت، عن

(١) وانظر: مجموع الفتاوى (٢٤/ ٣٦٤).
(٢) (أ، غ): «لو يشاء».
(٣) «به» من (ط).
(٤) سيأتي الردّ على تضعيف المنهال.
(٥) وقد نقله منه شيخ الإسلام في مجموع الفتاوى (٥/ ٤٤٢ ـ ٤٤٤).
(٦) في جميع النسخ الخطية والمطبوعة: «الصفار». وهو تحريف. والصواب ما أثبتنا من الفتاوى. وقد ولد محمد بن إسحاق الصغاني سنة ٢٨٩، وتوفي سنة ٣٧١. (تاريخ بغداد ١/ ٢٦٠، سير أعلام النبلاء ١٦/ ٢٩٩). وقد توفي محمد بن يعقوب بن يوسف وهو أبو العباس الأصم سنة ٢٧٧، فكيف يحدث عن الصفار؟

١٣٠

البراء بن عازب قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الأنصار، فانتهينا إلى القبر ولمّا يُلحَدْ. فجلس، وجلسنا حوله[1] كأنَّ على أكتافنا فِلَقَ الصخر، وعلى رؤوسنا الطير. فأَرَمَّ[2] قليلاً ـ والإرمام: السكوت ـ فلما رفع رأسه قال:

«إن المؤمنَ إذا كان في قُبُل [٢٩ب] من الآخرة، ودُبُر من الدنيا، وحضره ملكُ الموت؛ نزلت[3] عليه ملائكةٌ معهم كفن من الجنة، وحَنوط من الجنة، فجلسوا منه مدَّ البصر. وجاء ملَك الموت، فجلس عند رأسه، ثم قال: اخرجي أيتها النفس المطمئنة، اخرُجي إلى رحمة الله ورضوانه. فتسيل نفسُه كما تقطُر القطرة من السِّقاء. فإذا خرجتْ نفسه صلَّى عليه كلُّ من بين السماء والأرض[4] إلا الثقلين. ثم يصعَد به إلى السماء، فتُفتَح له السماء[5]. ويُشيِّعه مقرَّبوها إلى السماء الثانية والثالثة والرابعة والخامسة



(١) «حوله» من (ن).
(٢) «أرِمّ» و«الإرمام» ... حيف من
الشاخ. ولعلهم ... ية نعتها:
«قال في المجمل ... محشي أنْ
التصريح بمصدر ... يروى في
حديث آخر: «فأر ... دينا نصّ
بذكر المصدر على
(٣) (ب، ط، ز): «نزل
(٤) (ن): «كل شيء» ب... «كل شيء»
في...». وفي (ب
(٥) «السماء» لم يرد ف

والسادسة والسابعة إلى العرش: مقرَّبو كلِّ سماء[1].

فإذا انتهى إلى العرش كُتِبَ كتابُه في عِلِّيين، ويقول الربُّ عز وجل: رُدُّوا عبدي إلى مَضْجَعه، فإني وعدتُهم أنِّي منها خلقتهم، وفيها أُعيدهم، ومنها أُخرجهم تارةً أخرى. فيُرَدُّ إلى مضجعه، فيأتيه منكرٌ ونكيرٌ يُثيران الأرض بأنيابهما، ويفحصان الأرضَ بأشعارهما، فيجلسانه، ثم يقال له: يا هذا، مَنْ ربُّك؟ فيقول: ربي الله. فيقولان: صدقتَ. ثم يقال له: ما دينك؟ فيقول: ديني الإسلام. فيقولان: صدقتَ. ثم يقال له[2]: من نبيُّك؟ فيقول: محمدٌ رسول الله. فيقولان: صدقتَ.

ثم يُفسَح له في قبره مدَّ بصرِه، ويأتيه رجلٌ حسن الوجه، طيِّبُ الريح، حسن الثياب، فيقول: جزاكَ الله خيرًا، فوالله ـ ما علمتُ ـ إن كنتَ لسريعًا في طاعةِ الله، بطيئًا عن معصية الله. فيقول: وأنت جزاك الله خيرًا، فمن أنت؟ فيقول: أنا عملك الصالح[3]. ثم يُفتح له بابٌ إلى الجنة، فينظر إلى مقعدِه ومنزله منها حتى تقومَ الساعة.

وإنَّ الكافر إذا كان في دُبُرٍ من الدنيا وقُبُلٍ من الآخرة، وحضره الموت؛ نزلتْ عليه من السماء ملائكةٌ معهم كفن من نار، وحَنُوطٌ من نار. قال: فيجلسون منه مدَّ بصرِه، وجاء ملكُ الموت، فجلس عند رأسه، ثم قال: اخرُجي أيتها النفسُ الخبيثة، اخرُجي إلى غضب الله وسَخَطه. فتتفرَّق[4]

(١) «مقربو كل سماء» لم يرد في (ن).

(٢) «له» ساقط من (ط، ج، ن).

(٣) «الصالح» ساقط من (ن).

(٤) (ب، ط): «فتفرّق». وفي (ق): «فتفرق»، تصحيف.

روحه في جسده كراهية أن [٣٠أ] تخرج لما ترى وتُعاين. فيستخرجها، كما يُستخرج السَّفُّود من الصوف المبلول. فإذا خرجت نفسُه لَعنه كل شيء بين السماء والأرض إلا الثقلين.

ثم يُصعَد به إلى السماء، فتُغلَق دونه. فيقول الربُّ: رُدُّوا عبدي إلى مضجعه، فإنِّي وعدتُهم أنِّي منها خلقتهم، وفيها أُعيدهم، ومنها أُخرجهم تارةً أخرى؛ فتُرَدُّ روحه إلى مضجعه. فيأتيه منكرٌ ونكيرٌ يثدرانِ[1] الأرض بأنيابهما، ويفحصان الأرض بأشعارهما، أصواتُهما كالرعد القاصف، وأبصارُهما كالبرق الخاطف. فيُجلسانه، ثم يقولان: يا هذا، مَنْ ربُّك؟ فيقول: لا أدري، فيُنادَى من جانب القبر: لا دريتَ! فيضربانه بمِرزَبَّةٍ[2] من حديد لو اجتمع عليها مَن بين الخافقين لم تُقَلَّ، ويُضيَّق عليه قبرُه حتى تختلفَ أضلاعُه. ويأتيه رجلٌ قبيحُ الوجه، قبيحُ الثياب، مُنتن الريح؛ فيقول: جزاك الله شرًّا! فوالله ـ ما علمت ـ إن كنتَ لبطيئًا عن طاعةِ الله سريعًا في معصيةِ الله. فيقول: ومن أنت؟ فيقول: أنا عملُكَ الخبيثُ. ثم يُفتح له بابٌ[3] إلى النار، فينظر إلى مقعده فيها حتى تقوم الساعةُ»[4]. رواه الإمام أحمد

(١) كذا في (أ، ق، غ). وفي غيرها: «يثيران».

(٢) ضبط في (ط) بتشديد الباء، ويجوز تخفيفها. والمرزبة: المطرقة الكبيرة.

(٣) في (أ، ن، غ): «بابًا».

(٤) في إسناده عيسى بن المسيب البجلي الكوفي قاضيها ضعيف؛ ضعَّفه ابن معين والنسائي والدارقطني وغيرهم. له ترجمة في لسان الميزان (٤/ ٤٠٥).
وحديثه يصلح في المتابعات ولأجل ذلك ساق المؤلف حديثه هنا. وعزوه للإمام أحمد فلعله في غير المسند فإني لم أره فيه. (قاسمي).

مسند الروياني

ويذيله المستدرك من النصوص الساقطة

تصنيف

الإمام الحافظ أبي بكر محمد بن هارون الروياني

المتوفى سنة ٣٠٧ هـ

ضبطه وعلق عليه

أيمن علي أبو يماني

مؤسسة قرطبة
طباعة . نشر . توزيع
ت : ٥٢٥٠٢٧

فجلس .

٣٨٩ – نا أبو عبد الله الزيادى ، نا حماد بن زيد ، نا يونس ، عن المنهال بن عمرو ، عن زاذان ، عن البراء قال :

خرجنا مع النبى فى جنازة ، فقعد فى حيال القبلة .

٣٩٠ – نا خازم بن يحيىٰ الحلوانى ، نا محمد بن الصباح ، نا عمار بن محمد ، عن ليث ، عن المنهال بن عمرو ، عن زاذان ، عن البراء بن عازب قال : قال رسول الله ﷺ :

« يكسىٰ الكافر لوحين من نارٍ فى قبره ، فذلك قوله : ﴿ لهم من جهنم مهاد ومن فوقهم غواش وكذلك نجزى الظالمين ﴾[1] .

٣٩١ – نا أحمد بن عبد الرحمن ، نا عمّى ، نا ابن لهيعة ، عن عبيد الله بن عبد الرحمن ، عن عبد ربه بن سعيد ، عن محمد بن عتبة ، عن زاذان ، عن البراء ابن عازب قال :

خرج رسول الله ﷺ مع جنازة من الأنصار ، وخرجنا معه ، فجلس رسول الله ﷺ مستقبل القبلة ، كأنّ على رؤوسنا الطير ، ثم قال :

(٣٨٩) أخرجه ابن ماجه (١٥٤٨) عن الزيادى به مختصرًا كما هنا .
وأخرجه عبد الله بن أحمد فى زوائد المسند (٢٩٦/٤) عن أبى الربيع عن حماد بن زيد به مطولًا .
وأخرجه أحمد (٢٩٥/٤) عن عبد الرزاق عن معمر عن يونس بن خباب به مطولًا كذلك .
(٣٩٠) عزاه السيوطى فى الدر المنثور (٨٥/٣) لأبى الحسن القطان فى الطوالات وأبى الشيخ وابن مردويه عن البراء .
ثم وجدت الرافعى يقول فى « تاريخ قزوين » (١٧٥/١) :
محمد بن أحمد بن جعفر الزنجانى ، سمع بقزوين ،...، وسمع من أبى الحسن [يعنى القطان] فى « الطوالات » يحدث عن خازم بن يحيىٰ ، قال : ثنا محمد بن الصباح ... فذكر الحديث بإسناده ومتنه سواء . والحمد لله
(٣٩١) ينظر بهذا الإسناد ، وانظر تخريج الحديث التالى .

(١) الآية (٤١) من سورة « الأعراف » .

« تعوذوا بالله من عذاب القبر » ثلاث مرات ، ثم قال :

« لهذا[١] العبد المؤمن إذا كان فى إدبار من الدنيا وإقبال من الآخرة أتاه ملكان على صورة الشمس معهما الكفن والحنوط ، فكانا منه قريبًا ، فإذا خرجت نفسه صلى عليه من دون السماء ومن فوق الأرض من الملائكة ، ويفتح لهما باب من أبواب السماء ، فيعرجان به ، فيقولان : ربنا هذا عبدك المؤمن ، فيقول الرب :

« أروه مقعده من كرامتى ، ثم أعيدوه فى القبر فإنى قضيتُ :

﴿ منها خلقناكم وفيها نعيدكم ومنها نخرجكم تارة أخرىٰ ﴾ [٢] ثم يأتيه آتٍ ، فيقول : من ربك ؟ فيقول : الله .

فيقول : وما دينك ؟ .

فيقول : الإسلام .

[فيقول :][٣] ومن نبيك ؟ .

فيقول : محمد ﷺ .

ثم يُسأل الثانية ، فيقول مثل ذلك ، ثم يسأل الثالثة – ويؤخذُ أخذًا شديدًا – فيقول مثل ذلك ، فذلك قول الله عز وجل : ﴿ يثبت الله الذين آمنوا ﴾[٤] الآية .

ثم يأتيه آتٍ حسنٌ وجهه ، طيب ريحه ، حسن ثيابه ، فيقول : أبشرْ ! .

فيقول : من أنت يا عبد الله ، فمثل وجهك البشر بالخير ؟ .

فيقول : أنا عملك الصالح ، سريع فى رضوان الله ، بعيد من سخط الله .

فنادىٰ منادٍ من السماء أن : افرشوا له فراشًا من الجنة ، وافتحوا له بابًا من الجنة » .

* * *

(١) كذا فى المخطوط .
(٢) الآية (٥٥) من سورة « طه » .
(٣) ما بين المعكوفين ساقط من المخطوط ، وضبب موضعه .
(٤) من الآية (٢٧) من سورة « إبراهيم » .

المصنف

لابن أبي شيبة

الإمام الحافظ

أبي بكر عبد الله بن محمد بن إبراهيم أبي شيبة العبسي

١٥٩ - ٢٣٥هـ

تحقيق

أبي محمد أسامة بن إبراهيم بن محمد

المجلد الرابع

الصيام - الزكاة - الجنائز

٨٩٥٧ - ١٢٢٦٣

الناشر

الفاروق الحديثة للطباعة والنشر

فَتَخْرُجُ فَيَنْقَطِعُ مَعَهَا الْعُرُوقُ وَالْعَصَبُ كَمَا يُنْزَعُ السَّفُّودُ مِن الصُّوفِ الْمَبْلُولِ فَيَأْخُذُوهَا فَإِذَا أَخَذُوهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّىٰ يَأْخُذُوهَا فَيَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، فَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَىٰ ظَهْرِ الأَرْضِ فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلاَ يَمُرُّونَ بِهَا عَلَىٰ ملأ مِن المَلاَئِكَةِ إِلَّا قَالُوا: مَا هٰذا الرُّوحُ الخَبِيثُ؟ فَيَقُولُونَ:
٣٨٢/٣ فُلاَنُ بْنُ فُلاَنٍ. بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ التِي كَانَ يُسَمَّىٰ بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتَّىٰ يَنْتَهِيَ بِهَا إِلَىٰ سَمَاءِ الدُّنْيَا فَيَسْتَفْتِحُونَ فَلاَ يُفْتَحُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ؟لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلاَ يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الجَمَلُ فِي سَمِّ الخِيَاطِ؟ قَالَ: فَيَقُولُ اللهُ ﷻ: اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي سِجِّينٍ فِي الأَرْضِ السُّفْلَىٰ وَأَعِيدُوهُ إِلَى الأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرىٰ قال: فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا قال: ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ﴿وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ ٱلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ ٱلرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ قَالَ فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهَا لاَ أَدْرِي، وَيَقُولاَنِ لَهُ وَمَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهَا لاَ أَدْرِي، قال: فَيُنَادِي مُنَادٍ مِن السَّمَاءِ أَفْرِشُوا لَهُ مِن النَّارِ، وَأَلْبِسُوهُ مِن النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ. قال: فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّىٰ تَخْتَلِفَ عَلَيْهِ أَضْلاَعُهُ، وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الوَجْهِ قَبِيحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيحِ فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوؤُكَ هٰذا يَوْمُكَ الذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الوَجْهُ الذِي يَجِيءُ بِالشَّرِّ. فَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الخَبِيثُ فَيَقُولُ رَبِّ لاَ تُقِمِ السَّاعَةَ رَبِّ لاَ تُقِمِ السَّاعَةَ[١].

١٢١٧٨- حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا الأَعْمَش حَدَّثَنَا المِنْهَالُ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ البَرَاءِ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ وَزَادَ فِيهِ: وَالسِّجِّينُ تَحْتَ الأَرْضِ السُّفْلَىٰ[٢].

(١) في إسناده زاذان الكندي وثقه ابن معين والخطيب وقال الحاكم: ليس بالمتين عندهم.
(٢) أنظر التعليق السابق.

جزء أبي الجهم

العلاء بن موسى الباهلي

المتوفى سنة (٢٢٨هـ)

تحقيق ودراسة

الدكتور عبد الرحيم محمد أحمد القشقري

الأستاذ المشارك بكلية الحديث الشريف

بالجامعة الإسلامية

بالمدينة المنورة

مكتبة الرشد

الرياض

كتاب
السُّنَّة

للإمام أبي عبد الرحمن
عبد الله بن إمام أهل السُّنَّة أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني
٢١٣ - ٢٩٠ هـ

تحقيق ودراسة
الدكتور محمد بن سعيد بن سالم القحطاني
جامعة أم القرى - كلية الدعوة وأصول الدين
قسم العقيدة

المجلد الأول

دار ابن القيم

١٤٤٢ ـ حدثني أبي نا عبد الرزاق نا معمر عن يونس بن خباب عن المنهال بن عمرو عن زاذان عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ: إلى جنازة فجلس رسول الله ﷺ على القبر وجلسنا حوله كأن على رؤوسنا الطير ـ وهو يلحد له ـ فقال: «أعوذ بالله من عذاب القبر» ثلاث مرات ثم قال: «إن المؤمن إذا كان في إقبال من الآخرة وانقطاع من الدنيا نزلت إليه الملائكة كأن على وجوهها الشمس مع كل واحد منهم كفن وحنوط يجلسون منه مد البصر حتى إذا خرجت روحه صلى عليه كل ملك بين السماء والأرض وكل ملك في السماء وفتحت أبواب السماء ليس من أهل باب إلا وهم يدعون الله أن يعرج بروحه قبلهم فإذا عرج بروحه قالوا رب عبدك فلان فيقول: ارجعوه «فذكر الحديث بطوله إلى آخره».

١٤٤٣ ـ حدثني أبي رحمه الله نا عبد الرزاق أنا سفيان عن الأعمش عن المنهال عن زاذان عن البراء بن عازب قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة فوجدنا القبر لم يلحد فجلس وجلسنا.

١٤٤٤ ـ حدثني إبراهيم بن إسماعيل بن يحيى بن سلمة بن كهيل حدثني أبي عن عمه ـ يعني محمد بن سلمة بن كهيل ـ عن المنهال بن عمرو عن زاذان عن البراء بن عازب رضي الله عنه قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الانصار فلما انتهينا إلى القبر وجدناه لم يلحد فجلس النبي ﷺ مستقبل القبلة وجلسنا حوله كأن على رؤوسنا الطير والنبي ﷺ منكس ينكت في الأرض طويلاً ثم رفع رأسه فقال «أعوذ بالله من عذاب القبر» ثلاث مرات ثم حدثنا أن المؤمن إذا كان في قبل من الآخرة وانقطاع من الدنيا جاءته ملائكة كأن وجوههم الشمس معهم أكفان وحنوط فجلسوا منه مد البصر فإذا خرجت نفسه بشروها ثم صعدوا بها إلى السماء فصعد كل ملك من السماء والأرض فإذا انتهوا قالوا ربنا عبدك قبضنا نفسه فتفتح له أبواب السماء كل باب منها يحب أن يدخل منه فيقال لهم: ردوه إلى الأرض فاني وعدته أن أعيده فيها وأخرجه (منها)[1]» ﴿**منها خلقناكم وفيها**

---

(١) من: ب.

(١٤٤٢) إسناده كسابقه.

تخريجه: مسند أحمد (٤: ٢٩٥).

(١٤٤٣) إسناده كسابقه.

(١٤٤٤) إسناده ضعيف وعلته إبراهيم بن إسماعيل بن يحيى بن سلمة ـ تهيل ـ ضعيف تقدم في ١٢٥ وفيه متابعة محمد بن سلمة ليونس بن خباب عن المنهال بن عمرو.

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي
في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

عن زاذان، عن البراء بن عازب ـ وفي حديث عباد بن عباد أنه سمع البراء بن عازب ـ قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة، فجلس رسول الله ﷺ على القبر وجلسنا حوله ـ وذكر الحديث بطوله.

هذا هو الصحيح المحفوظ من حديث يونس بن خباب، وهكذا رواه أبو خالد الدالاني، وعمرو بن قيس الملائي، والحسن بن عبيد الله النخعي، عن المنهال بن عمرو/. ١/٤٠

أما حديث أبي خالد الدالاني:

١١٥/١١٥ ـ فحدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا السري بن يحيى التميمي، ثنا أبو غسان، ثنا عبد السلام بن حرب، ثنا أبو خالد الدالاني، عن المنهال بن عمرو.

وأما حديث عمرو بن قيس الملائي:

١١٦/١١٦ ـ فحدثناه أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه، ثنا أحمد بن بشر المرثدي، ثنا القاسم بن محمد بن أبي شيبة، ثنا أبو خالد الأحمر، عن عمرو بن قيس الملائي، عن المنهال بن عمرو.

وأما حديث الحسن بن عبيد الله:

١١٧/١١٧ ـ فحدثناه أبو محمد أحمد بن عبد الله المزني، ثنا محمد بن عثمان بن أبي شيبة، ثنا أحمد بن يونس، ثنا أبو بكر بن عياش، ثنا الحسن بن عبيد الله، عن المنهال كلهم قالوا: عن زاذان، عن البراء، عن النبي ﷺ ـ نحوه.

هذه الأسانيد التي ذكرتها كلها صحيحة على شرط الشيخين.

١١٨/١١٨ ـ أخبرنا أبو بكر بن إسحاق الفقيه، أنبأ علي بن الحسين بن الجنيد، ثنا المعافى بن سليمان الحراني، ثنا فليح بن سليمان، حدثني هلال بن علي ـ وهو ابن أبي ميمونة، عن أنس بن مالك قال: بينا رسول الله ﷺ وبلال يمشيان بالبقيع فقال

---

١١٥ ـ انظر رقم (١١٤).

١١٦ ـ انظر رقم (١١٤).

١١٧ ـ انظر رقم (١١٤).

١١٨ ـ قال في التلخيص: على شرطهما.

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

فقد بان بالأصل والشاهد صحة هذا الحديث، ولعل متوهماً يتوهم أن الحديث الذي

١١٣/١١٣ ـ حدثناه أبو الحسين عبد الصمد بن علي بن مكرم البزار ببغداد، ثنا جعفر بن محمد بن كزال، ثنا أبو إبراهيم الترجماني، ثنا شعيب بن صفوان، ثنا يونس بن خباب، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان، عن أبي البختري الطائي: سمعت البراء بن عازب أنه قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الأنصار، فأتينا القبر، ولما يلحد، فجلس رسول الله ﷺ، واستقبل القبلة وجلسنا حوله ثم ذكر الحديث.

يعلل به هذا الحديث، وليس كذلك، فإن ذكر أبي البختري في هذا الحديث وهم من شعيب بن صفوان؛ لإجماع الأئمة الثقات على روايته عن يونس بن خباب، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان أنه سمع البراء.

حدثنا بصحة ما ذكرته جعفر بن محمد بن نصر الخلدي إملاء ببغداد، ثنا علي بن عبد العزيز، ثنا إبراهيم بن زياد سبلان، ثنا عباد بن عباد قال: أتيت يونس بن خباب بمنى عند المنارة وهو يقص، فسألته عن حديث عذاب القبر فحدثني به.

١١٤/١١٤ ـ وأخبرني أبو عمر وإسماعيل بن بجيد بن أحمد بن يوسف السلمي، أنبأ أبو مسلم إبراهيم بن عبد الله، ثنا أبو عمرو الضرير، ثنا مهدي بن ميمون، عن يونس بن خباب.

وأخبرنا أحمد بن جعفر القطيعي ـ واللفظ له ـ حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، ثنا عبد الرزاق، أنبأ معمر، عن يونس بن خباب، عن المنهال بن عمرو،

عن زاذان، عن البراء بن عازب ـ وفي حديث عباد بن عباد أنه سمع البراء بن عازب ـ قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة، فجلس رسول الله ﷺ على القبر وجلسنا حوله ـ وذكر الحديث بطوله.

هذا هو الصحيح المحفوظ من حديث يونس بن خباب، وهكذا رواه أبو خالد الدالاني، وعمرو بن قيس الملائي، والحسن بن عبيد الله النخعي، عن المنهال بن عمرو/.

قسط سوم

محدثین کرام سے حدیثِ براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی تصحیح

1۔۔۔حافظ ابن مندہ ؒ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ مُّتَّصِلٌ مَّشْهُورٌ، رَوَاهُ جَمَاعَةٌ عَنِ الْبَرَاء، وَكَذٰلِكَ رَوَاهُ عِدَّةٌ عَنِ الْأَعْمَشِ، وَعَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، وَالْمِنْهَالُ أَخْرَجَ عَنْهُ الْبُخَارِيُّ مَا تَفَرَّدَ بِهِ، وَزَاذَانُ أَخْرَجَ عَنْهُ مُسْلِمٌ، وَهُوَ ثَابِتٌ عَلٰى رَسْمِ الْجَمَاعَةِ۔ وَرُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ جَابِرٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ، وَأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

(الإيمان لابن مندة: رقم1064ص965)

یہ متصل اور مشہور سند ہے۔اسے ایک جماعت نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔اسی طرح بہت سے راویوں نے اسے اعمش اور منہال بن عمرو سے بیان کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے (اپنے صحیح میں)منہال بن عمرو کی حدیث کی تخریج کی ہے ، جسے بیان کرنے میں وہ اکیلا ہے۔زاذان راوی کی روایت امام مسلم رحمہ اللہ نے (اپنی صحیح)میں ذکر کی ہے۔یوں یہ حدیث،متواتر حدیث کی طرح ثابت ہے۔یہ حدیث دیگر صحابہ کرام سیدنا جابر، سیدنا ابوہریرہ،سیدنا ابوسعید،سیدنا انس بن مالک اور سیدہ عائشہ سے مروی ہے۔

2۔۔۔امام ابو نعیم،احمد بن عبد اللہ،اصبہانی ؒ فرماتے ہیں

وَأَمَّا حَدِيثُ الْبَرَاءِ فَحَدِيثٌ مَّشْهُورٌ، رَوَاهُ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو الْجَمُّ الْغَفِيرُ، وَهُوَ حَدِيثٌ أَجْمَعَ رُوَاةُ الْأَثَرِ عَلٰى شُهْرَتِهٖ وَاسْتِفَاضَتِهٖ۔

(مجموع الفتاوٰی لابن تیمیّۃ 5/439)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث مشہور کے درجے پر ہے،اسے منہال بن عمرو سے محدثین کی بہت بڑی جماعت نے روایت کیا ہے۔اس کے مشہور اور مستفیض ہونے پر محدثین کا اتفاق ہے۔

3۔۔۔امام حاکم،نیشاپوری ؒ فرماتے ہیں

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، فَقَدِ احْتَجَّا جَمِيعًا بِالْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَّزَاذَانَ أَبِي عُمَرَ الْكِنْدِيِّ، وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَوَائِدُ كَثِيرَةٌ لِأَهْلِ السُّنَّةِ، وَقَمْعٌ لِّلْمُبْتَدِعَةِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِطُولِهٖ، وَلَهٗ شَوَاهِدُ عَلٰى شَرْطِهِمَا، يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلٰى صِحَّتِهٖ۔

(المستدرک علی الصحیحین: ص96)

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔امام بخاری و مسلم دونوں نے منہال بن عمرو اور زاذان ابوعمرکندی کی روایات کو دلیل بنایا ہے(منہال کی روایت بخاری میں،جبکہ زاذان کی مسلم میں ہے)۔اس حدیث میں اہل سنت کے لیے بہت سے فوائد ہیں اور یہ بدعت کو مٹانے والا ہے۔امام بخاری و مسلم نے اسے تفصیلاً بیان نہیں کیا ،البتہ بخاری و مسلم کی شرط پر اس حدیث کے کئی شواہد ہیں، جن سے اس کی (مزید)صحت پر استدلال کیا جاتا ہے۔

4۔۔۔علامہ ذہبی ؒ فرماتے ہیں

عَلٰى شَرْطِهِمَا۔ (المستدرک علی الصحیحین مع تلخیص الذہبی: 96/1)

یہ حدیث امام بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

5۔۔۔امام بیہقی ؒ فرماتے ہیں

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ (شعب الإیمان للبیہقی ص612 الجزء الاول)

اس حدیث کی سند صحیح ہے

6۔۔۔حافظ علامہ منذری فرماتے ہیں

هٰذَا الحَدِيثُ حَدِيثٌ حَسَنٌ، رُوَاتُهُ مُحْتَجٌ بِهِمْ فِي الصَّحِيحِ۔

(الترغیب والترھیب للمنذری: 197/4)

یہ حدیث حسن ہے،اس کے راویوں سے صحیح(بخاری و مسلم)میں حجت لی گئی ہے۔

7۔۔۔مفسر علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں

وَهُوَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ، لَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ

(التذكرة بأحوال الموتیٰ وأمور الآخرة، ص: 359)

یہ حدیث صحیح ہے،اس کی بہت سی سندیں ہیں۔

8۔۔۔علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

هو حديث حسن ثابت

(مجموعة الفتاویٰ ج4، ص290)

یہ حدیث حسن اور ثابت ہے۔

9۔۔۔علامہ ،محمد بن احمد بن عبد الھادی دمشقیؒ لکھتے ہیں

وَقَدْ ثَبَتَ فِي حَدِيثِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ الطَّوِيلِ الْمَشْهُورِ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِيمِهِ، فِي شَأْنِ الْمَيِّتِ وَحَالِهِ، أَنَّ رُوحَهُ تُعَادُ إِلَى جَسَدِهِ۔

(الصارم المنکی فی الرّد علی السبکی ص223)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی عذاب و ثوابِ قبر کے بارے میں بیان کردہ طویل اور مشہور حدیث میں میت کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ رُوح اس کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔

10۔۔۔علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں

وهذا حديث صحيح

(إعلام الموقّعين المجلد الثانی 308)

اور یہ حدیث صحیح ہے
نیز فرماتے ہیں :
وَذَهَبَ إِلَى الْقَوْلِ بِمُوجِبِ هٰذَا الْحَدِيثِ جَمِيعُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْحَدِيثِ مِنْ سَائِرِ الطَّوَائِفِ۔(الروح۔ص120)
اہل سنت وحدیث کے تمام گروہ بالاتفاق اس حدیث کے مطابق عقیدہ رکھتے ہیں۔
اور ایک جگہ فرماتے ہیں:
فالحدیث صحیح لاشك فیه۔۔ (الروح۔ص130)
پس حدیث صحیح ہے اس میں کوئی شک نہیں۔
ایک مقام پر فرماتے ہیں
هٰذَا حَدِيثٌ ثَابِتٌ، مَّشْهُورٌ، مُسْتَفِيضٌ، صَحَّحَهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْحُفَّاظِ، وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا مِّنْ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ طَعَنَ فِيهِ، بَلْ رَوَوْهُ فِي كُتُبِهِمْ، وَتَلَقَّوْهُ بِالْقُبُولِ، وَجَعَلُوهُ أَصْلًا مِّنْ أُصُولِ الدِّينِ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ وَنَعِيمِهِ، وَمُسَائَلَةِ مُنْكَرٍ وَّنَكِيرٍ، وَقَبْضِ الْأَرْوَاحِ وَصَعُودِهَا إِلَى بَيْنِ يَدَيِ اللهِ، ثُمَّ رُجُوعِهَا إِلَى الْقَبْرِ۔(الروح۔ص136 بتحقیق کمال بن محمد قالمی)
یہ حدیث ثابت، مشہور اور مستفیض ہے۔اسے بہت سے حفاظ ائمہ کرام نے صحیح قرار دیا ہے۔ہمارے علم کے مطابق ائمہ حدیث میں سے کسی نے اس میں طعن نہیں کی، بلکہ انہوں نے اسے اپنی کتابوں میں روایت کر کے اسے قبول کیا ہے اور عذاب و ثوابِ قبر، منکر نکیر کے سوالات، قبضِ روح، اس کے اللہ تعالیٰ کی طرف جانے اور پھر قبر کی طرف واپس لوٹنے کے بارے میں بنیادی دینی حیثیت دی ہے۔

11۔۔۔علامہ ہیثمی رحمہ اللہ کا بیان ہے

هُوَ فِي الصَّحِيحِ وَغَيْرِهِ بِاخْتِصَارٍ، رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ۔
(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد الجزء الثالث ص132 رقم2466)

یہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ میں اختصار کے ساتھ موجود ہے۔اسے امام احمد رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح (بخاری و مسلم) والے ہیں۔

12۔۔۔حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں

وَصَحَّحَهُ أَبُو عَوَانَةَ وَغَيْرُهُ (فتح الباری الجزء الثالث ص234)

اسے امام ابوعوانہ وغیرہ نے صحیح قرار دیا ہے

13۔۔۔علامہ سیوطی فرماتے ہیں

أَخْرَجَ أَحْمَدُ، وَابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ، وَالطَّيَالِسِيُّ، وَعَبْدُ اللهِ فِي مُسْنَدَيْهِمَا، وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِي الزُّهْدِ، وَأَبُو دَاوُدَ فِي سُنَنِهِ، وَالْحَاكِمُ فِي الْمُسْتَدْرَكِ، وَابْنُ جَرِيرٍ، وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَغَيْرُهُمْ مِّنْ طُرُقٍ صَحِيحَةٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتٰی والقبور ص54۔۔۔55)

اس حدیث کو امام احمد نے(مسند میں)،امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں،امام ابوداؤد طیالسی اور امام عبد اللہ نے اپنی مسند میں،امام ہناد بن سری نے اپنی کتاب الزہد میں،امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں، امام حاکم نے اپنی مستدرک میں،امام ابن جریر،امام ابن ابوحاتم نے اورامام بیہقی نے کتاب ِعذاب ِقبر میں،نیز دیگر ائمہ کرام نے(اپنی اپنی کتب میں)سیدنا براء بن عازب سے صحیح سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔"

نوٹ:۔ ان محدثین کی تصحیح سے حدیث کے ہر ایک راوی کی ضمنی توثیق بھی ثابت ہوگئی یعنی ان محدثین کے ہاں اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔۔۔(صراحت کیساتھ ایک ایک راوی کی توثیق عنقریب اگلی قسطوں میں ملاحظہ فرمائیں)

سلسلة عقائد السلف [١]

كتاب الإيمان

للحافظ محمد بن إسحق بن يحيى بن منده

(٣١٠ - ٣٩٥هـ)

رواية ولده أبي عمرو عبد الوهاب بن منده إجازةً
ورواية أبي الفضل الباطرقاني سماعاً منه

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه

الدكتور علي بن محمد بن ناصر الفقيهي
الأستاذ المشارك بقسم الدراسات العليا
بالجامعة الإسلامية

الكتاب الأول

مؤسسة الرسالة

يجىء بالشر ؟ فيقول : أنا عملك الخبيث . فيقول : رب لا تقم الساعة (١) . ا هـ .

هذا إسناد متصل مشهور رواه جماعة عن البراء وكذلك رواه عدة عن الأعمش (٢) . ٩٩ / ب
وعن المنهال بن عمرو والمنهال أخرج عنه البخارى ما تفرد به . وزاذان أخرج عنه مسلم . وهو ثابت على رسم الجماعة . وروى هذا الحديث عن جابر (٣) وأبى هريرة . وأبى سعيد . وأنس بن مالك . وعائشة رضى الله عنهم . ا هـ .

٤ ـ (١٠٦٥) أخبرنا أحمد بن محمد بن زياد . ثنا محمد بن سعيد بن غالب . ثنا إسماعيل بن إبراهيم بن علية . قال : ثنا سعيد بن إياس الجريرى . عن أبى نضرة عن أبى سعيد الخدرى حدثنى زيد بن ثابت قال :

كان فينا رسول الله صلى الله عليه (وسلم) في حائط لبنى النجار . وهو على بغلة له ونحن معه **فحادت** به وكادت تلقيه . وإذا أقبر ستة أو خمسة أو أربعة . فقال : منْ يعرف أصحاب هذه الاقبر . فقال رجل : أنا . قال : فمتى مات هؤلاء . قال : ماتوا في الإشراك . فقال : إن هذه الأمة تبتلى في قبورها . فلولا أن لا تدافنوا لدعوت الله أن يسمعكم من عذاب القبر الذى أسمعنى . ثم مال (٤) علينا بوجهه فقال : تعوذوا بالله من النار (٥) ما ظهر منها وما بطن . وتعوذوا بالله من الفتن ما ظهر منها وما بطن . قلنا نعوذ بالله من الفتن ما ظهر منها وما بطن قال تعوذوا بالله من الدجال . قلنا نعوذ بالله من فتنة الدجال . (٦) . ا هـ .

---

(١) اسناد ابن مندة حسن وأخرجه حم ٤ / ٢٨٧ من طريق أبى معاوية قال ثنا الأعمش به .

(٢) منهم زائدة ، فقد أخرجه عنه حم ٤ / ٢٨٨ مختصرا وقال / ذكرنا معناه .

(٣) ذكره ابن كثير في التفسير ٣ / ٥٣٢ وقال فيه اسناد صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه .

قوله (**فحادت به**) حاد عن الشىء والطريق يحيد إذا عدل . أراد أنها نفرت وتركت الجادة . النهاية ١ / ٤٦٦ .

(٤) في المسند / ثم أقبل علينا .....) .

(٥) في المسند . ثم من عذاب النار . قالوا : نعوذ بالله من عذاب النار فقال : تعوذوا بالله من عذاب القبر . قالوا : نعوذ بالله من عذاب القبر .

(٦) في اسناد ابن منده محمد بن سعيد بن غالب . لم أجد ترجمته والحديث أخرجه م / في الجنة وصفة نعيمها وأهلها / باب عرض مقعد الميت من الجنة والنار عليه . ٤ / ٢١٩٩ ح ٦٧ من طريق يحيى بن أيوب وأبى بكر بن أبى شيبة جميعا عن ابن عليه به .

مجموعة الفتاوى

لشيخ الإسلام

تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني

المتوفى سنة ٧٢٨هـ

اعتنى بها وخرج أحاديثها

عامر الجزار

أنور الباز

الجزء الخامس

/ وكذلك صعودها ثم عودها إلى البدن في النوم واليقظة؛ ولهذا يشبه بعض الناس ٥/٤٣٨
نزولها إلى القبر بالشعاع ، لكن ليس هذا مثالاً مطابقاً. فإن نفس الشمس لا تنزل ، والشعاع الذي يظهر على الأرض هو عرض من الأعراض يحدث بسبب الشمس ، ليس هو الشمس ولا صفة قائمة بها ، والروح نفسها تصعد وتنزل ، ففي الحديث المشهور حديث البراء بن عازب ـ رضي الله عنه ـ في قبض الروح وفتنة القبر، وقد رواه الإمام أحمد وغيره [1]، ورواه أبو داود أيضاً واختصره، وكذلك النسائي ، وابن ماجه[2]، ورواه أبو عوانة في «صحيحه» بطوله، وفي روايته عن زاذان : سمعت البراء ، وذلك يبطل قول من قال : إنه لم يسمعه منه.

ورواه الحاكم في «صحيحه» من حديث أبي معاوية، قال : حدثنا الأعمش، ثنا المنهال بن عمرو ، عن أبي عمرو زاذان، عن البراء بن عازب ـ رضي الله عنهما ـ قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة فانتهينا إلى القبر ولما يلحد، وذكر الحديث بطوله[3]. ورواه الحاكم أيضاً من حديث محمد بن الفضل، قال: حدثنا الأعمش، فذكره. وقال في آخره: حدثنا فضيل ، حدثني أبي، عن أبي حازم ، عن أبي هريرة بهذا الحديث، إلا أنه قال : «أرقد رقدة كرقدة من لا يوقظه إلا أحب الناس إليه».

٥/٤٣٩ قال : وقد رواه شعبة، وزائدة، وغيرهما ،عن الأعمش، ورواه مُؤَمَّل، عن / الثوري عنه، قال : وهو على شرطهما قد احتجا بالمنهال بن عمرو، قال : وقد روى ابن جرير عن شعبة، عن أبي إسحاق، عن البراء، قال : ذكر النبي ﷺ المؤمن والكافر، ثم ذكر طرفاً من حديث القبر[4]، وقد رواه الإمام أحمد في «مسنده» عن عبد الرزاق ، حدثنا معمر، عن يونس بن خباب ، عن المنهال بن عمرو، الحديث بطوله. قال : وكذلك أبوخالد الدالاني، وعمرو بن قيس الملائي، والحسن بن عبيد الله النخعي، عن المنهال، ورواه شعيب بن صفوان، عن يونس بن خباب، فقال: عن المنهال ، عن زاذان، عن أبي البختري ، قال ، سمعت البراء قال : وهذا وَهْم من شعيب، فقد رواه معمر ومهدي بن ميمون وعباد بن عباد عن يونس التامر.

وقال الحافظ أبو نعيم الأصبهاني: وأما حديث البراء رواه المنهال بن عمرو عن زاذان،

---

(١) أحمد ٤ / ٢٨٧ ، ٢٩٥ .

(٢) أبو داود في السنة (٤٧٥٣) ، والنسائي في الجنائز (١٨٣٣) ، وابن ماجه في الزهد (٤٢٦٢) .

(٣) الحاكم ١/ ٣٧.

(٤) الحاكم ١/ ٣٨.

عن البراء ، فحديث مشهور رواه عن المنهال الجَمُّ الغَفير(١). ورواه عن البراء عدي بن ثابت، ومحمد بن عقبة، وغيرهما. ورواه عن زاذان عطاء بن السائب. قال: وهو حديث أجمع رواة الأثر على شهرته واستفاضته، وقال الحافظ أبو عبد الله بن منده: هذا الحديث إسناده متصل مشهور، رواه جماعة عن البراء.

وقال الإمام أحمد في «المسند»: حدثنا أبو معاوية ، ثنا الأعمش ، عن المنهال بن
٤/ب عمرو، عن زاذان، عن البراء بن عازب ـ رضي الله عنه ـ قال: خرجنا / مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الأنصار فانتهينا إلى القبر ولما يلحد ، فجلس رسول الله ﷺ وجلسنا حوله، كأن على رؤوسنا الطير، وفي يده عود ينكت به الأرض، فرفع رأسه فقال: «استعيذوا بالله من عذاب القبر» مرتين أو ثلاثاً ،ثم قال: «إن العبد المؤمن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة، نزل عليه من السماء ملائكة بيض الوجوه كأن وجوههم الشمس، معهم كَفَن من أكفان الجنة ، وحَنُوط من حنوط الجنة، حتى يجلسون منه مَدَّ بَصَرِه، ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه فيقول: أيتها النفس الطيبة، اخرجي إلى مغفرة من الله ورضوان ». قال : « فتخرج فتسيل كما تسيل القَطْرَة من فِي السِّقَاء ، فيأخذها . فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين ، حتى يأخذوها فيجعلوها في ذلك الكفن وفي ذلك الحنوط، ويخرج منها ريح كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض، فيصعدون بها، فلا يمرون ـ يعني بها ـ على ملأ من الملائكة بين السماء والأرض، إلا قالوا : ما هذه الروح الطيبة؟ فيقولون: فلان بن فلان، بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا، حتى ينتهوا به إلى السماء الدنيا، فيستفتحون له فيفتح له. فيُشَيِّعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها، حتى ينتهوا به إلى السماء السابعة ، فيقول الله تعالى: اكتبوا كتاب عبدي في عِلِّيِّين، وأعيدوه إلى الأرض، فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم، ومنها أخرجهم تارة أخرى»، قال : «فتعاد روحه، فيأتيه ملكان فيجلسانه
٥/أ فيقولان له : من ربك ؟ فيقول : الله ربي، فيقولان له: وما دينك؟ فيقول :/ ديني الإسلام ، فيقولان له : ما هذا الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول : هو رسول الله ﷺ ، فيقولان له : وما علمك؟ فيقول : قرأت كتاب الله فآمنت به وصدقت، فينادي مناد من السماء: أن صَدَقَ عبدي، فأفْرِشُوه من الجنة ، وألبسوه من الجنة، وافتحوا له باباً إلى الجنة»، قال : «فيأتيه من روحها وطيبها، ويفسح له في قبره مد بصره». قال : «فيأتيه رجل حَسَن الوجه، حسن الثياب، طيِّب الريح، فيقول : أبشر بالذي يَسُرُّك، هذا يومك الذي كنت تُوعَد، فيقول له : من أنت فوجهك الوجه الذي يجيء بالخير؟ فيقول : أنا

---

١) الجمّ : الكثير، والغفير: المجتمع ، أي العدد الكثير بجملتهم. انظر: القاموس المحيط، والمصباح المنير، مادتي «جمم وغفر».

المستدرك على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق
مصطفى عبد القادر عطا

الجزء الأول

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الأعمش، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان، عن البراء قال: خرجنا مع رسول الله ﷺ/ في جنازة، فأتينا القبر ولما يلحد ـ وذكر الحديث. ١/٣٩

وأما حديث شعبة:

١١٠/١١٠ ـ فحدثنيه أبو سعيد بن أبي بكر بن أبي عثمان رحمهم الله وأنا سألته، ثنا علي بن مسلم الأصبهاني بالري، ثنا عمار بن رجاء، حدثنا محمد بن بكر البرساني، عن شعبة، عن الأعمش، عن المنهال بن عمرو، وعن زاذان، عن البراء، عن النبي ﷺ في حديث القبر.

وأما حديث زائدة:

١١١/١١١ ـ فحدثنا أبو سعيد عمرو بن محمد بن منصور العدل، ثنا الحسين بن الفضل البجلي، ثنا معاوية بن عمرو الأزدي، ثنا زائدة، عن الأعمش، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان، عن البراء قال: صلينا مع رسول الله ﷺ على جنازة رجل من الأنصار ـ فذكر حديث القبر بطوله.

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين، فقد احتجا جميعاً بالمنهال بن عمرو، وزاذان أبي عمر الكندي وفي هذا الحديث فوائد كثيرة لأهل السنة وقمع للمبتدعة، ولم يخرجاه بطوله.

وله شواهد على شرطهما يستدل بها على صحته:

١١٢/١١٢ ـ حدثنا أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد النحوي ببغداد، وأبو العباس محمد بن يعقوب من أصل كتابه قالا: ثنا يحيى بن أبي طالب، ثنا وهب بن جرير، ثنا شعبة، عن أبي إسحاق، عن البراء بن عازب قال: ذكر النبي ﷺ المؤمن والكافر، ثم ذكر طرفاً من حديث القبر.

---

١١٠ ـ قال في التلخيص: ورواه عمار بن رجاء، عن محمد بن أبي بكر البرساني عن شعبة. وهو على شرطهما، فقد احتجا بالمنهال.

١١١ ـ انظر رقم (١١٠).

١١٢ ـ قال في التلخيص: وقد رواه وهب بن جرير عن شعبة عن أبي إسحاق عن البراء قال: ذكر النبي ﷺ المؤمن والكافر ـ ثم ذكر طرفاً من حديث القبر.

الجامع لشعب الإيمان

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي

٣٨٤هـ - ٤٥٨هـ

الجزء الأول

حققه وراجع نصوصه وخرج أحاديثه

الدكتور عبد العلي عبد الحميد حامد

مكتبة الرشد

ناشرون

كتابه في سجِّين في الأرض السابعة السفلى، وأعيدوه إلى الأرض، فإنَّا منها خلقناهم، وفيها نعيدهم، ومنها نخرجهم تارة أخرى. قال: فتُطْرح روحُه طرحًا ثم قرأ رسول الله ﷺ ﴿وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ﴾[1] الآية. ثم تعاد روحه في جسده، فيأتيه ملكان، فيُجلسانه، فيقولان له: من ربّك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري! فيقولان له: ما دينك؟ فيقول: هاه هاه لا أدري! فيقولان له: ما هذا الرجل الَّذِي بُعث فيكم؟ فيقول: هاه هاه لا أدري! فينادي منادٍ من السّماء أنْ كذب فأفرشوه من النّار، وألبسُوه من النّار، وافتحوا له بابًا من النّار، فيأتيه من حرّها وسمومها، ويُضَيّق عليه قبره حتّى تختلف فيه أضلاعه، قال: ويأتيه رجل قبيح الوجه منتن الريح فيقول: أبشر بالَّذي يسوءك: هذا يومك الَّذِي كنتُ توعد، قال: فيقول من أنت؟ فوجهك الوجه الَّذِي يجيء بالشرّ فيقول: أنا عملك الخبيث. فيقول: ربّ لا تقم السَّاعة، ربّ لا تقم السّاعة».

قال البيهقي رحمه الله: هذا حديث صحيح الإسناد[2].

(١) سورة الحج (٢٢/ ٣١).

(٢) ذكر المؤلف في إثبات عذاب القبر (٥/ ١-٧/ ألف) طرقًا مختلفة له.

وساق متنه من طريق أبي داود الطيالسي حدثنا أبوعوانة، عن الأعمش، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان، عن البراء بن عازب.

وقال: رواه جماعة عن المنهال مثل رواية الأعمش: أبوخالد الدالاني، وعمرو بن قيس الملائي، والحسن بن عبيدالله النخعي، ومحمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى وغيرهم.

وروي في إحدى الروايتين عن يونس بن خباب، عن المنهال بن عمرو، عن زاذان، عن أبي البختري الطائي قال سمعت البراء بن عازب... فذكره.

قال البيهقي: قال أبوعبدالله الحافظ. ذكر أبي البختري في هذا الحديث وهم لإجماع الثقات على روايته عن يونس بن خباب عن المنهال بن عمرو عن زاذان أنه سمع البراء.

وأخرجه ابن منده في «الإيمان» عن أحمد بن محمد بن زياد (٣/ ٩٤١-٩٤٣ رقم١٠٦٤). والحديث في مسند الطيالسي (١٠٢-١٠٣) بطوله.

وأخرجه الحاكم في «المستدرك» (١/ ٣٧-٤٠) وذكر له طرقًا، وذكر الكلام الذي نقله عنه المؤلف.

وأخرجه ابن أبي شيبة في «مصنفه» (٣/ ٣٨٠) والحسين المروزي في «زوائد الزهد» لابن المبارك (٤٣٠-٤٣٣ رقم١٢١٩) وأحمد في «مسنده» (٤/ ٢٨٧-٢٨٨) وأبوداود في السنة من «سننه» =

التَّرغيبُ والتَّرهيبُ
مِنَ الحَديثِ الشَّريفِ

تأليف
الإمام الحافظ
زكيّ الدّين عبد العظيم بن عبد القويّ المنذريّ
المتوفى سنة ٦٥٦ هـ

ضبطه وخرّج آياته وأحاديثه
إبراهيم شمس الدّين

الجزء الرابع

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنّة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الأرْضِ، فَيَصْعَدُونَ بِهَا فَلاَ يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلاَءٍ مِنَ المَلاَئِكَةِ إلاَّ قالُوا: مَا هٰذِهِ الرِّيحُ الْخَبِيثَةُ؟ فَيَقُولُونَ: فُلاَنُ ابْنُ فُلاَنٍ بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كانَ يُسَمَّى بِهَا في الدُّنْيَا؛ حَتَّى يُنْتَهَى بِهَا إلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ فَلاَ يُفْتَحُ لَهُ»، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «﴿لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلاَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ [الأعراف: ٤٠] فَيَقُولُ اللّهُ عَزَّ وَجَلَّ: اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ في الأرْضِ السُّفْلَى، ثُمَّ تُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحاً» ثُمَّ قَرَأَ: «﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ [الحج: ٣١] فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِي. قالَ: فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِي. قالَ: فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِي، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَاباً إلَى النَّارِ، فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلاَعُهُ، وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيحِ فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوؤُكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ الْقَبِيحُ يَجِيءُ بِالشَّرِّ! فَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الخَبِيثُ، فَيَقُولُ: رَبِّ لاَ تُقِمِ السَّاعَةَ».

وفي رواية له بمعناه وزاد: «فَيَأْتِيهِ آتٍ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِهَوَانٍ مِنَ اللّهِ وَعَذَابٍ مُقِيمٍ، فَيَقُولُ: بَشَّرَكَ اللّهُ بِالشَّرِّ، مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ كُنْتَ بَطِيئاً عَنْ طَاعَةِ اللّهِ سَرِيعاً في مَعْصِيَتِهِ فَجَزَاكَ اللّهُ بِشَرٍّ، ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَصَمُّ أَبْكَمُ فِي يَدِهِ مِرْزَبَّةٌ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ كانَ تُرَاباً، فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً فَيَصِيرُ تُرَاباً ثُمَّ يُعِيدُهُ اللّهُ كما كانَ فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أُخرى فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهُ كُلُّ شَيْءٍ إلاَّ الثَّقَلَيْنِ». قَالَ الْبَرَاءُ: «ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنَ النَّارِ، وَيُمَهَّدُ لَهُ مِنْ فَرْشِ النَّارِ».

قال الحافظ: هذا الحديث حديث حسن، رواته محتج بهم في الصحيح كما تقدم، وهو مشهور بالمنهال بن عمرو عن زاذان عن البراء، كذا قال أبو موسى الأصبهاني رحمه الله، والمنهال روى له البخاري حديثاً واحداً. وقال ابن معين: المنهال ثقة. وقال أحمد العجلي: كوفي ثقة. وقال أحمد بن حنبل: تركه شعبة على محمد. قال عبد الرحمن بن أبي حاتم: لأنه سُمِعَ من داره صوت قراءة بالتطريب، وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل:

سلسلة منشورات مكتبة دار المنهاج للنشر والتوزيع بالرياض ١٠

كتاب التذكرة

بأحوال الموتى وأمور الآخرة

تصنيف

الامام أبي عبد الله محمد بن أحمد بن أبي بكر بن فرح الأنصاري

الخزرجي الأندلسي ثم القرطبي

المتوفى سنة ٦٧١ هـ

تحقيق ودراسة

الدكتور/ الصادق بن محمد بن إبراهيم

المجلد الأول

مكتبة دار المنهاج

للنشر والتوزيع بالرياض

باب ذكر حديث البراء المشهور الجامع لأحوال الموتى عند قبض أرواحهم وفي قبورهم

خرّجه أبو داود الطيالسي[١]، وعبد بن حميد[٢] في مسنديهما، وعلي بن معبد في كتاب الطاعة والمعصية، وهناد بن السري في زهده[٣]، وأحمد بن حنبل [في مسنده][٤]، وغيرهم، وهو حديث صحيح له طرق كثيرة تهمم بتخريج طرقه علي بن معبد.

فأما أبو داود الطيالسي: فقال: حدثنا[٥] أبو عوانة عن الأعمش.

وقال هناد وأحمد: حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن المنهال بن عمرو.

وقال أبو داود[٦]: وحدثنا عمرو بن ثابت سمعه من المنهال بن عمرو.

عن زاذان عن البراء يعني: ابن عازب ﷺ، وحديث أبي عوانة أتمهما، قال البراء ﷺ: خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة [٤٦/ب] رجل[٧] من الأنصار فانتهينا إلى القبر ولمَّا[٨] يُلحد، فجلس رسول الله ﷺ وجلسنا حوله كأنما على رؤوسنا الطير، قال عمرو بن ثابت: وقع، ولم يقله[٩] أبو عوانة[١٠]، فجعل يرفع بصره وينظر إلى السماء ويخفض بصره، وينظر إلى الأرض، ثم قال: أعوذ بالله من عذاب القبر، قالها مراراً ثم قال: إن العبد المؤمن إذا كان في[١١] إقبال[١٢] من الآخرة، وانقطاع من الدنيا[١٣] جاءه ملك فجلس عند

---

(١) في مسنده ص(١٠٢)، ح٧٥٣.
(٢) لم أجده في مسند عبد بن حميد المطبوع.
(٣) ١/ ٢٠٥، ح٣٣٩.
(٤) ٤/ ٢٨٧، ح١٨٥٥٧.
(٥) في (ظ): ثنا.
(٦) الطيالسي.
(٧) نهاية الطمس الذي في الأصل.
(٨) في (ع، ظ): ولم، والأصل متوافق مع الطيالسي.
(٩) في (ظ، الطيالسي): يقل.
(١٠) قوله: قال عمرو بن ثابت: وقع ولم يقله أبو عوانة، من نص حديث الطيالسي.
(١١) في (ظ): من.
(١٢) في (ع، ظ، الطيالسي): قَبِلٌ.
(١٣) (من الدنيا): ليست في (ظ).

مجموعة الفتاوى

لشيخ الإسلام

تقي الدين أحمد بن تيمية الحراني

المتوفى سنة ٧٢٨هـ

اعتنى بها وخرج أحاديثها

عامر الجزار   أنور الباز

الجزء الرابع

ذراعاً، ويُنَوَّر له فيه ، ويعاد الجسد لما بدئ منه، وتجعل روحه نَسَم طير يعلق في شجر الجنة ». قال : « فذلك قوله تعالى: ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾ [إبراهيم: ٢٧] .

وذكر في الكافر ضد ذلك أنه قال : «يضيق عليه قبره إلى أن تختلف فيه أضلاعه» فتلك المعيشة الضنك، التي قال الله تعالى: ﴿لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾ [طه: ١٢٤]. هذا الحديث أخصر(١).

وحديث البراء ـ المتقدم ـ أطول ما في السنن، فإنهم اختصروه لذكر ما فيه من عذاب القبر، وهو في المسند وغيره بطوله. وهو حديث حسن ثابت يقول النبي ﷺ فيه: « إن العبد المؤمن إذا كان في إقبال من الآخرة، وانقطاع من الدنيا، نزلت إليه ملائكة بيض الوجوه، كأن وجوههم الشمس، معهم كفن من أكفان الجنة، وحَنُوط من حنوط الجنة، فيجلسون منه مد البصر، ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه، فيقول : أيتها النفس الطيبة، اخرجي إلى مغفرة ورضوان» .قال : «فتخرج تسيل كما تسيل القَطْرَة من فِيّ السِّقاء، فيأخذها، فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين / حتى يأخذوها. ٤/٢٩١
فيجعلوها(٢) في ذلك الكفن وذلك الحنوط، فيخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض». قال: « فيصعدون بها، فلا يمرون بها على ملأ من الملائكة إلا قالوا: ما هذه الروح الطيبة؟ ! فيقولون: فلان بن فلان، بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه في الدنيا، فينتهون به إلى السماء الدنيا، فيستفتحون له فيفتح له». قال : «فيشيعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها، حتى ينتهوا بها إلى السماء السابعة. فيقول: اكتبوا كتاب عبدي في عليين، وأعيدوه إلى الأرض، فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى». قال: «فتعاد روحه في جسده، ويأتيه ملكان فيجلسانه». وذكر المسألة كما تقدم، قال: « ويأتيه رجل حسن الوجه، طيب الريح، فيقول له : أبشر بالذي يسرك، فهذا يومك الذي قد كنت توعد ، فيقول له : من أنت؟ فوجهك الوجه الذي يجيء بالخير؟ ! فيقول: أنا عملك الصالح. فيقول : رب ، أقم الساعة، رب ، أقم الساعة، رب، أقم الساعة، حتى أرجع إلى أهلي ومالي». قال: « وإن العبد الكافر إذا كان في إقبال من الآخرة وانقطاع من الدنيا، نزل إليه من السماء ملائكة سود الوجوه، معهم المسوح، فيجلسون منه مد البصر، ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه، فيقول : أيتها النفس الخبيثة، اخرجي إلى سخط الله وغضبه، فتفرق في أعضائه كلها،

---

(١) ابن حبان في صحيحه ٥/ ٤٥ (٣١٠٣).

(٢) في المطبوعة : « يأخذونها فيجعلونها » والصواب ما أثبتناه.

الصارم المنكي في الرد على السبكي

تأليف

محمد بن أحمد بن عبد الهادي

المتوفى سنة ٧٤٤هـ

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

أبو عبد الرحمن السلفي

عقيل بن محمد بن زيد المقطري اليماني

قدم له

فضيلة العلامة أبو عبد الرحمن مقبل بن هادي الوادعي

مؤسسة الريان

للطباعة والنشر والتوزيع

وليعلم أن رد الروح (إلى البدن)(١) وعودها إلى الجسد بعد الموت لا يقتضي استمرارها فيه، ولا يستلزم حياة أخرى قبل يوم النشور نظير الحياة المعهودة، بل إعادة الروح إلى الجسد في البرزخ إعادة برزخية، لا تزيل عن الميت اسم الموت.

وقد ثبت في حديث البراء بن عازب الطويل المشهور في عذاب القبر ونعيمه في شأن الميت وحاله أن روحه تعاد إلى جسده، مع العلم بأنها غير مستمرة فيه وأن هذه الإعادة ليست مستلزمة لإثبات حياة مزيلة لاسم الموت، بل هي أنواع حياة برزخية، والحياة جنس تحتها أنواع، وكذلك الموت. فإثبات بعض (الحياة الحياة لا يزيل اسم الموت كالحياة البرزخية وإثبات بعض أنواع)(٢) الموت لا ينافي الحياة، كما في الحديث الصحيح، عن النبي ﷺ أنه كان إذا استيقظ من النوم قال: «الحَمْدُ للهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَمَا أَمَاتَنَا وإليهِ النُّشُور»(٣) وتعلق الروح بالبدن واتصالها به يتنوع أنواعاً:

أحدها: تعلقها به في هذا العالم يقظة ومناماً.

الثاني: تعلقها به في البرزخ والأموات متفاوتون في ذلك فالذي للرسل والأنبياء أكمل مما للشهداء، ولهذا لا تبلى أجسادهم، والذي للشهداء أكمل مما لغيرهم من المؤمنين الذين ليسوا بشهداء.

والثالث: تعلقها به يوم البعث الآخر ورد الروح إلى البدن في البرزخ لا يستلزم الحياة المعهودة، ومن زعم استلزامه لها لزمه ارتكاب أمور باطلة مخالفة للحس والشرع والعقل، وهذا المعنى المذكور في حديث أبي هريرة من رده ﷺ على من يسلم عليه قد ورد نحوه في الرجل يمر بقبر أخيه.

قال الشيخ تقي الدين في كتاب: اقتضاء الصراط المستقيم مخالفة أصحاب الجحيم(٤): وقد روى حديث صححه ابن عبدالبر أنه قال: ما من رجل يمر بقبر الرجل كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا رد الله عليه روحه حتى يرد عليه السلام، ولم يقل أحد أن هذا الرد يقتضي استمرار الروح في الجسد، ولا قال أنه يستلزم إثبات حياة نظير الحياة المعهودة، وقال الحافظ أبو محمد عبدالحق الإشبيلي في كتاب **العاقبة**: ذكر أبو عمر بن

---

(١) في طبعة دار الكتب العلمية (بعد للبدن) وهو خطأ.

(٢) ما بين القوسين سقط من طبعة دار الكتب العلمية.

(٣) رواه البخاري ١١٣/١١ ومسلم ٣٥/١٧ النووي وأبو داود ٣٠٠/٥ وابن ماجه ٣٨٨٠ والترمذي ٣٦٢/٩ من حديث حذيفة رضي الله عنه.

(٤) انظر ٢٦٢/٢.

سلسلة مكتبة ابن القيم
(٦)

إعلام الموقعين

عن

رب العالمين

تصنيف

أبي عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب
المعروف بابن قيم الجوزية
المتوفى سنة ٧٥١ هـ

قرأه وقدم له وعلق عليه وخرج أحاديثه وآثاره
أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

شارك في التخريج
أبو عمر أحمد عبد الله أحمد

المجلد الثاني

دار ابن الجوزي

هِيلَ[١] عند ذلك، فقال رسول الله ﷺ: «يُثَبِّتُ الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة، ويضلُّ الله الظالمين، ويفعل الله ما يشاء»[٢].

وفي «المسند» نحوه من حديث البراء بن عازب، وروى المِنْهَال بن عَمرو، عن زَاذَان، عن البَرَاء قال: «قال رسول الله ﷺ وذَكَرَ قَبْضَ روحِ المؤمن فقال[٣]: يأتيه آتٍ ـ يعني في قبره ـ فيقول: مَنْ رَبُّكَ؟ وما دينُكَ؟ ومن نَبيك؟ فيقول: ربي الله، والإسلام ديني[٤]، ونبيي محمد ﷺ، قال: فينتهِرُه[٥] فيقول: من[٦] ربك؟ وما دينك؟ وهي في آخر فتنة تعرض على المؤمن، فذلك قولُ الله تعالى[٧]: ﴿يُثَبِّتُ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱلْقَوْلِ ٱلثَّابِتِ فِى ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا وَفِى ٱلْءَاخِرَةِ﴾، فيقول: ربي الله، وديني الإسلام، ونبيي محمد[٨]، فيقال له: صدقت» وهذا حديث صحيح[٩].

(١) «أصابه الخوف والرعب» (و). وأشار في (ق): إلى أنه في نسخة: «هبل».

(٢) رواه أحمد في «مسنده» (٣/ ٣ ـ ٤)، ـ ومن طريقه البيهقي في «إثبات عذاب القبر» (٤١)، ـ والبزار (٨٧٢ كشف الأستار)، وابن جرير في «التفسير» (١٦/ ٥٩١ ـ ٥٩٢ رقم ٢٠٧٦٢ ـ ط شاكر)، وابن أبي عاصم في «السنة» (٨٦٥) من طريق عباد بن راشد عن داود بن أبي هند به، وعزاه في «الدر المنثور» (٥/ ٣٠) لابن مردويه وابن أبي الدنيا في «الموت»، ـ وهو فيه برقم (٢٧٠ ـ بتجميعي) ـ وصحح إسناده في «الدر» و«شرح الصدور» (١٣٣ ـ ط المعرفة) وصححه أيضاً الصنعاني في «جمع الشتيت» (١٢٦)، وأحمد شاكر في تعليقه على «تفسير الطبري» (١٦/ ٥٩٢).

قال الهيثمي في «المجمع» (٣/ ٤٨): «ورجاله رجال الصحيح».

أقول: عباد بن راشد، وإنْ روى له البخاري مقروناً، ففي حديثه شيء.

(٣) في (ق): «قال».

(٤) في (ق): «وديني الإسلام» ووقع فيها: «عليه السلام».

(٥) في (ق): «فينهره». (٦) في المطبوع و(ك) و(ق): «ما»!

(٧) في المطبوع: «فذلك حيث يقول الله». (٨) في (ق): «محمد عليه السلام».

(٩) حديث البراء بن عازب، رواه مطولًا ومختصراً، الطيالسي (٧٥٣)، وأحمد (٤/ ٢٨٧ و٢٨٨ و٢٩٥ و٢٩٦)، وعبد الرزاق (٦٧٣٧)، وابن أبي شيبة (٣/ ٣٨٠ ـ ٣٨٢)، وهناد في «الزهد» (٣٣٩)، وابن المبارك في «الزهد» (١٢١٩)، وابن منده في «الإيمان» (٢/ ٩٦٣)، و«الروح والنفس» ـ كما في «الروح» لابن القيم (٦٥) ـ وأبو داود في «السنة» (٤٧٥٣ و٤٧٥٤) باب في المسألة في القبر وعذاب القبر، والنسائي (٤/ ٧٨) وفي «الكبرى» كما في «التحفة» (٢/ ٤٦٧)، وابن ماجه (١٥٤٨، ٤٢٦٩)، وعبد الله بن أحمد في «السنة» (١٣٦٥ و١٣٧١)، والطبري في «التفسير» (١٣/ ٢١٧ و٢١٨ أو ١٦/ ٥٨٩ ـ ٥٩١، ٥٩٣، ٥٩٥ ط شاكر)، و«تهذيب الآثار» (١/ رقم ٢٤٨٠ ـ ٢٤٨٥)، والآجري =

وذهب إلى القول بموجب هذا الحديثِ جميعُ أهل السنَّة والحديث من سائر الطوائف.

وقال أبو محمد بن حزم في كتاب «الملل والنحل» له[1]: وأما من ظنَّ

أن الميتَ يحيا ... يوم القيامة، فخطأ؛ لأن[2] الآيات التي ذكرنا

تمنع من ذلك ... ـتَنَا ٱثْنَتَيْنِ ﴾

[غافر: ١١]، وقو ... أَحْيَـٰكُمْ ثُمَّ

يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِ

قال: ولو ك ... ثلاثًا وأحيانا

ثلاثًا. وهذا باط ... يٌّ من الأنبياء

و[3] ﴿ٱلَّذِينَ خَـ ... ٱللَّهُ مُوتُوا۟ ثُمَّ

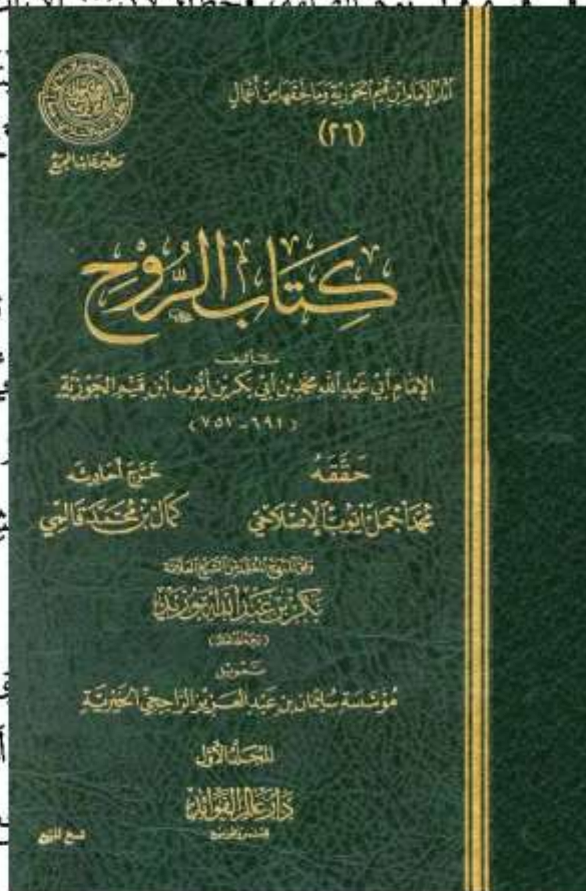
أَحْيَـٰهُمْ ﴾ [البقر ... شِهَا ﴾ [البقرة:

٢٥٩]، ومن خصَّ

وكذلك قو ... لَمْ تَمُتْ فِى

مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ ... أَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾

[الزمر: ٤٢] فصـ ... ع إلى جسده



(١) الفصل في الملل والنحل (٤/ ٥٦ ـ ٥٧). وهنا زيادات لم ترد في المطبوع منه.

(٢) (م): «إذ». (أ، غ): «إن».

(٣) كذا بواو العطف في جميع النسخ والملل والنحل (طبعة الخانجي) معطوفًا على «من أحياه». وقد حذفوها في بعض طبعات الملل. وفي المحلى (١/ ٢٢): «كمن أحياه عيسى عليه السلام وكل من جاء فيه بذلك نصّ».

إسماعَ الأرواح بعد الموت إسماعَ توبيخٍ وتقريع، بواسطة تعلّقها بالأبدان في وقت ما، فهذا غير الإسماع المنفي(١). والله أعلم.

وحقيقةُ المعنى: إنك لا تستطيع أن تُسمِعَ من لم يشأ(٢) الله أن يُسمعَه. إن أنت إلا نذير، أي: إنما جعل الله لك الاستطاعةَ على الإنذار الذي كلّفك إياه، لا على إسماع من لم يشأ الله إسماعَه.

وأما قوله: إن الحديث لا يصحُّ لتفرُّدِ المِنهال بن عمرو وحده به(٣)، وليس بالقوي؛ فهذا من مجازفته رحمه الله(٤). فالحديث صحيحٌ، لا شكَّ فيه. وقد رواه عن البراء بن عازب جماعة غير زاذان، منهم: عَدي بن ثابت، ومحمدُ بن عق...

قال الحا... ...س»(٥): أخبرنا محمد بن يعق... ...ني(٦)، أنا أبو النضر هاشمُ ب... ...ـن ثابت، عن

---

(١) وانظر: مج...

(٢) (أ، غ): «الو...

(٣) «به» من (ط...

(٤) سيأتي الر...

(٥) وقد نقله م...

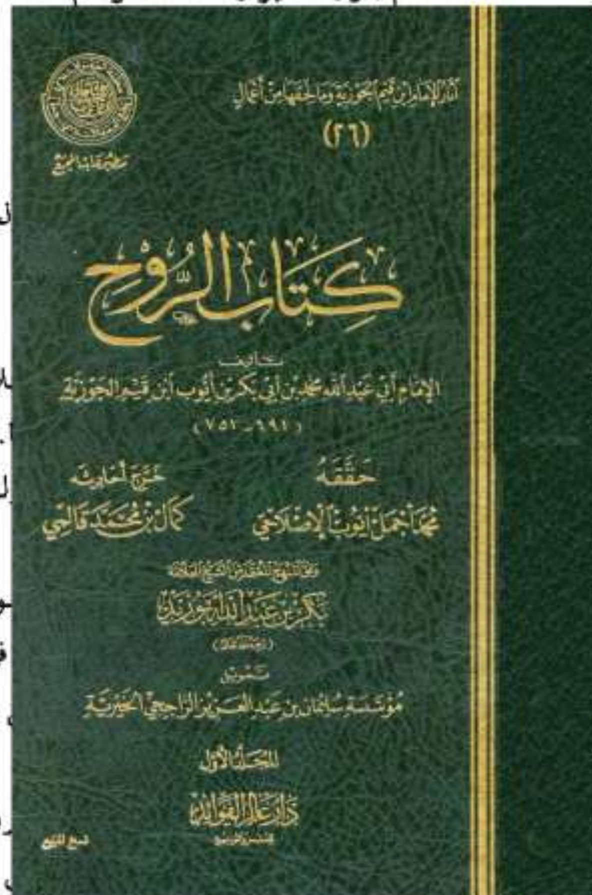
(٦) في جميع ... ...صواب ما أثبتنا من الفتاوى. و... ...ـنة ٣٧١. (تاريخ بغداد ١/ ... ...ـد بن يعقوب بن يوسف وهو أبو العباس الأصم سنة [illegible]، فكيف يحدث عن الصفار؟

آثار الإمام ابن قيّم الجوزيّة وما لحقها من أعمال
(٢٦)
كتاب الرّوح
تأليف
الإمام أبي عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب ابن قيّم الجوزيّة
(٦٩١ - ٧٥١)
حقّقه
محمد أجمل أيوب الإصلاحي
خرّج أحاديثه
كمال بن محمد قالمي
بكر بن عبد الله أبو زيد
مؤسسة سليمان بن عبد العزيز الراجحي الخيرية
المجلد الأول
دار عالم الفوائد

الرجل؟ فيقول: أيُّ رجل[1]؟ فيقولان: محمد[2] ﷺ. فيقول: قال الناسُ إنَّه رسولُ الله ﷺ. فيضرِبانه ضربةً، فيصير رمادًا»[3].

هذا حديث ثابتٌ مشهور مستفيض، صحَّحه جماعةٌ من الحفاظ، ولا نعلم أحدًا من أئمة الحديث طعن فيه. بل رووه في كتبهم، وتلقَّوه بالقبول، وجعلوه أصلاً من أصول الدين في عذاب القبر ونعيمه، ومساءلة[4] منكر ونكير، وقبض الأرواح وصعودها إلى بين يدي الله ثم رجوعها إلى القبر.

وقولُ أبي محمد[5]: «لم يروه غيرُ زاذان»، فوهَمٌ منه، بل رواه عن



(١) كذا في (أ،
(٢) (ب، ط، ن،
(٣) وهذا إسناد ... لجزري تُكلم فيه لسوء حفظه
(٤) رسمها في
(٥) هذه الفقرة ... لام في مجموع الفتاوى (٥ ... . ولفظ الشيخ: «وزعم ابن ... ليس الأمر كما قاله بل رواه ... والظاهر أن ... ود) لم يروه إلا المنهال بن ... في المحلى ولا في الملل و ... زعم ابن حزم بتفرد المنها ... أما ابن القيم ... روه غير زاذان». ومفاده أنه ل ... الردّ عليه. وهو وهمٌ آخر أدّى إليه الاعتماد على كلام الشيخ ثم التصرف فيه، مع أن المصنف قد =

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي المصري

المتوفى سنة ٨٠٧ هـ

تحقيق

محمد عبد القادر أحمد عطا

الجزء الثالث

يحتوي على الكتب التالية:
الجنائز - الزكاة - الصيام - الحج

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

مَلَكُ الْمَوْتِ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ: أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ، اخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَغَضَبٍ، قَالَ: فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ [ريح] جيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ، فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلا يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلإٍ مِنَ الْمَلائِكَةِ، إِلاَّ قَالُوا: مَا هَذِهِ الرِّيحُ الْخَبِيثَةُ؟ فَيَقُولُونَ: فُلانُ ابْنُ فُلانٍ، بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمَّى بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلا يُفْتَحُ لَهُ، ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ﴿لاَ تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلاَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾[الأعراف: ١٤٠]، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: اكْتُبُوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الأَرْضِ السُّفْلَى، فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾[الحج: ٣١]، فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لاَ أَدْرِي، [فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لاَ أَدْرِي، فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ، لاَ أَدْرِي]، فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ فَافْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ، فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلاعُهُ، وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوءُكَ، هَذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ، فَيَقُولُ: مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّ، فَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ، فَيَقُولُ: رَبِّ لاَ تُقِمِ السَّاعَةَ»[(١)].

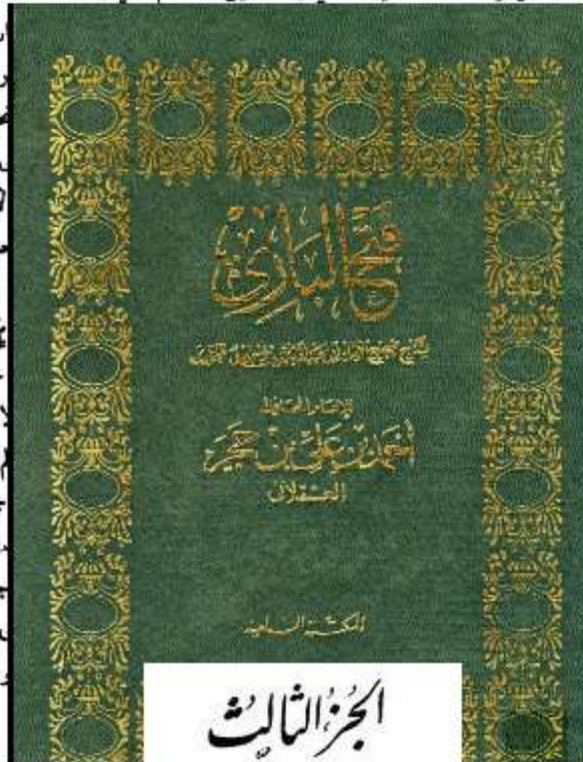
قُلْتُ: هُوَ فِي الصحيح وغيره باختصار. رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح.

٤٢٦٧ ـ وعند أحمد فِي رواية عَنْهُ أيضًا نحو هَذَا، وزاد فِيهِ: «فَيَأْتِيهِ آتٍ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: أَبْشِرْ بِهَوَانٍ مِنَ اللَّهِ، وَعَذَابٍ مُقِيمٍ، فَيَقُولُ: وَأَنْتَ، فَبَشَّرَكَ اللَّهُ بِالشَّرِّ، مَنْ أَنْتَ؟ فَيَقُولُ: أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ، كُنْتَ بَطِيئًا عَنْ طَاعَةِ اللَّهِ، سَرِيعًا فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ، فَجَزَاكَ اللَّهُ شَرًّا، ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَصَمُّ أَبْكَمُ فِي يَدِهِ مِرْزَبَةٌ، لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ كَانَ تُرَابًا، فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً حَتَّى يَصِيرَ تُرَابًا، ثُمَّ يُعِيدُهُ اللَّهُ كَمَا كَانَ، فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أُخْرَى، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلاَّ الثَّقَلَيْنِ». قَالَ الْبَرَاءُ: «ثُمَّ

---

(١) أورده المصنف في زوائد المسند برقم (١٢٥٣).

البراء فى قوله تعالى ﴿ يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت ﴾ وقد أورد المصنف فى التفسير عن أبى الوليد الطيالسى عن شعبة ، وصرح فيه بالإخبار بين شعبة وعلقمة ، وبالسماع بين علقمة وسعد بن عبيدة . **قوله** (اذا أقعد المؤمن فى قبره أتى ثم شهد) فى رواية الحموى والمستملى « ثم يشهد » هكذا ساقه المصنف بهذا اللفظ ، وقد أخرجه الاسماعيلى عن أبى خليفة عن حفص بن عمر شيخ البخارى فيه بلفظ أبين من لفظه قال « ان المؤمن إذا شهد أن لا إله إلا الله وعرف محمدا فى قبره فذلك قوله الخ » وأخرجه ابن مردويه من هذا الوجه وغيره بلفظ « ان النبى ﷺ ذكر عذاب القبر فقال : إن المسلم إذا شهد أن لا إله إلا الله وعرف أن محمدا رسول الله » الحديث . **قوله** فى الطريق الثانية (بهذا وزاد ﴿ يثبت الله الذين آمنوا ﴾ نزلت فى عذاب القبر) يوهم أن لفظ غندر كلفظ حفص وزيادة ، وليس كذلك ، وإنما هو بالمعنى ، فقد أخرجه مسلم والنسائى وابن ماجه عن محمد بن بشار شيخ البخارى فيه ، والقدر الذى ذكره هو أول الحديث ، وبقيته عندهم « يقال له من ربك ؟ فيقول : ربى الله ونبيى محمد » ، والقدر المذكور أيضا أخرجه مسلم والنسائى من طريق خيثمة عن البراء ، وقد اختصر سعد وخيثمة هذا الحديث جدا ، لكن أخرجه ابن مردويه من وجه آخر عن خيثمة فزاد فيه « ان كان صالحا وفق ، وان كان لا خير فيه وجد أبله » وفيه اختصار أيضا وقد رواه زاذان أبو عمر عن البراء مطولا مبينا أخرجه أصحاب السنن وصححه أبو عوانة وغيره وفيه من الزيادة فى أوله « استعيذوا بالله من عذاب القبر » وفيه « فترد روحه فى جسده » وفيه « فيأتيه ملكان فيجلسانه فيقولان له : من ربك ؟ فيقول : ربى الله . فيقولان له : ما دينك ؟ فيقول : دينى الاسلام . فيقولان له : ما هذا الرجل الذى



بعث فيكم ؟ فيقول : ب الله فآمنت به
وصدقت . فذلك قوله ت روحه فى جسده ،
فيأتيه ملكان فيجلسانه حو هذا فى حديث
أنس سادس أحاديث ال س : ليس فى الآية
ذكر عذاب القبر ، فلعله لأجل التخويف ،
ولأن القبر مقام الهول حديث ابن عمر فى
قصة أصحاب القليب قل ، وسيأتى مطولا
فى المغازى . وصالح الم ﷺ انهم ليعلمون
الآن ما أن كنت أقول خالفها الجمهور فى
ذلك وقبلوا حديث ابن لا تسمع الموتى ﴾
فقالوا معناها لا تسمعهم م تحضر قول النبى
ﷺ ، فغيرها ممن حضر جيفوا ؟ فقال :
ما أنتم بأسمع لما أقول م سامعين إما بآذان
رءوسهم كما هو قول الج جوع الى الجسد .
قال : وأما الآية فانها ك ى يسمع ويهدى
انتهى . وقوله : إنها لم ت ول على أنها سمعت

شرح الصدور

بشرح حال الموتى والقبور

للحافظ جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

المتوفى سنة ٩١١ هـ



الناشر

دار المدني

للطباعة والنشر والتوزيع



باب من يحضر الميت من الملائكة وغيرهم وما يراه المحتضر وما يقال له وما يبشر به المؤمن وينذر به الكافر

أخرج أحمد وابن أبي شيبة في المصنف ، والطيالسي وعبد الله في مسنديهما ، وهناد بن السرى في الزهد ، وأبو داود في سننه والحاكم في

(١) سورة الأنعام ، الآية : ٥٩ .

المستدرك ، وابن جرير وابن أبي حاتم والبيهقي في كتاب عذاب القبر ، وغيرهم من طرق صحيحة ، عن البراء بن عازب قال : خرجنا مع رسول الله ﷺ في جنازة رجل من الأنصار ، فانتهينا إلى القبر ، ولما يلحد ، فجلس رسول الله ﷺ وجلسنا حوله ، وكأن على رؤوسنا الطير ، وفي يده عود ينكت به في الأرض ، فرفع رأسه فقال « استعيذوا بالله من عذاب القبر مرتين أو ثلاثاً ، ثم قال : إن العبد المؤمن إذا كان في انقطاع من الدنيا وإقبال من الآخرة نزل إليه ملائكة من السماء بيض الوجوه ، كأن وجوههم الشمس معهم أكفان من الجنة ، وحنوط من حنوط الجنة حتى يجلسوا منه مد البصر ، ثم يجيء ملك الموت حتى يجلس عند رأسه ، فيقول : أيتها النفس المطمئنة اخرجي إلى مغفرة من الله ورضوان قال : فتخرج تسيل كما تسيل القطرة من السقاء ، وإن كنتم ترون غير ذلك ، فيأخذها فإذا أخذها لم يدعوها في يده طرفة عين حتى يأخذوها ، فيجعلوها في ذلك الكفن ، وفي ذلك الحنوط ، فيخرج منها كأطيب نفحة مسك وجدت على وجه الأرض ، فيصعدون بها ، فلا يمرون على ملأ من الملائكة إلا قالوا ما هذا الروح الطيب فيقولون فلان ابن فلان بأحسن أسمائه التي كانوا يسمونه بها في الدنيا حتى ينتهوا بها إلى السماء الدنيا ، فيستفتحون له ، فيفتح لهم ، فيشيعه من كل سماء مقربوها إلى السماء التي تليها حتى ينتهي بها إلى السماء السابعة ، فيقول الله تعالى : اكتبوا كتاب عبدي في عليين وأعيدوه إلى الأرض فإني منها خلقتهم وفيها أعيدهم ومنها أخرجهم تارة أخرى ، فتعاد روحه في جسده فيأتيه ملكان ، فيجلسانه فيقولان له : من ربك؟ فيقول ربي الله ، فيقولان له : ما دينك؟ فيقول : ديني الإسلام . فيقولان له : ما هو الرجل الذي بعث فيكم؟ فيقول : هو رسول الله . فيقولان له : وما علمك؟ فيقول قرأت كتاب الله ، فآمنت به وصدقت ، فينادي مناد من

قسط چہارم

حدیث سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی توثیق (حصہ اول)

پہلا راوی: محمد بن حازم ابو معاویہ الضریر

1۔۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:
احد مشائخ الحدیث الثقات المشھورین۔۔۔۔(البدایۃ والنھایۃ ج1 ص235)
2۔۔۔ علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں:
احد الائمۃ الثقات۔۔۔۔۔ (میزان الاعتدلال ج4 ص 575 تحقیق : علی محمد البجاوی)
نیز لکھتے ہیں:
محمد بن خازم (ع) الضریر ثقۃ ثبت۔۔۔ (میزان الاعتدال ج3 ص533، تحقیق : علی محمد البجاوی)
3۔۔۔ امام عجلیؒ فرماتے ہیں: کوفی ثقۃ
4۔۔۔۔۔امام نسائیؒ فرماتے ہیں: ثقۃ
5۔۔۔۔۔۔ محدث ابن خراشؒ فرماتے ہیں: صدوق

6۔۔۔۔ ابن حبان انکو ثقات میں لکھتے ہیں اور فرماتے ہیں: حافظاً متقناً

7۔۔۔۔ابن سعدؒ فرماتے ہیں:

ثقة كثير الحديث۔۔۔(تهذیب التهذیب ج9ص139)

8۔۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

ثقة احفظ الناس لحديث الاعمش۔۔(تقریب، ص840)

9۔۔ خطیب البغدادیؒ امام ابن معینؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ابو معاوية اثبت من جرير فی الاعمش۔۔۔۔ (تاریخ مدینة الاسلام ج3،ص144ت: بشار عواد)

یعنی ابو معاویہؒ اعمشؒ سے روایت کرنے میں جریرؒ(جو خود ثقہ ثبت ہے) سے ثبت تھے۔

دوسرا راوی: سلیمان بن مهران الاعمش

1۔۔۔علامہ ذھبی لکھتے ہیں:

الاعمش الحافظ الثقة شيخ الاسلام۔۔۔(تذکرۃ الحفاظ ج1 ص154)

2۔۔۔محدث ابن عمار کا بیان ہے:

ليس فی المحدثين اثبت من الاعمش

محدثین کی پوری جماعت میں اعمشؒ سے زیادہ اثبت اور کوئی نہ تھا

3۔۔ امام عجلیؒ فرماتے ہیں:

كان ثقة ثبتاً فی الحديث

حدیث میں ثقہ اور ثبت تھے۔

4۔۔۔امام ابن معینؒ فرماتے ہیں: ثقة

5۔۔ امام نسائیؒ فرماتے ہیں: ثقة ثبت
6۔۔۔ ابن حبان ان کو ثقات التابعین میں لکھتے ہیں۔
(تھذیب التھذیب ج4ص 223۔224)

تیسرا روای :۔ منھال بن عمرو کی توثیق اگلی یعنی قسط پنجم (حصہ دوم) میں ملاحظہ فرمائیں

الحافظ ابن كثير

الدمشقي المتوفى سنة ٧٧٤ هـ

البداية والنهاية

الجزء العاشر

الطبعة الثامنة

١٤١٠هـ - ١٩٩٠م

بيروت - لبنان

ضبطت وصححت هذه الطبعة على عدة نسخ وذيلت بشروح
قامت بها هيئة بإشراف الناشر

مكتبة المعارف
بيروت

مات لم يجدوا له من المال سوى ثلثمائة درهم وثيابه وأثاثه ، وقد كانت وفاته فى هذه السنة ببغداد ودفن فى مقابر الشونيزى فى تل اليهود . وله خمسون سنة . وقيل ستون سنة ، وقيل تسع وخمسون سنة . وقد رآه بعض أصحابه فى المنام فقال له : ما فعل الله بك ؟ فقال : غفر لى بأبيات قلتها فى النرجس :

تفكرْ فى نباتِ الأرضِ وانظرْ • إلى آثارِ ما صنعَ المليكُ
عيونٌ مِنْ لُجَيْنٍ شاخصاتٌ • بأبصارٍ هيَ الذهبُ السبيكُ
على قضبِ الزبرجدِ شاهداتٌ • بأنَ اللهَ ليسَ لهُ شريكُ

وفى رواية عنه أنه قال : غفر لى بأبيات قلتها وهى تحت وسادتى فجاؤا فوجدوها برقعة فى خطه

يا ربِ إنْ عظمتْ ذنوبى كثرةً • فلقدْ علمتُ أنَ عفوكَ أعظمُ

الأبيات . وقد تقدمت . وفى رواية لابن عساكر قال بعضهم : رأيته فى المنام فى هيئة حسنة ونعمة عظيمة فقلت له : ما فعل الله بك ؟ قال : غفر لى ، قلت : بماذا وقد كنت مخلطا على نفسك ؟ فقال : جاء ذات ليلة رجل صالح إلى المقابر فبسط رداءه وصلى ركعتين قرأ فيهما ألفى قل هو الله أحد ثم أهدى ثواب ذلك لأهل تلك المقابر فدخلت أنا فى جملتهم ، فغفر الله لى . وقال ابن خلكان : أول شعر قاله أبو نواس لما صحب أبا أسامة والبة بن الحباب :

حاملُ الهوى تعبُ يستخفهُ الطربُ • إن بكى يحقُّ لهُ ليس ما به لعبُ
تضحكينَ لاهيةً والمحبُّ ينتحبُ • تعجبينَ منْ سقمي صحتى هيَ العجَبُ

وقال المأمون : ما أحسن قوله :

وما الناسُ إلا هالكٌ وابنُ هالكٍ • وذو نسبٍ فى الهالكينَ عريقِ
إذا امتحنَ الدنيا لبيبٌ تكشفتْ • لهُ عنْ عدوٍ فى لباسِ صديقِ

قال ابن خلكان : وما أشد رجاءه بربه حيث يقول :

تحمّلْ ما استطعتَ منَ الخطايا • فإنكَ لاقياً رباً غفورا
ستبصرُ إنْ قدمتَ عليهِ عفواً • وتلقى سيداً ملِكاً كبيرا
تعضُّ ندامةً كفيكَ مما • تركتَ مخافةَ النارِ الشرورا

ثم دخلت سنة ست وتسعين ومائة

فيها توفى أبو معاوية الضرير أحد مشايخ الحديث الثقات المشهورين . والوليد بن مسلم الدمشقى تلميذ الأوزاعى . وفيها حبس الأمين أسد بن يزيد لأجل أنه نقم على الأمين لعبه وتهاونه فى أمر الرعية ، وارتكابه الصيد وغيره فى هذا الوقت . وفيها وجه الأمين أحمد بن يزيد وعبد الله بن حميد ابن قحطبة فى أربعين ألفا إلى حلوان لقتال طاهر بن الحسين من جهة المأمون ، فلما وصلوا إلى قريب

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الرابع

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

[أبو معاوية ، أبو المعتمر ، أبو معشر]

١٠٦١٨ — أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ. أحد الأئمة الأعلام الثقات، لم يتعرض إليه أحد. وقال ابنُ خِرَاشٍ: يقال: هو في الأعمش ثقة، وفي غيره فيه اضطراب، وكذلك قال عَبْدُ اللَّهِ بنُ أَحْمَدَ: سمعت أبي يقول: هو في غير الأعمش مضطرب، لا يحفظها حفظا جيدا. علي ابن مسهر أحبُّ إلي منه في الحديث. وقال الحَاكِمُ: احتجّ به الشيخان. وقد اشتهر عنه الغلوّ أي غلو التشيع. وروى عباس عن ابن معين قال: روى أبو معاوية عن عُبيد الله أحاديث مناكير.

وقال العجْلِيُّ: ثقة يرى الإرجاء. وقال يعقوب بن شيبة: ثقة ربما دلس، وكان يرى الإرجاء، ثم قال: يقال إنّ وكيعاً لم يحضر جنازته للإرجاء.

وقال[1]: أَبُو دَاودَ: كان مرجئاً.

وقال ابنُ خِرَاشٍ: صدوق، وهو في الأعمش ثقة.

١٠٦١٩ — أبو معاوية [illegible] . قال [illegible] الذهبي . فيه جهالة . روى عنه [illegible]

١٠٦٢٠ — أبو المعتمر [illegible] عمرو بن خلدة الزُّرَقي . [illegible] لا يعرف . روى عنه [illegible]

١٠٦٢١ — أبو معشر [illegible]

١٠٦٢٢ — أبو معشر [illegible]

١٠٦٢٣ — أبو معشر[2] [illegible] بن كليب .

[أبو المعطل ، أبو المعلى]

١٠٦٢٤ — أبو المعطل . عن ابن أبي مريم . وعنه محمد بن شعيب بن شابور. لا يعرف .

١٠٦٢٥ — أبو المعلى الجزري . اسمه فرات . قد ذكر[3] .

---

(١) هو يوسف بن يزيد . [illegible]

(٢) [illegible] (٣) ٢ـ٩٢ .

ميزان الاعتدال
في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الثالث

دار المعرفة
بيروت - لبنان
ص . ب : ٧٨٧٦

٧٤٦٥ — محمد بن حَيْدَرة بن عُمر الزَّيدى[1] الكوفى . سمع أَبَيّا النرسى[2]؛ لحقه ابن خليل . رافضى ، وسماعُه صحيح .

٧٤٦٦ — محمد بن خازم [ع] الضرير . ثقة ثبت ، ما علمتُ فيه مقالا يُوجب وهنه مطلقا . سيأتى فى الكُنَى .

٧٤٦٧ — محمد بن خالد [ق] بن عَبْد الله الواسطى الطحان . عن أبيه .

قال يحيى : كان رجل سوء . وقال مرة : لا شيء . وقال ابن عدى : أشدُّ ما أنكر عليه أحمد ويحيى روايته عن أبيه ، عن الأعمش . ثم له مناكير غير ذلك .

وقال أبو زُرْعة : ضعيف . توفى سنة أربعين ومائتين .

وقال ابن عدى : سمعتُ محمد بن سعد ، سمعت ابن الجُنيد – أو صالح جَزَرة – يقول : سمعتُ يحيى بن معين يقول : محمد بن خالد بن عبد الله كذّاب ، إنْ لقيتموه فاصْفَعُوه .

وقد لحقه عبدان وكاسر[3] عن السماع منه .

ابن عدى ، حدثنا على بن سعيد ، أخبرنا محمد بن خالد بن عبد الله الواسطى ، حدثنا أبو شهاب الحناط ، عن الحجاج ، عن عطاء ، عن ابن عباس ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : لا يدخل أحدٌ مكةَ إلّا بإحرام ؛ من أهلها لا مِنْ غير أهلها .

قال ابن عدى : لا أعرفه مسنداً إلا بهمن هذا الوجه .

٧٤٦٨ — محمد بن خالد [د] . عن أبيه ، عن جده أبى خالد السلمى . لا يُدْرَى مَنْ هؤلاء . روى عنه أبو المليح الرقى .

٧٤٦٩ — محمد بن خالد . والصواب خالد بن محمد أبو الرّحّال[4] . عن أنس . ضعيف .

---

(١) ل : الربذى . (٢) ل : ابن النرسى . (٣) هكذا فى الأصول .

(٤) أبو الرحال – بالحاء المهملة المشددة . وقد تكلم المؤلف على خالد بن محمد فى مكانه (هامش س) .

الاعمش فاعرفوه وقال ابراهيم الحربي قال وكيع ما ادركنا احدا كان اعلم
باحاديث الاعمش من ابي معاوية وقال الحسين بن ادريس قلت لابن
عمار على بن مسهر اكبر او ابو معاوية في الاعمش قال ابو معاوية قال ابن عمار
سمعته يقول كل حديث قلت فيه حدثنا فهو ما حفظته من في المحدث وكل
حديث قلت وذكر فلان فهو مما قرئ من كتاب وقال العجلي كوفي ثقة وكان
يرى الارجاء وكان لين القول فيه وقال يعقوب بن شيبة كان من الثقات
وربما دلس وكان يرى الارجاء وقال الآجري عن ابي داود كان مرجئا
وقال مرة كان رئيس المرجئة بالكوفة وقال النسائي ثقة وقال ابن خراش
صدوق وهو في الاعمش ثقة وفي غيره فيه اضطراب وذكره ابن حبان في
الثقات وقال كان حافظا متقنا ولكنه كان مرجئا خبيثا . قال احمد بن حنبل
وغير واحد مات سنة (١١٣) وقال ابن نمير مات سنة (٤) وقال ابن المديني
وآخرون مات سنة خمس وتسعين ومائة (١) . قلت . وقال ابن سعد كان ثقة
كثير الحديث يدلس وكان مرجئا وقال النسائي ثقة في الاعمش وقال
ابوزرعة كان يرى الارجاء قيل له كان يدعو اليه قال نعم وقال ابن ابي حاتم
عن ابيه اثبت الناس في الاعمش سفيان ثم ابو معاوية ومعتمر بن سليمان احب
الي من ابي معاوية يعني في غير حديث الاعمش وقال ابوداود قلت لاحمد
كيف حديث ابي معاوية عن هشام بن عروة قال فيها احاديث مضطربة
يرفع منها احاديث الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم .

س - محمد بن خالد بن جبلة . هو ابن جبلة . تقدم . (١٩٢)

(١) وله اثنتان وثمانون سنة ١٢ تقريب

تقريب التهذيب

تأليف

الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

مع التوضيح والإضافة من كلام

الحافظين المزي وابن حجر أو من مآخذهم

حققه وعلق عليه ووضحه وأضاف إليه

أبو الأشبال صغير أحمد شاغف الباكستاني

تقديم

بكر بن عبد الله أبو زيد

دار العاصمة

للنشر والتوزيع

فصل «خ»

٥٨٧٨ ع محمد بن خَازِم، بمعجمتين، أبو معاوية الضّرير الكوفي، (لقبه فافاه)، عمي وهو صغير، ثقة أحفظ الناس لحديث الأعمش، وقد يَهم في حديث غيره، من كبار التاسعة، مات سنة خمس وتسعين (ومائة)، وله اثنتان وثمانون سنة، وقد رمي بالإرجاء.

٥٨٧٨/ ١ س محمد بن خالد بن جَبَلة، تقدم في ابن جبلة [٥٨١٦].

٥٨٧٩ د محمد بن خالد بن الحُوَيرث المكي، مستور، من السابعة.

٥٨٨٠ ق محمد بن خالد بن خِدَاش المهلّبي، أبو بكر البصري، نزيل بغداد، الضرير، صدوق يُغرب، من صغار العاشرة.

٥٨٨١ س محمد بن خالد بن خَلِيّ، [بوزن عليّ] [1]، الكَلاَعي، أبو الحسين الحمصي، صدوق، من الحادية عشرة.

٥٨٨٢ د محمد بن خالد بن رافع الجهني، مستور، من الرابعة.

٥٨٨٣ ق محمد بن خالد بن عبد الله بن عبد الرحمن الطّحان الواسطي، ضعيف، من العاشرة، مات سنة أربعين، وله تسعون سنة.

٥٨٨٤ ٤ محمد بن خالد، ابن عَثْمة، بمثلثة ساكنة قبلها فتحة، ويقال: إنها أمّه، الحنفي، البصري، [صدوق] [2] يخطيء، من العاشرة.

٥٨٨٥ د س ق محمد بن خالد بن محمد، (ويقال: ابن موسى) الوهْبي، الحمصي، أخو أحمد [٣٠]، صدوق، من التاسعة، مات قبل سنة تسعين (ومائة).

٥٨٨٦ ق محمد بن خالد الجَنَدي، بفتح الجيم والنون، المؤذن، مجهول، من السابعة.

---

١) في أكثر النسخ المطبوعة: «بوزن جلي».

٢) سقط من بعض النسخ المطبوعة.

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت الخطيب البغدادي

٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

المجلد الثالث

محمد بن الحسين - محمد بن عيسى

٦١٦ - ١٢٠٢

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف



دار الغرب الإسلامي

وكيع؟ فقال: أبو معاوية أعلم به، يعني بالأعمش[١].

أخبرنا هبة الله بن الحسن الطَّبَري، قال: أخبرنا أحمد بن عُبيد، قال: حدثنا محمد بن الحُسين، قال: حدثنا أحمد بن زُهير، قال: قيل ليحيى بن مَعِين: أيما أحب إليك في الأعمش، عيسى بن يونس، أو حَفْص بن غياث، أو أبو معاوية؟ قال: أبو معاوية[٢].

أخبرنا إبراهيم بن محمد بن سُليمان المؤدب بأصبهان، قال: أخبرنا أبو بكر ابن المقرئ، قال: حدثنا سلامة بن محمود القيسي بعسقلان، قال: حدثنا أيوب بن إسحاق بن سافري، قال: سألت أحمد ويحيى عن أبي معاوية وجرير، قالا: أبو معاوية أحب إلينا، يعنيان في الأعمش[٣].

أخبرنا محمد بن عبدالواحد، قال: أخبرنا محمد بن العباس، قال: أخبرنا ابن مرابا، قال: حدثنا عباس بن محمد، قال[٤]: سمعت يحيى بن معين يقول: أبو معاوية أثبت من جرير في الأعمش.

أخبرنا البَرْقاني، قال: أخبرنا ابن خميرويه، قال: أخبرنا الحسين بن إدريس، قال: سألتُ ابنَ عَمَّار عن علي بن مُسْهر وأبي معاوية أيهما أكثر[٥] في الأعمش؟ قال[٦]: أبو معاوية.

أخبرني الأزهري، قال: حدثنا عبدالرحمن بن عمر، قال: حدثنا محمد

---

(١) في م: «الأعمش»، وما أثبتناه من النسخ. وقال الدارمي (تاريخه، الترجمتان ٥٩ و٦٧٨): «قلت (يعني ليحيى): فعيسى بن يونس أحب إليك أو أبو معاوية (يعني في الأعمش)، فقال: ثقة وثقة».

(٢) تهذيب الكمال ٢٥/١٢٩.

(٣) تهذيب الكمال ٢٥/١٢٨.

(٤) تاريخه ٢/٥١٢. واستفاده المزي في تهذيب الكمال ٢٥/١٢٩.

(٥) كذا جاء في الأصل عندنا، ووقع في تهذيب الكمال ٢٥/١٣١: «أكبر».

(٦) في م: «قالا» خطأ.

قلت وقع لنا من عواليه وكان من العلماء العاملين مات فى سنة خمس و اربعين و مائة و قيل سنة ست رحمه الله تعالى عواليه من الغيلانيات و جزء محمد بن عاصم و جزء الجابرى .

١٤٩ ٥٤/٤ ع - الاعمش الحافظ الثقة

شيخ الاسلام ابو محمد سليمان بن مهران الاسدى الكاهلى مولاهم الكوفى اصله من بلاد الرى رأى انس بن مالك و حفظ عنه. و روى عن ابن ابى اوفى [و عكرمة] و ابى و ائل و زرّ و ابى عمرو الشيبانى و المعرور بن سويد و ابراهيم النخعى و خلق كثير، و عنه شعبة و السفيانان و زائدة و وكيع و عبيد الله بن موسى و يعلى بن عبيد و ابونعيم و خلائق . قال ابن المدينى له نحو من الف و ثلثمائة حديث و قال بن عيينة كان الاعمش اقرأهم لكتاب الله و احفظهم للحديث و اعلمهم بالفرائض. و قال الفلاس كان الاعمش يسمّى المصحف من صدقه. و قال يحيى القطان الاعمش علامة الاسلام. و قال الحربى ما خلف الاعمش اعبد منه لله. و قال وكيع بقى الاعمش قريبا من سبعين سنة لم تفُته التكبيرة الاولى، سيرة الاعمش يطول شرحها و هى مذكورة فى تاريخى الكبير و فى طبقات القراء و يقع عواليه فى صحيح البخارى و فى جزء ابن عرفة : و ابن الفرات و الغيلانيات وكان رأسا فى العلم النافع و العمل الصالح، توفى فى ربيع الاول سنة ثمان و اربعين و مائة و له سبع و ثمانون سنة رحمه الله تعالى .

كلما روى الاعمش عن انس مرسل وقال ابوحاتم لم يسمع من ابن ابي اوفى ولا من عكرمة وقال ابن المنادى قدرأى انس بن مالك الا انه لم يسمع منه ورأى ابابكرة الثقفي و اخذ له بركابه فقال له يا بني انما اكرمت ربك وقال وكيع عن الاعمش رأيت انس بن مالك و ما منعني ان اسمع منه الا استغنائي باصحابي و قال ابن المديني حفظ العلم على امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم ستة عمرو بن دينار بمكة والزهرى بالمدينة و ابواسحاق السبيعي والاعمش بالكوفة وقتادة و يحيى بن ابي كثير بالبصرة وقال ابو بكر بن عياش عن مغيرة لما مات ابراهيم اختلفنا الى الاعمش في الفرائض وقال هشيم ما رأيت بالكوفة احدا اقرأ لكتاب الله منه و قال ابن عيينة سبق الاعمش اصحابه باربع كان اقرأهم للقرآن واحفظهم للحديث واعلمهم بالفرائض وذكر خصلة اخرى وقال يحيى بن معين كان جريرا ذا حدث عن الاعمش قال هذا الديباج الخسرواني وقال شعبة ما شفاني احد في الحديث ما شفاني الاعمش وقال عبدالله بن داود الخريبي كان شعبة اذا ذكر الاعمش قال المصحف المصحف وقال عمرو بن علي كان الاعمش يسمى المصحف لصدقه وقال ابن عمار ليس في المحدثين اثبت من الاعمش ومنصور ثبت ايضا الا ان الاعمش اعرف بالمسند منه وقال العجلي كان ثقة ثبتا في الحديث وكان محدث اهل الكوفة في زمانه ولم يكن له كتاب وكان رأسا في القرآن عسرا سيء الخلق عالما بالفرائض وكان لا يلحن حرفا وكان فيه تشيع و يقال ان الاعمش ولد يوم قتل الحسين وذلك يوم عاشوراء سنة (٦١) وقال

عيسى بن يونس لم نر مثل الاعمش ولا رأيت الاغنياء والسلاطين عند احد احقر منهم عند الاعمش مع فقره وحاجته وقال يحيى بن سعيد القطان كان من النساك وهو علامة الاسلام وقال وكيع اختلفت اليه قريبا من سنتين ما رأيته يقضي ركعة وكان قريبا من سبعين سنة لم تفته التكبيرة الاولى وقال الخريبي مات يوم مات وما خلف احدا من الناس اعبد منه وكان صاحب سنة وقال ابن معين ثقة وقال النسائي ثقة ثبت وقال ابو عوانة وغيره مات سنة (٤٧) وقال ابو نعيم مات سليمان سنة ثمان واربعين ومائة في ربيع الاول وهو ابن (٨٨) سنة وفيها ارخه غير واحد · قلت · وقال ابو زرعة الدمشقي سمعت ابا نعيم يقول لم يرو الاعمش عن قيس بن ابي حازم شيئا وقال ابن ابي حاتم في المراسيل قال احمد بن حنبل لم يسمع من شمر بن عطية قال وقال ابي لم يسمع من ابي صالح مولى ام هانئ هو مدلس عن الكلبي وقال ابي لم يسمع من عكرمة ولم يلق مطرفا ولم يسمع من عبد الرحمن يعني ابن يزيد وقال ابو بكر البزار لم يسمع من ابي سفيان شيئا وقد روى عنه نحو مائة حديث وانما هي صحيفة عرفت وذكره ابن حبان في ثقات التابعين وقال رأى انسا بمكة وواسط وروى عنه شبيها بخمسين حديثا و لم يسمع منه الا احرفا معدودة وكان مدلسا اخرجناه في التابعين لان له حفظا ويقينا وان لم يصح له سماع المسند من انس ولد قبل مقتل الحسين بسنتين ومات سنة (١٤٥) وقال الكديمي ثنا عبيد الله بن موسى عن الاعمش ما سمعت من انس الا حديثا واحدا سمعته يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم · قلت ·

والكديمي

قسط پنجم

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی توثیق
(حصہ دوم)

تیسرا راوی :۔منہال بن عمرو

جمہور محدثین منہال بن عمرو کی توثیق کرتے ہیں۔

1۔۔۔۔امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں

المنهال بن عمرو ثقة (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 357/8)

منہال بن عمرو ثقہ راوی ہے۔

2۔۔۔۔امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں

أبو بشر أوثق، إلا أن المنهال أمتن (الضعفاء الكبير للعقيلي : 236/4)

.ابوبشر زیادہ ثقہ ہے، لیکن منہال زیادہ مضبوط راوی ہے

3۔۔۔۔۔امام عجلیؒ فرماتے ہیں:

منهال بن عمرو كوفي، ثقة (تاريخ الثقات للعجلي : 300/2)

منہال بن عمرو، کوفے کا رہائشی اور قابل اعتماد شخص تھا۔

4۔۔۔۔۔ امام دارقطنیؒ سے امام حاکمؒ نے منہال بن عمرو کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

صدوق (سؤالات الحاكم للدارقطني، ص : 273)
"وہ سچا اور قابل اعتماد شخص تھا
5۔۔۔امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں منہال بن عمرو سے حدیث (3371) نقل کی ہے جو منہال بن عمرو پر اعتماد کرنے کی دلیل ہے۔
6۔۔۔۔امام ذھبیؒ نے میزان الاعتدال ج4ص192 پر منہال بن عمرو کا ترجمہ ذکر کرنے سے پہلے صح لکھا ہے۔ اس رمز کے بارے میں وہ خود فرماتے ہیں:
إذا كتبت (صح) أول الاسم، فهي إشارة إلى أن العمل على توثيق ذلك الرجل (لسان الميزان لابن حجر: 9/1)
7۔۔۔۔امام ابن حبانؒ نے منہال بن عمرو کی بہت سی احادیث (مثلاً صحیح ابن حبان : 1012، 1013، 1757، 2978، 5617) کو صحیح قرار دیا ہے۔
8۔۔۔۔امام ترمذیؒ کے نزدیک منہال بن عمرو ثقہ راوی ہے امام ترمذیؒ منھال کی ایک حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذي، تحت الحديث : 2060)
9۔۔۔امام بزارؒ منہال بن عمرو کی بیان کردہ ایک حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں
واسنادهٔ حسن (مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار: 321/11)
اس کی سند حسن ہے۔
10۔۔۔۔امام ابن خزیمہؒ نے بھی منہال بن عمرو کی بیان کردہ کئی احادیث (مثلاً رقم: 1194، 2830) کو صحیح قرار دیا ہے۔
11۔۔۔۔۔امام ابوعوانہ نے منہال بن عمرو کی بیان کردہ حدیث (رقم : 7764) کو صحیح قرار دیتے ہیں۔
12۔۔۔۔علامہ ضیاء الدین مقدسیؒ نے الاحادیث المختارۃ میں منہال بن عمرو کی بہت سی احادیث [مثلاً رقم: 760،455] کو صحیح کہا ہے۔

13۔۔۔۔۔۔امام ابن شاہینؒ فرماتے ہیں
والمنهال بن عمرو ثقة (تاریخ أسماء الثقات، ص: 230، ت :1412)
منہال بن عمرو ثقہ ہے۔
14۔۔۔حافظ ابن حجرؒ منہال بن عمرو پر کی گئی کی ایک جرح کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں
وبهذا لا يجرح الثقه (هدى الساري : 463/1)
ثقہ راوی کو ایسی بات کے ذریعے مجروح قرار نہیں دیا جا سکتا۔۔

منہال بن عمرو پر جرح کی حقیقت

منھال پر جو جرح کی گئی ہے، وہ مردود ہے
1۔۔ جیسے کہ علامہ ذہبیؒ کے حوالہ سے یہ بات گزر گئی کہ اس نے منھال بن عمرو سے پہلے صح لکھ کر اس کی توثیق ہی کو راجح قرار دیا۔ (میزان الاعتدال فی نقد الرجال: 192/4)
2۔۔ اور حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے گزر گیا کہ
وبهذا لا يجرح الثقه (هدى الساري : 463/1)

منکرین کی طرف سے جو جروحات پیش کی گئی ہیں وہ درجہ ذیل ہیں

1۔۔۔۔امام حاکم کا کہنا ہے کہ منہال بن عمرو کی حیثیت یحییٰ بن سعید گراتے تھے۔
. 2۔۔۔ابن معین منہال کی شان کو گراتے تھے

3۔۔۔امام شعبہ نے منہال بن عمرو کے گھر سے گانے کی آواز سنی تو اسے ترک کر دیا۔
4۔۔۔جوزجانی نے منہال بن عمرو کو بدمذہب لکھا ہے۔
5۔۔۔ابن حزم نے اس کی تضعیف کی ہے ۔

جواب:۔

1۔۔۔ یحیٰ بن سعید سے امام حاکم کی یہ حکایت باسند ثابت نہیں پھر یہ ایک مبہم سی بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کسی زیادہ ثقہ راوی کے مقابلے میں ابن قطان اس کی حیثیت کو کم کرتے ہوں اور یہ کوئی جرح نہیں۔

اس بارے میں حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وحكاية الحاكم عن القطان غير مفسرة (هدى الساري: 463/1)

امام حاکم کی امام یحییٰ بن سعید قطان سے روایت مبہم ہے۔۔

2۔۔۔ یہ کہنا کہ امام ابن معین منھال کی شان کو گراتے تھے بسند صحیح ابن معینؒ سے ثابت نہیں اوپر ہم نے بسند صحیح ثابت کیا ہے کہ امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں:

المنهال بن عمرو ثقة (الجرح والتعديل لابن أبي حاتم : 357/8)

منہال بن عمرو ثقہ راوی ہے۔

پھر علامہ ابن حجر اس حکایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

فأما حكاية الغلابي، فلعل بن معين كان يضع منة بالنسبة إلى غيره، كالحكاية عن أحمد، ويدل على ذلك أن أبا حاتم حكى عن ابن معين انهٔ ثقه (هدى الساري: 463/1)

رہی غلابی کی حکایت، تو شاید امام ابن معین کسی اور (زیادہ ثقہ) راوی کی نسبت اس کی شان کو گراتے ہوں، جیسا کہ امام احمد سے بھی ثابت ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابوحاتم نے امام ابن معین سے منہال کا ثقہ ہونا بھی ذکر کیا ہے۔

3۔۔ امام شعبہ نے منہال بن عمرو کو جس وجہ سے ترک کر دیا۔۔ تو اس کا سب سے پہلے رد وہب بن جریرؒ نے ان کے سامنے کر دیا اور شعبہ کو لاجواب بھی کر دیا۔۔

عن شعبة، قال: أتيت منزل منهال بن عمرو، فسمعت منه صوت الطنبور، فرجعت، ولم أساله، قلت: وهلا سألته! فعسى كان لا يعلم ۔۔ (الضعفاء الكبير للعقيلي: 236/4)

امام شعبہؒ نے بیان کیا کہ میں منہال بن عمرو کے گھر آیا تو مجھے گھر سے گانے کی آواز سنائی دی۔ میں لوٹ آیا اور منہال سے اس بارے میں نہیں پوچھا۔ میں(وہب ابن جریر) نے کہا : آپ نے اس سے کیوں نہ پوچھا ؟ ہو سکتا ہے کہ وہ اس سے لاعلم ہو۔

امام بن قطان فاسیؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں:

فهذا، كما ترى، التعسف فيه ظاهر (بیان الوھم والإیھام فی کتاب الأحکام : 363/3)

جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں، امام شعبہ کا یہ رویہ واضح طور پر بے جا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن تیمیہؒ علامہ ابن قیمؒ اور علامہ ذھبیؒ نے امام شعبہؒ کے اس بات کو رد کیا ہے۔۔

علامہ ذھبیؒ فرماتے ہیں: **وهذا لا يوجب غمز الشيخ** (میزان الاعتدال ج4 ص192)۔۔

یعنی یہ بات شیخ کو مجروح نہیں کرتی ۔۔

علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: **وبهذا لا يجرح الثقه** ۔۔۔۔(ھدی الساري : 463/1)

اور اس سے ثقہ مجروح نہیں ہوتا۔

4۔۔۔ جوزجانی کے قول کا رد کرتے ہوئے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

وأما الجوزجاني، فقد قلنا غير مرة: إن جرحه لا يقبل في أهل الكوفة، لشدة انحرافه، ونصبه (هدى الساري : 463/1)

رہی جوزجانی کی بات، تو ہم نے کئی مرتبہ یہ بات کہی ہے کہ سخت ناصبی ہونے اور راہ اعتدال سے ہٹ جانے کی بنا پر اہل کوفہ کے بارے میں اس کی جرح کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

5۔۔۔۔ ابن حزم سے صحیح احادیث کے معلول ٹھہرانے میں کوتاہیاں ہوئی ہیں پھر جمہور کے مقابلہ میں اس کا قول مردود ہے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774 ھ) فرماتے ہیں :

وتكلم فيه ابن حزم، ورد حديثه عن زاذان، عن البراء، في السؤال في القبر، فأخطأ ابن حزم (التكميل في الجرح و التعديل :211/1)

حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے منہال بن عمرو پر جرح کی ہے اور قبر میں سوال و جواب کے بارے میں اس کی بواسطہ زاذان، سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ حدیث کو رد کیا ہے۔ یہ ابن حزم کی غلطی ہے۔

كتاب الجرح والتعديل

تأليف

الامام الحافظ شيخ الاسلام ابى محمد عبد الرحمن بن ابى حاتم

محمد بن ادريس بن المنذر التميمى الحنظلى الرازى

(المتوفى ٣٢٧ ھ رح)

عن النسخة المحفوظة فى كوپريلى [تحت رقم ٢٧٨] استنبول

وعن النسخة المحفوظة فى مكتبة دار الكتب المصرية

[تحت رقم ٨٩١]



الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدرآباد الدكن الهند

١٣٧٢ ھ = ١٩٥٣ م

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

والقاسم بن الوليد الهمداني والحجاج بن ارطاة و ابن ابي ليلى والصبي بن اشعث السلولي سمعت ابي يقول ذلك. نا عبد الرحمن انا عبد الله بن احمد [ابن محمد - ١] بن حنبل فيما كتب الى قال سمعت ابي يقول: ترك شعبة المنهال بن عمرو على عمد. قال ابو محمد لانه سمع من داره صوت قراءة بالتطريب. نا عبد الرحمن قال ذكره ابي عن اسحاق بن منصور عن يحيى ابن معين انه قال: المنهال بن عمرو ثقة.

١٦٣٥ - منهال روى عن ابن مسعود روى عنه ابو اسحاق. نا عبد الرحمن قال سمعت ابي يقول: لا اعرفه ان لم يكن منهال بن عمرو.

١٦٣٦ - منهال الذى روى عنه ليث بن ابي سليم. نا عبد الرحمن قال قرئ على العباس بن محمد الدوري قال قيل ليحيى بن معين: المنهال الذى يروى عنه ليث [بن ابي سليم - ٢] ؟ فقال: شيخ.

١٦٣٧ - منهال بن خليفة روى عن ثابت البناني وعلي بن زيد وسلمة ابن تمام روى عنه ابو معاوية الضرير و ابو احمد الزبيري و مخلد بن يزيد و معاوية بن هشام و عبيد بن سعيد و عثمان بن سعيد بن مرة و عبد الله بن رجاء سمعت ابي يقول ذلك. قال ابو محمد روى عن الحجاج ابن ارطاة روى عنه يحيى بن اليمان. نا عبد الرحمن قال قرئ على العباس ابن محمد الدوري عن يحيى بن معين انه قال: المنهال بن خليفة ضعيف الحديث. نا عبد الرحمن قال سألت ابي عن المنهال بن خليفة فقال: صالح يكتب حديثه.

١٦٣٨ - منهال بن بحر ابو سلمة العقيلي القشيري روى عن حماد بن سلمة و الاسود بن شيبان و عبد المجيد روى عنه ابو الوليد الطيالسي وعلي ابن المديني وعمرو بن علي وسمع منه ابي. نا عبد الرحمن قال سألت ابي عنه فقال: ثقة. قال ابو محمد روى عن ابن عون و هشام بن حسان

(١) من ك (٢) من م.

كتاب الضعفاء الكبير

تصنيف الحافظ

أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي المكي

السفر الرابع

حققه ووثقه

الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

قال : حدثنا بقية ، قال : حدثنا مبشر بن عبيد ، عن زيد بن أسلم ، عن آبن عمر ، قال : قال رسول الله - ﷺ - : شر الحمير الأسْوَد القصير .

٢١٦ / ا حدثني الحسين بن عبد الله الزارع ، قال : سمعت / أبا داود ، قال : سمعت أحمد ، قال : مبشر بن عُبيد : ليس بشيء .

١٨٢٩ - مَبشَّر بن الفُضيْل[٥٦٧] :

مجهول بالنقل ، عن محمد بن سعيد بن أبي وقاص ، إسناده لا يصح .

حدثناه أحمد بن محمد الجمال الأصبهاني ، قال : حدثنا عقيل بن يحيى الأصبهاني ، قال : حدثنا شُعيب بن إبراهيم أبو العباس الكوفي ، قال : حدثنا سيف بن عمر التيمي ، عن مبشر بن فضيل ، عن محمد بن سعيد بن أبي وقاص ، عن أبيه ، قال : سمعت رسول الله - ﷺ - يقول : الحق مع عمار ما لم يغلب عليه دلهة الكبر .

١٨٣٠ - منهال بن عمرو[٥٦٨] :

حدثنا عبد الله بن أحمد ، قال : سمعت أبي يقول : ترك شعبة : المنهال ابن عمرو على عَمد .

وسمعت أبي ، يقول : أبو بشر أَحَبُّ إليّ من المنهال بن عمرو ، قلت له : أَحَبُّ إليك من المنهال بن عمرو ؟ قال : نعم شديدا أبو بشر أوثق إلا أن المنهال أمتن .

---

(٥٦٧) لايعرف من ذا . الميزان (٣ : ٤٣٤) .

(٥٦٨) المنهال بن عمرو الكوفي : ثقة ، وثقه يحيى ، والعجلي ، والنسائي ، وأخرج له البخاري ، والأربعة ، وقال ابن أبي حاتم : سمعت عبدالله بن أحمد يقول : سمعت أبي ، يقول : « ترك شعبةُ المنهاَل بن عمرو - على عمد - لأنه سمع من داره صوت قراءة بالتطريب ، وقال الذهبي : هذا لايوجب غَمْزَ الشيخ . الميزان (٤ : ١٩٢) ، هدي الساري (٤٤٦) .

١٦٤٣ ــ منهال بن عمرو[١٢٩] : (كوفي) ، ثقة .

١٦٤٤ ــ مهاجر يعني : ابن مخلد[١٣٠] : (بصري) ، ثقة ، روى عنه حماد ابن زيد .

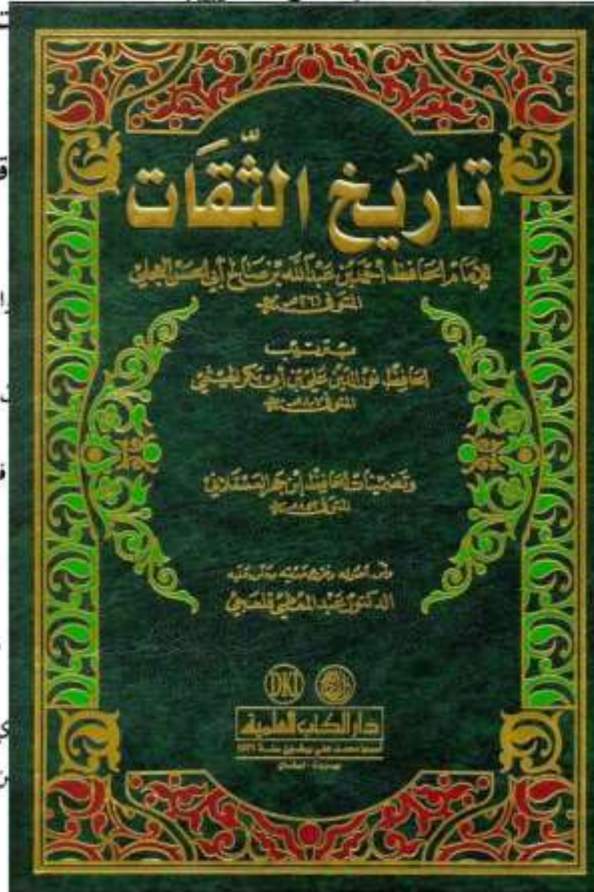
١٦٤٥ ــ مهاصر بن حبيب[١٣١] : (شامي) ، تابعي ، ثقة .

باب مهدي ومهند

١٦٤٦ ــ مهديُّ بن ميمون[١٣٢] : (بصري) ، ثقة ./

١٦٤٧ ــ مـهـ ... ت : وهو الصواب] [١٣٤] .

١٦٤٨ ــ مهنـ ... قيس بن مسلم .



---

(١٢٩) المنهال بن عمرو ... وابن حبان ، وقال غيرهم : « صدوق » ...

(١٣٠) قال ابن معين و ... ابن حبان في « الثقات » (٧ : ٥٢٥) .

(١٣١) مهاصر بن حبيب ... في « الجرح والتعديل » (٤ : ١ : ٤٣٩) ...

(١٣٢) مهدي بن ميمون ... مترجم في « التهذيب » (١٠ : ٣٢٦ ــ ...

(١٣٣) مهند بن علي ال ... معين ، وأبو حاتم . « الجرح والتعديل » ...

(١٣٤) القائل : هو الهيثمي ... كي » .

(١٣٥) مهند بن هشا ... ن الحباب ، ذكره ابن حبان في « الثق ...

سؤالات الحاكم النيسابوري ٤٠٥هـ للدارقطني ٣٨٥هـ

في الجرح والتعديل

دراسة وتحقيق

موفق بن عبد الله بن عبد القادر

مكتبة المعارف
الرياض

(٤٨١) قلت: فمحمد بن حِمْيَر[١]؟ قال: قد وثقه بعض مشايخنا وجَرَّحه بعضهم.

(٤٨٢) قلت: فمحمد بن وهب بن عطية[٢]؟ قال: ثقة.

(٤٨٣) قلت: فموسى بن أَعيُن[٣]؟ قال: ثقةٌ.

(٤٨٤) قلت: فالمِنهال بن عمرو[٤]؟ قال: صدوق.

٤٨١- ت محمد بن عثمان الدارمي، الترجمة: ٧٥٩ (ثقة.) ت الكبير: ٦٨/١/١، ت الصغير: ٢٨٨/٢، الجرح: ٢٤٠/٢/٣، نقل عن أحمد بن حنبل قوله: (ما علمت إلا خيرا) وعن أبي حاتم قوله: (يكتب حديثه ولا يحتج به، ومحمد بن حرب، وبقية أحبّ إليّ منه.) سؤالات البرقاني: ص ١٧ (حمصي، لا بأس به.)

٤٨٢- الجرح: ١١٤/١/٤ نقل عن أبي حاتم قوله: (صالح الحديث)، الميزان: ٦١/٤، التهذيب: ٥٠٦/٩.

٤٨٣- ت يحيى بن معين: ٤٧٦/٤، سؤالات محمد بن عثمان الترجمة: ٢٦٠ (كان صالحاً وسط)، الجرح: ١٣٦/١/٤، ١٣٧ نقل عن أبي حاتم وأبي زرعة قولهما: (ثقة) كنى الدولابي: ١٨٧/١، مشاهير علماء الأمصار: ١٨٦ م (من مُتْقني أهل الجزيرة، مات سنة خمس وسبعين ومائة..).

٤٨٤- علل أحمد: ١٤٠/١ (سمعت أبي يقول: ترك شُعبةٌ المنهال علي عهد =

---

(١) (محمد بن حمير بن أنيس، السَّلمي، صدوق، من التاسعة، مات سنة مائتين. خ/مد س) تق: ١٥٦/٢.

(٢) (محمد بن وهب بن سعيد بن عطية الدمشقي، وقيل بحذف سعيد، صدوق، من العاشرة. ٠/خ ق) تق: ٢١٦/٢.

(٣) (موسى بن أعين الجزري، مولى قريش، أبو سعيد، ثقة، عابد، من الثامنة، مات سنة خمس أو سبع وسبعين /خ م د س ق) تق: ٢٨١/٢.

(٤) (المنهال بن عمرو الأسدي.. صدوق، ربما وهم، من الخامسة خ عم) تق: ٢٧٨/٢.

اللهُ عنه «أنهم قالوا: يا رسولَ اللهِ كيفَ نصلِّي عليك؟ فقال رسولُ اللهِ ﷺ: قولوا: اللّهمَّ صَلِّ على محمدٍ وأزواجهِ وذرِّيته كما صلَّيتَ عَلَى آلِ إبراهيم ، وبارِكْ على محمدٍ وأزواجهِ وذرِّيتهِ كما باركتَ على آلِ إبراهيم ، إنَّكَ حَميدٌ مَجيد» . [الحديث ٣٣٦٩ ـ طرفه في: ٦٣٦٠].

٣٣٧٠ ـ حدّثنا قَيسُ بنُ حفص وموسى بنُ إسماعيلَ قالا: حدَّثنا عبد الواحدِ بن زيادٍ حدثَّنا أبو قرَّةَ مسلم بنُ سالمٍ الهَمْدانيُّ قال: حدثني عبدُ اللهِ بن عيسى سمعَ عبدَ الرحمن بنَ أبي لَيلى قال: «لَقِيَني كعبُ بن عُجرَة فقال: ألا أُهدي لكَ هَديةً سمعتُها منَ النبيِّ ﷺ؟ فقلت: بَلى فأهدها لي ، فقال: سألْنا رسولَ اللهِ ﷺ فقلنا: يا رسولَ اللهِ كيفَ الصلاةُ عليكم أهلَ البيت ، فإن اللهَ قد علمنا كيفَ نسلِّم . قال: قولوا اللّهمَّ صلِّ على محمدٍ وعَلَى آلِ محمدٍ كما صليتَ على إبراهيمَ وعلى آلِ إبراهيمَ إنَّكَ حَميدٌ مَجيد ، اللّهمَّ بارك على محمدٍ وعلى آلِ محمد كما باركتَ على إبراهيم وعلى آلِ إبراهيمَ إنَّك حَميدٌ مجيد» .

[الحديث ٣٣٧٠ ـ طرفاه في: ٤٧٩٧ ، ٦٣٥٧].

٣٣٧١ ـ حدّثنا عثمانُ بن أبي شَيبةَ حدَّثنا جريرٌ عن منصورٍ عنِ المِنهالِ عن سعيدِ بنِ جُبَيرٍ عن ابنِ عبّاس رضيَ اللهُ عنهما قال: «كان النبيُّ ﷺ يُعوِّذُ الحسنَ والحسينَ ويقول: إن أباكما كان يُعوِّذ بها إسماعيلَ وإسحاق: أعوذُ بكلماتِ اللهِ التامَّة ، من كلِّ شيطانٍ وهامَّة ، ومن كل عينٍ لامَّة» .

١١ ـ باب قو ... [٩

٣٣٧٢ ـ ... ن

أبي سَلمةَ بنِ ... ﷺ

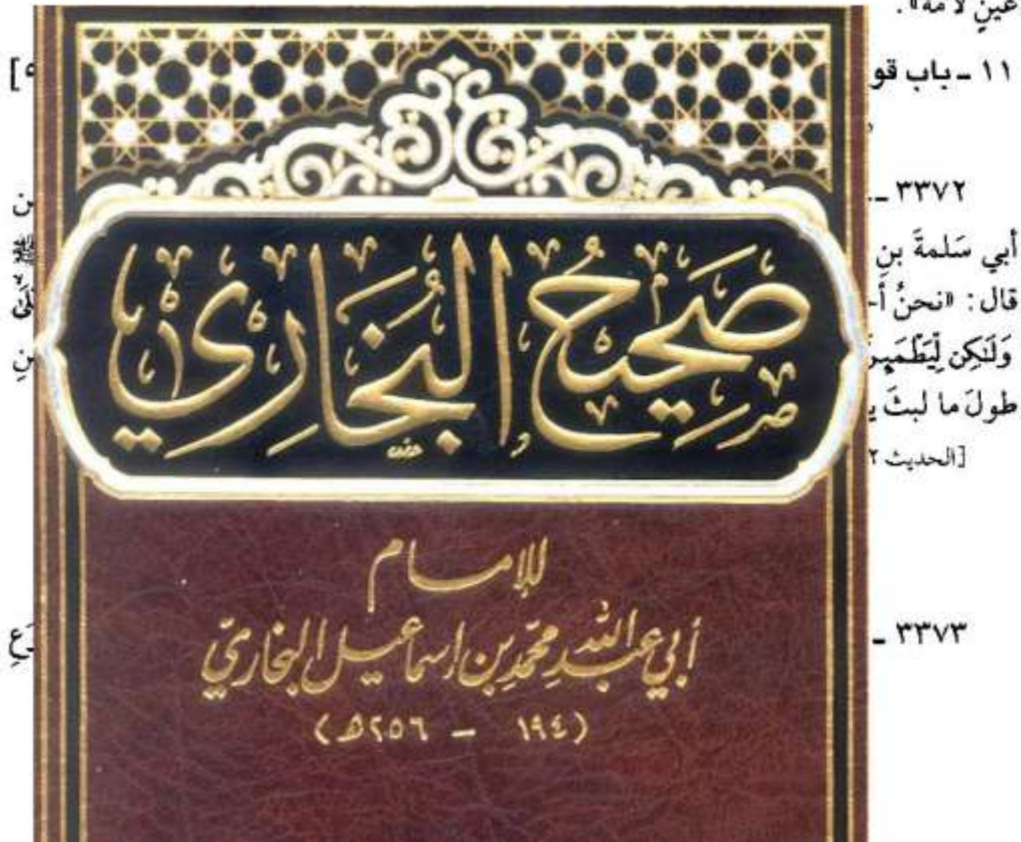
قال: «نحنُ أَ ... لَىٰ

وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِ ... نِ

طولَ ما لبثَ ...

[الحديث ٣...

٣٣٧٣ ـ ... ع



مِيزَانُ الاعْتِدَال

فِي نَقْدِ الرِّجَال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الرابع

دار المعرفة

للطباعة والنشر

بيروت - لبنان

٨٨٠٦ — [صح] المِنْهَال بن عَمْرو [عو ، خ] الكوفى . عن زِرّ بن حُبَيش ، وزاذان ، وابن أبى ليلى . ولا يُحفظ له سماع من الصحابة ، وإنما روايته عن التابعين الكبار . وعنه شعبة ، والمسعودى ، وحجاج بن أَرْطَاة ؛ ثم فى الآخر ترك الروايةَ عنه شعبة فيما قيلَ ؛ لأنه سمع من بيته صوتَ غِناء ؛ وهذا لا يوجب غمز الشيخ .

قال ابن معين : المنهال ثقة . وقال أحمد العجلى : كوفى ثقة . وقال أحمد بن حنبل : أبو بشر أحبُّ إلىّ من المِنْهَال وأوثق .

وقال الحاكم : غمزَه يحيى بن سعيد . وقال الجوزجانى فى الضعفاء : له سَيِّئُ المذهب . وكذا تكلم فيه ابنُ حَزْم ، ولم يحتج بحديثه الطويل فى فَتّان القبر .

وتفرّد الأعمشُ عن المِنْهَال ، عن سعيد بن جُبير ، عن ابن عباس ، قال : أنزل القرآن إلى السماء الدنيا ليلة القَدْرِ جُمْلَةً واحدة ، فدُفع إلى جبرائيل ، فكان ينزله .

عَمْرو بن الحارث المصرى ، عن عبد ربه بن سعيد ، عن المنهال بن عَمْرو ، حدثنى سعيد بن جُبير ، عن عبد الله بن الحارث ، عن ابن عباس ، قال : كان رسولُ الله صلى الله عليه وسلم إذا عاد المريض جلس عند رأسه ثم قال — سبع مرات : أسأل الله العظيم أنْ يَشفيك ؛ فإن كان فى أجلِه تأخير عُوفى مِنْ وَجعه ذلك إسنادُه صالح . فأما :

٨٨٠٧ — المنهال بن عَمْرو ، شيخ حدّث عن شعبة — فما علمتُ أحداً تكلم فيه ولا هو بمشهور .

[منيب]

٨٨٠٨ — مُنيب بن عبد الله [س] بن أبى أُمَامة بن ثعلبة الأنصارى . عن أنس ، وعبد الله بن عطية . ما علمت عنه راوياً سوى ولده عبد الله[١] .

---

(١) وثق ، كذا فى الكاشف ، وفى التذهيب . ذكره ابن حبان فى الثقات . انتهى وقد رأيته فيها (هامش س) .

قَالَ الإِمَامُ عَلِيّ بْنُ المَدِينِيّ:
مَعْرِفَةُ الرِّجَالِ نِصْفُ العِلْم

لِسَانُ المِيزَان

لِلإِمَامِ الحَافِظِ أَحْمَد بْن عَلِيّ بْن حَجَر العَسْقَلَانِيّ

وُلِدَ سَنَة ٧٧٣، وتُوُفِّيَ سَنَة ٨٥٢
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

اعْتَنَى بِهِ الشَّيْخُ العَلَّامَة
عبد الفتاح أبو غدة
وُلِدَ سَنَة ١٣٣٦ وَتُوُفِّيَ سَنَة ١٤١٧
رَحِمَهُ اللهُ تَعَالَى

اعْتَنَى بِإِخْرَاجِهِ وَطِبَاعَتِهِ
سلمان عبد الفتاح أبو غدة

الجُزْءُ الأَوَّل

مكتب المطبوعات الإسلامية

٣ ــ ثم متروك، وليس بثقة، وسكتوا عنه، وذاهبُ الحديث، وفيه نَظَر، هالك، وساقط.

٤ ــ ثم واهٍ بمَرَّة، وليس بشيء، وضعيف جداً، وضعَّفوه، ضعيف، واهٍ، منكَرُ الحديث، ونحوُ ذلك.

٥ ــ ثم يُضعَّفُ، وفيه ضعف، قد ضُعِّف، ليس بالقوي، غيرُ حجة، ليس بحجة، ليس بذاك، تَعرِفُ وتُنكِرُ، فيه مقال، تُكلِّم فيه، لَيِّنٌ، سيِّىءُ الحفظ، لا يُحتج به، اختُلِفَ فيه، صدوقٌ لكنه مبتدع.

ونحوُ ذلك من العبارات التي تدل بوضعها على اطِّراحِ الراوي بالأصالة، أو على ضَعفِه، أو على التوقفِ فيه، أو على جوازِ أن يُحتج به مَعَ لِينٍ فيه.

وكذلك من قد تُكلِّم فيه من المتأخرين، لا أُوردُ منهم إلاَّ من قد تبيَّن ضعفُه واتَّضَح أمرُه من الرواة، إذ العُمدة في زماننا ليس على الرواة، بل على المحدِّثين والمفيدين، والذين عُرِفَتْ عدالتهم وصدقهم في ضبط أسماء السامعين.

ثم من المعلوم أنه لا بد من صَوْن الراوي وسَتْرِه، والحدُّ الفاصلُ بين المتقدم والمتأخر، هو رأسُ سنة ثلاث مئة، ولو فتحتُ على نفسي تليينَ هذا الباب، ما سَلِمَ معي إلاَّ القليل، إذ الأكثر لا يَدْرون ما يروون، ولا يعرفون هذا
[٩:١] الشأن، وإنما سُمِّعوا في الصِّغَر، واحتِيجَ / إلى علو سندهم في الكِبَر، والعُمدةُ على من أفادهم، وعلى من أَثبَت طِباقَ السَّماع لهم، كما هو مبسوط في علوم الحديث، والله الموفق، ولا حول ولا قوة إلاَّ بالله. (هذا آخر الخطبة).

وقد وجدتُ له في أثناء الكتاب، ما يَصلح أن يكون في الخطبة، كقولِه في ترجمة أبان العطَّار[١]: إذا كتبتُ (صح) أولَ الاسم، فهي إشارة إلى أن العمل على توثيق ذلك الرجل.

---

(١) «الميزان» ١: ١٦.

صَحِيحُ ابْنِ حِبَّانَ

بِتَرْتِيبِ

ابْنِ بَلْبَانَ

تأليف

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة ٧٣٩ هـ

المجلّد الثالث

حَقَّقَه وَخَرَّجَ أحاديثه وَعَلَّقَ عَلَيْه
شُعَيْبُ الأَرْنَؤُوط

مؤسسة الرسالة

عن أبيه ، عن نبي اللّه ، ﷺ ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو بِهٰؤُلَاءِ الكَلِمَاتِ : « أَعُوذُ بِاللّهِ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ العُمُرِ ، وَأَعُوذُ بِاللّهِ مِنَ البُخْلِ وَالْجُبْنِ ، وَأَعُوذُ بِاللّهِ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ ، وَبَغْيِ الرِّجَالِ »[١] .
١٢ : ٥

ذكرُ ما يُعَوِّذُ المرءُ به وَلَده وولدَ ولده عند شيء يخافُ عليهم منه

١٠١٢ ـ أخبرنا الحسينُ بن محمد بن أبي مَعْشَر بحرّانَ، قال: حدثنا محمد بن وهب بن أبي كريمة ، قال : حدثنا محمد بن سَلَمَة ، عن أبي عبد الرحيم ، عن زيد بن أبي أُنَيْسَة ، عن المنهال بن عمرو ، عن سعيد بن جُبير

عن ابن عباس ، قال : كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَوِّذُ حَسَناً وَحُسَيْناً : «أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّهِ التَّامَّةِ ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ»، ثُمَّ يَقُولُ ﷺ : « كَانَ إِبْرَاهِيمُ صَلَوَاتُ اللّهِ عَلَيْهِ يُعَوِّذُ بِهِ ابْنَيْهِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ »[٢] .
١٢ : ٥

ذكرُ الخبرِ المدحضِ قولَ مَنْ زَعَمَ أن هٰذا الخبر تفرَّدَ به زيدُ بن أبي أُنَيْسَة عن المِنْهَالِ بن عمرو

١٠١٣ ـ أخبرنا عِمران بنُ موسى بن مجاشع ، قال : حدثنا عثمانُ

---

(١) إسناده صحيح ، محمد بن وهب بن أبي كريمة أبو المعافى الحراني ، قال النسائي : لا بأس به ، وانفرد بإخراج حديثه من بين الستة ، وأورده المؤلف في الثقات ٩/١٠٥ ، وقال : مات بكفر جديا قرية بحران سنة ثلاث وأربعين ومئتين ، وباقي رجال الإسناد على شرط الصحيح ، وأبو عبد الرحيم : اسمه خالد بن يزيد ، ويقال : ابن أبي يزيد ، وهو المشهور . وقد تقدم برقم (١٠٠٤) .
(٢) إسناده صحيح ، وانظر الحديث الذي بعده .

ابن أبي شَيْبَة ، قال : حدثنا جرير ، عن منصور ، عن المِنهال بن عمرو ، عن سعيد بن جُبير

عن ابن عباس قال : كَانَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ يُعَوِّذُ حَسَناً وَحُسَيْناً : «أُعِيذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّهِ التَّامَّاتِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ». وَكَانَ يَقُولُ ﷺ : « كَانَ أَبُوكُمَا يُعَوِّذُ بِهِمَا إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ »[1] . ١٢: ٥

(١) إسناده صحيح ، على شرط البخاري ، وأخرجه في « صحيحه » (٣٣٧١) في الأنبياء ، وأبو داود (٤٧٣٧)في السنة: باب في القرآن، عن عثمان بن أبي شيبة ، بهذا الإسناد .

وأخرجه النسائي في « عمل اليوم والليلة » (١٠٠٧) عن محمد بن قدامة ، عن جرير ، به .

وأخرجه ابن أبي شيبة ٤٨/٧ في الطب و٣١٥/١٠ في الدعاء عن يعلى بن عبيد ، وأحمد ٢٣٦/١ عن يزيد بن هارون ، و٢٧٠/١ عن عبد الرزاق ، والترمذي (٢٠٦٠) في الطب ، عن محمود بن غيلان ، عن عبد الرزاق ويعلى ، وعن الحسن بن علي الخلال ، عن يزيد بن هارون وعبدالرزاق ، والنسائي في « عمل اليوم والليلة » (١٠٠٦) ، عن محمد بن بشار ، عن يزيد وأبي عامر ، وابن ماجة (٣٥٢٥) في الطب : باب ما عَوَّذ به النبي ﷺ وما عُوِّذ به ، عن محمد بن سليمان البغدادي ، عن وكيع ، وعن أبي بكر بن خلاد الباهلي ، عن أبي عامر ، كلهم عن سفيان ، عن منصور ، به .

وأخرجه ابن أبي شيبة ٤٩/٧ و٣١٥/١٠ عن عبيدة بن حميد،عن منصور، به .

وهامَّة : واحدة الهوام ذوات السموم ، وقيل : كل ما له سم يقتل ، فأما ما لا يقتل سمه ، فيقال له : السوام ، وقيل المراد كل نسمة تهم بسوء . وقوله « ومن كل عين لامة » ، قال الخطابي : المراد به كل داء وآفة تلم بالإنسان من جنون وخبل ، وقال أبو عبيد : أصله من ألممت إلماماً وإنما قال « لامَّة » لأنه أراد ذات لمم ، وقال ابن الأنباري : يعني أنها تأتي في وقت بعد وقت ، وقال : « لامَّة » ، ليؤاخي لفظ « هامة » لكونه أخفُّ على اللسان .

قال الخطابي : كان الإمام أحمد يستدل بهذا الحديث على أن كلام الله غير مخلوق ، ويحتج بأن النبي ﷺ لا يستعيذ بمخلوق .

الجامع الكبير

للإمام الحافظ أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي

المتوفى سنة ٢٧٩هـ

المجلد الثالث

الأحكام - الوصايا

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف



أفأَسْتَرْقِي لَهُم؟ فقالَ: «نَعَمْ، فإنَّه لو كانَ شَيءٌ سَابِقُ القَدَرِ لَسَبَقَتْهُ العَيْنُ»[1] .

وفي البابِ عن عِمْرانَ بن حُصَيْنٍ، وبُرَيْدَةَ.

وهذا حَديثٌ حَسَنٌ صَحيحٌ.

وقد رُوِي هذا عن أيوبَ، عن عَمْرو بن دينارٍ، عن عُرْوَةَ بن عامرٍ، عن عُبَيْد بن رِفاعَةَ، عن أسْماءَ بنت عُمَيْسٍ، عن النبيِّ ﷺ.

٢٠٥٩(م)- حَدَّثَنا بذلكَ الحَسَنُ بن عَلي الخَلاّلُ، قال: حَدَّثَنا عَبدُ الرزاقِ، عن مَعْمَرٍ، عن أيُّوبَ بهذا.

(١٨)(18) باب

٢٠٦٠- حَدَّثَنا مَحْمودُ بن غَيْلانَ، قال: حَدَّثَنا عبدُالرزاقِ ويَعْلَى، عن سُفْيانَ، عن مَنْصورٍ، عن المِنْهالِ بن عَمْرو، عن سَعيدِ بن جُبَيْرٍ، عن ابن عَبَّاسٍ، قال: كانَ رسولُ الله ﷺ يُعَوِّذُ الحَسَنَ والحُسَينَ يَقولُ: «أُعيذُكُما بكلِماتِ اللهِ التَّامَّةِ مِن كُلِّ شَيْطانٍ وهَامَّةٍ، ومِنْ كُلِّ عَيْنٍ لامَّةٍ[2] »، ويقولُ: «هكذا كانَ إبْراهيمُ يُعَوِّذُ إسْحاقَ وإسْماعِيلَ»[3] .

---

(١) أخرجه الحميدي (٣٣٠)، وابن أبي شيبة ٨/٥٦، وأحمد ٦/٤٣٨، وابن ماجة (٣٥١٠)، والنسائي في الكبرى (الورقة ٩٩)، والبغوي (٤٢٤٣). وانظر تحفة الأشراف ١١/ ٢٦٠ حديث (١٥٧٥٨)، والمسند الجامع ١٩/٥٨ حديث (١٥٧٩٣)، وصحيح الترمذي للعلامة الألباني (١٦٨٢).

(٢) قوله: «ومن كل عين لامة» ليست في م.

(٣) أخرجه ابن أبي شيبة ٧/٤٨ و٤٩ و١٠/٣١٥، وأحمد ١/ ٢٣٦ و٢٧٠، والبخاري ٤/١٧٨، وفي خلق أفعال العباد، له (١٩٢)، وأبو داود (٤٧٣٧)، وابن ماجة (٣٥٢٥)، والنسائي في عمل اليوم والليلة (١٠٠٦) و(١٠٠٧)، والطحاوي في شرح =

٢٠٦٠(م)- حَدَّثَنا الحَسَنُ بن عَليٍّ الخَلالُ، قال: حَدَّثَنا يَزيدُ بن هارونَ وعبدُالرزاقِ، عن سُفيانَ، عن مَنْصورٍ، نَحْوَهُ بمَعْناهُ[١] .

هذَا حَديثٌ حَسنٌ صَحيحٌ.

(١٩)(19) باب مَا جَاءَ أنَّ العَيْنَ حَقٌّ والغَسْلُ لَها

٢٠٦١- حَدَّثَنا أبو حَفْصٍ عَمْرو بن عَليٍّ، قال: حَدَّثَنا يَحْيَى بن كَثيرٍ أبو غَسانَ العَنْبَريُّ، قال: حَدَّثَنا عليُّ بن المُبارك، عن يَحْيى بن أبي كَثيرٍ، قال: حَدَّثَني حَيةُ بن حابِسٍ التَّميميُّ، قال: حَدَّثَني أبي؛ أنَّه سَمعَ رسولَ الله ﷺ يقولُ: «لا شَيءَ في الهَامِ، والعَيْنُ حَقٌّ»[٢] .

٢٠٦٢- حَدَّثَنا أحْمدُ بن الحَسَنِ بن خِراشٍ البَغْداديُّ، قال: حَدَّثَنا أحْمدُ بن إسْحاقَ الحَضْرَميُّ، قال: حَدَّثَنا وُهَيْبٌ، عن ابنِ طَاووس، عن أبيهِ، عن ابنِ عَبَّاسٍ، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لَو كَانَ شَيءٌ سَابِقُ القَدرَ لَسَبَقَتْهُ العَيْنُ، وإذا اسْتُغْسِلتُم فاغْسِلُوا»[٣] .

= المشكل (٢٨٨٥)، وابن حبان (١٠١٣)، والحاكم ٣/ ١٦٧، والبغوي (١٤١٧). وانظر تحفة الأشراف ٤/ ٤٥٠ حديث (٥٦٢٧)، والمسند الجامع ٩/ ٣٥٣ حديث (٦٧٢٠).

(١) تقدم تخريجه في الذي قبله.

(٢) أخرجه أحمد ٤/ ٦٧ و٧٠، والبخاري في الأدب المفرد (٩١٤)، وفي تاريخه الكبير ٣/ الترجمة (٣٦٤)، والبزار كما في كشف الأستار (٣٠٤٧)، والمصنف في علله الكبير (٤٨٦)، وأبو يعلى (١٥٨٢)، والطبراني في الكبير (٣٥٦١) و(٣٥٦٢). وانظر تحفة الأشراف ٣/ ٢ حديث (٣٢٧٢)، والمسند الجامع ٥/ ٢٣ حديث (٣٢١٤)، وضعيف الترمذي للعلامة الألباني (٣٥٨).

(٣) أخرجه ابن أبي شيبة ٨/ ٥٩، ومسلم ٧/ ١٣، والنسائي في الكبرى كما في تحفة الأشراف (٥٧١٦)، والطحاوي في شرح مشكل الآثار (٢٨٩٢)، وابن حبان =

البحر الزخار

المعروف

بمسند البزار

تأليف

الحافظ الإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق العتكي البزار

(المتوفى سنة ٢٩٢ هـ)

ويقع في مسند الحافظ أبي بكر البزار

من التعاليل ما لا يوجد في غيره من المسانيد

«ابن كثير»

تحقيق

عادل بن سعد

راجعه وقرأه وقدم له

بدر بن عبد الله البدر　　أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

الجزء الحادي عشر

مكتبة العلوم والحكم

وهذا الحديث لا نعلمه يروى بهذا اللفظ عن ابن عباس إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد، وقد روي هذا الكلام عن النبي من وجوه.

٥١٣٠- حدثنا محمد بن الوليد قال: نا محمد بن جعفر[١] قال: نا شعبة، عن يزيد أبي خالد[٢]، عن المنهال بن عمرو[٣]، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس -رضي الله عنهما- عن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال: «**من دخل يعود مريضًا لم يحضر أجله، فيقول سبع مرات: أسأل الله العظيم رب العرش العظيم أن يشفيك إلا عوفي**»[٤].

عن خلف بن خليفة عن أبان المكتب عن أبي هاشم به مطولاً.

وذكره الهيثمي في المجمع (٢١٩/٧) وقال: رواه البزار ورجاله رجال الصحيح غير محمد بن معاوية بن صالح وهو ثقة.

(١) ثقة صحيح الكتاب إلا أن فيه غفلة. تقدم (٤٢٠٧).

(٢) يزيد بن عبدالرحمن أبو خالد الدالاني الأسدي الكوفي صدوق يخطئ كثيرًا، وكان يدلس من السابعة. التقريب (٨٠٧٢).

(٣) صدوق ربما وهم. تقدم (٤٧٤٩).

(٤) أخرجه أحمد (٢٣٩/١) عن محمد بن جعفر به.

وأخرجه الترمذي (٢٠٨٣) والنسائي (٢٥٩/٦) والحاكم (٢٣٧/٤) من طرق عن محمد بن جعفر به.

وأخرجه النسائي في الكبرى (٢٥٩/٦) والحاكم (٤٩٣/١) و(٢٣٧/٤) والطبراني في الكبير (٤٤٨/١١) من طريق المنهال بن عمرو به.

وأخرجه الحاكم (٤٦١/٤) من طريق آدم بن أبي إياس عن شعبة به.

وأخرجه النسائي في الكبرى (٢٥٨/٦) وأحمد (٢٣٩/١) والحاكم (٤٩٣/١) من طريق عبد الله بن الحارث عن ابن عباس به.

=

وهذا الحديث لا نعلمه يروى بهذا اللفظ إلا عن ابن عباس وإسناده حسن.

٥١٣١- حدثنا محمد بن عبد الأعلى الصنعاني قال: نا عبد الرزاق[١] قال: أنا معمر[٢]، عن أيوب، عن عبد الله بن سعيد بن جبير، عن أبيه، عن ابن عباس[٣].

٥١٣٢- وحدثنا مؤمل بن هشام قال: نا ابن علية، عن أيوب، عن عبد الله بن سعيد، عن أبيه، عن ابن عباس[٤].

٥١٣٣- وحدثنا محمد بن عثمان بن كرامة قال: نا عبد الله قال:

=

وأخرجه النسائي (٢٥٨/٦) من طريق عبد ربه عن المنهال بن عمرو ومرة سعيد بن جبير عن عبد الله بن الحارث عن ابن عباس به.

(١) عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري مولاهم أبو بكر الصنعاني ثقة حافظ، مصنف شهير عمي في آخر عمره فتغير وكان يتشيع من التاسعة. مات سنة إحدى عشرة وله خمس وثمانون. التقريب (٤٠٦٤).

(٢) ثقة إلا أن في روايته عن ثابت والأعمش وهشام بن عروة شيئًا وكذا فيما حدث به بالبصرة. تقدم (٤٨٩٠).

(٣) أخرجه أحمد (٣٣٦/١) عن عبد الرزاق به.

وأخرجه مسلم (١٢٨/١١٣٠) عن إسحاق بن إبراهيم عن عبد الرزاق به.

وأخرجه البخاري (٢٠٠٤، ٣٣٩٧) ومسلم (١٢٨/١١٣٠) والنسائي في الكبرى (١٥٦/٢)، وأحمد (٣١٠/١، ٢٩١) والحميدي (٥١٥) من طرق عن أيوب به.

(٤) لم أجد هذا الطريق. وانظر الحديث السابق والحديث الآتي.

صحيح ابن خزيمة

للإمام الأئمة أبي بكر محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي النيسابوري
وُلد سنة ٢٢٣هـ وتوفي سنة ٣١١هـ
رحمه الله تعالى

حققه وعلق عليه وخرج أحاديثه وقدم له
الدكتور محمد مصطفى الأعظمي

الجزء الأول

المكتب الإسلامي

(٥٢٢) باب فضل صلاة التطوع قبل صلاة العصر

١١٩٣ ـ حدثنا سلمة بن شبيب، ثنا أبو [١٣٠ ـ أ] داود الطيالسي، ثنا محمد بن مسلم القرشي، حدثني جدي أبو المثنىٰ، عن ابن عمر؛ وثنا أحمد بن عبد الله بن علي بن سويد بن منجوف، نا أبو داود، عن محمد بن مسلم بن مهران، حدثني جدي، عن ابن عمر قال: قال رسول الله ﷺ:

«رحِمَ الله امرءاً صلَّىٰ أربعاً قبل العصر».

(٥٢٣) باب فضل التطوع بين المغرب والعشاء

١١٩٤ ـ ثنا أبو عمر حفص بن عمرو الربالي، ثنا زيد بن الحباب، أخبرني إسرائيل بن يونس، عن ميسرة بن حبيب، عن المنهال بن عمرو، عن زر بن حبيش، عن حذيفة:

أنه صلَّىٰ مع النبي ﷺ المغرب ثم صلَّىٰ حتىٰ صلَّىٰ العشاءَ.

١١٩٥ ـ قال أبو بكر: ورواه عمر بن أبي خثعم اليمامي، نا يحيىٰ بن أبي كثير، عن أبي سلمة بن عبد الرحمٰن، عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ:

«من صلَّىٰ ست ركعات بعد المغرب لا يتكلم بينهن بشيء إلا بذكر الله عدلْنَ له بعبادة اثني عشرة سنة».

حدثناه أبو عمار الحسين بن حريث، ثنا زيد بن الحباب، عن عمر بن أبي خثعم اليمامي، عن يحيىٰ بن أبي كثير؛

ح وثناه حفص بن عمرو الربالي، نا زيد بن الحباب، أخبرني عمر بن أبي خثعم اليمامي، عن يحيىٰ بن أبي كثير، غير أن الربالي قال:

«لا يتكلم بينهما بسوء».

[١١٩٣] (قلت: إسناده حسن. وحسنه الترمذي، وأعل بغير حجة كما بينته في «التعليقات الجياد علىٰ زاد المعاد» ـ ناصر). د حديث ١٢٧١ من طريق أبي داود؛ ت ٢: ٢٩٥.

[١١٩٤] إسناده صحيح. رواه النسائي كما ذكره البنا في الفتح الرباني ٤: ٢١٥.

[١١٩٥] إسناده ضعيف. جه الإقامة ١١٣ من طريق عمر بن أبي خثعم. وفيه: «لم يتكلم بينهن بسوء».

سمعت يونس بن يوسف، عن ابن المسيب، عن عائشة؛ أن رسول الله ﷺ قال:

«ما من يوم أكثر أن يعتق الله فيه عبداً من النار من يوم عرفة، وإنه ليدنو[1]، ثم يباهي الملائكة، ويقول: ما أراد هؤلاء؟».

(٢٥٢) باب استحباب الفطر يوم عرفة بعرفات تقوياً على الدعاء

٢٨٢٨ ـ ثنا الربيع بن سليمان، ثنا ابن وهب، أخبرني مالك بن أنس، عن أبي النضر، عن عُمير مولى ابن عباس، عن أم الفضل بنت الحارث:

أن ناساً تماروا عند أم الفضل يوم عرفة في رسول الله ﷺ، فقال بعضهم: هو صائم، وقال بعضهم: ليس بصائم. فأرسلت أم الفضل بقدح لبن وهو واقف على بعيره فشرب هو يومئذ بعرفة.

ثنا الربيع بن سليمان، ثنا ابن وهب، أخبرني عمرو بن الحارث، عن أبي النضر، عن عمير، عن أم الفضل بذلك.

٢٨٢٩ ـ وثنا الربيع، ثنا ابن وهب، أخبرني عمرو، عن بكير، عن كريب ـ مولى ابن عباس ـ عن ميمونة، عن رسول الله بذلك.

(٢٥٣) باب استحباب التلبية بعرفات، وعلى الموقف، إحياء للسنة إذ بعض الناس قد كان تركه في بعض الأزمان

٢٨٣٠ ـ ثنا علي بن مسلم، ثنا خالد بن مخلد، ثنا علي بن صالح، عن ميسرة بن حبيب، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير قال:

كنا مع ابن عباس بعرفة، فقال لي: يا سعيد! ما لي لا أسمع الناس يلبّون؟ فقلت: يخافون من معاوية. قال: فخرج ابن عباس من فسطاطه، فقال: لبيك اللهم لبيك، فإنهم قد تركوا السنة من بغض عليّ.

---

(١) في الأصل: «ليدعوا»، والتصويب من مسلم.

[٢٨٢٨] انظر: خ الحج ٨٥، الصوم ٦٥ من طريق مالك: مثله.

[٢٨٢٩] خ الصوم ٦٥ من طريق ابن وهب.

[٢٨٣٠] إسناده صحيح. ن ٥: ٢٠٣ ـ ٢٠٤ من طريق خالد؛ المستدرك ١: ٤٦٤ ـ ٤٦٥.

مسند أبي عوانة

للإمام الجليل أبي عوانة يعقوب بن إسحاق
الأسفرائيني المتوفى ٣١٦ هـ
رضي الله عنه

تحقيق
أيمن بن عارف الدمشقي

الجزء الخامس
ويليه
فهارس الأحاديث النبوية الشريفة

دار المعرفة
بيروت - لبنان

عن سعيد بن جبير ، عن ابن عمر - رضي الله عنهما - : أنه مر بفتية قد نصبوا دجاجة وهم يرمونها فقال : إن رسول الله ﷺ لعن من فعل هذا(١) .

[٧٧٦٣] **حدثنا** أبو أمية قال : ثنا سريج قال : ثنا هشيم قال : أنبا أبو بشر عن سعيد بن جبير قال : خرجت مع ابن عمر فمررنا بفتيان من قريش قد نصبوا طيرًا وهم يرمونه وقد جعلوا لصاحب الطير كل خاطئة من نبلهم ، فلما بصروا بابن عمر تفرقوا ، فقال ابن عمر : لعن الله من فعل هذا ، إن رسول الله ﷺ قد لعن من اتخذ شيئًا فيه الروح غرضًا(٢) .

[٧٧٦٤] **حدثنا** يوسف بن سعيد بن مسلم قال : ثنا حجاج قال : ثنا شعبة عن المنهال بن عمرو قال : سمعت سعيد بن جبير عن ابن عمر : أنه مر معه فإذا غلمان من قريش قد نصبوا دجاجة يرمونها ، ليست لهم خاطئة من نبلهم ، / 200/ب فغضب ، فلما رأوا ابن عمر تفرقوا ، فقال ابن عمر : لعن رسول الله ﷺ مَنْ مَثَّل بالبهائم .

لم يخرج مسلم عن المنهال .

ورواه عبد الرزاق عن الثوري عن الأعمش عن المنهال .

[٧٧٦٥] **حدثنا** سليمان بن سيف قال : ثنا أبو الوليد قال : ثنا إسحاق بن سعيد عن أبيه قال : دخل ابن عمر على يحيى بن سعيد وغلام من بني يحيى رابط دجاجة يرميها ، فمشى إليها ابن عمر رضي الله عنه حتى حلها ، ثم أقبل بها وبالغلام فأتى بها يحيى فقال : ازجروا غلامكم هذا أن يصبر هذا الطير للقتل ؛ فإني سمعت رسول الله ﷺ ينهى أن تصبر بهيمة أو غيرها للقتل ، فإذا أردتم ذبحها فاذبحوها .

[٧٧٦٦] **حدثنا** عباس بن محمد وأبو حميد قالا : ثنا حجاج عن ابن جريج ، عن أبي الزبير ، عن جابر - رضي الله عنه - قال : نهى النبي ﷺ أن

---

(١) مسلم (١٩٥٨ / ٥٩) من طريق أبي عوانة .

(٢) مسلم (١٩٥٨ / عقب ٥٩) من طريق هشيم .

الأحاديث المختارة

أو

المستخرج من الأحاديث المختارة
مما لم يخرجه البخاري ومسلم في صحيحيهما

تصنيف
الشيخ الإمام العلامة
ضياء الدين أبي عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد بن
عبد الرحمن الحنبلي المقدسي
٥٦٧-٦٤٣هـ

الجزء الثاني

دراسة وتحقيق
معالي الأستاذ الدكتور عبد الملك بن عبد الله بن دهيش

زِرّ بن حَبَيْش الأسدي، أبو مريم، عن علي ـ عليه السلام ـ

٤٥٥ ـ أخبرنا أبو جعفر محمد بن أحمد بن نصر الصيدلاني ـ بأصبهان ـ أن أبا علي الحسن بن أحمد الحداد أخبرهم ـ قراءةً عليه ـ أنا أحمد بن عبد الله، أنا عبد الله بن جعفر، أنا إسماعيل بن عبد الله، ثنا أبو نُعَيْم، ثنا ربيعة الكناني، عن المِنْهال بن عمرو، عن زِرّ بن حُبَيْش، أنه سمع علياً ـ رضي الله عنه ـ وسُئل عن وضوء رسول الله ـ ﷺ ـ، فغسل يديه ثلاثاً، ووجهه ثلاثاً، وذراعيه، ومسح على رأسه، حتى الماء يقطر، وغسل رجليه، ثلاثاً ثلاثاً. ثم قال: هكذا كان وضوء رسول الله ـ ﷺ ـ.

ربيعة بن عبيد، قاله أبو حاتم الرازي[1].

وقال البخاري: ابن عتبة[2]. وثقَّهُ يحيى بن معين[3].

٤٥٥ ـ إسناده صحيح.

رواه أحمد برقم (٨٧٣) عن مروان بن معاوية الفزاري، حدثنا ربيعة بن عتيبة الكناني، به.

(١) الجرح والتعديل ٣/ ٤٧٨.
(٢) التاريخ الكبير ٣/ ٢٩١.
(٣) الجرح والتعديل ٣/ ٤٧٨.

تاريخ أسماء الثقات

تأليف

الحافظ أبي حفص

عمر بن شاهين

المتوفى سنة ٣٨٥ هجرية

تحقيق

صبحي السامرائي

الدار السلفية

وكان لا يقول حدثنا الحسن .

١٤٠٥ ــ وميمون بن مهران ، ثقة ـ وذكره أحمد بخير .

١٤٠٦ ــ وأبو منصور إسمه ميمون ، ثقة . قاله يحيى .

١٤٠٧ ــ وأبو يحيى الأعرج ، ثقة ، اسمه مصدع مولى(عبد الله بن عمرو)

١٤٠٨ ــ معاذ بن عفراء ، ليس به بأس ثقة .

١٤٠٩ ــ ومعاذ بن العلاء أبو غسان ، بصري ، ثقة .

١٤١٠ ــ ومعاذ بن هشام ، صدوق وليس بحجة .

١٤١١ ــ والمنهال بن خليفة ، صويلح .

١٤١٢ ــ والمنهال بن عمرو ، ثقة

١٤١٣ ــ مُحِلّ الضبي ، ليس به بأس .

١٤٠٥ ــ العلل ومعرفة الرجال : ١/٩٢ رقم ٥٤١ . ميمون بن مهران الجزري أبو أيوب أصله كوفي ، نزل الرقة . ثقة فقيه / خ م ـ ٤ ، مات سنة ١١٧ الجرح والتعديل : ٨/٢٣٤ ، تقريب : ٢/٢٩٢ .

١٤٠٦ ــ التاريخ رقم ٢٦٦٤ . ميمون أبو منصور الجهني الكوفي ، الجرح والتعديل : ٨/٢٣٥ .

١٤٠٧ ــ مصدع ، بكسر الميم وسكون الصاد وفتح الدال ، أبو يحيى الأعرج ، مولى عبدالله بن عمرو م ـ ٤ . الجرح والتعديل : ٨/٤٢٩ ، ميزان : ٤/١١٨ ، تهذيب : ١٠/٧٥ .

١٤٠٨ ــ معاذ بن عفراء ، وعفراء أمه ، وأبوه الحارث بن رفاعة . الجرح والتعديل : ٨/٢٤٥ .

١٤٠٩ ــ معاذ بن العلاء بن عمار المازني أبو غسان البصري ، أخو أبي عمرو بن العلاء النحوي / خت ت ، وذكره ابن حبان في ثقاته . الجرح والتعديل : ٨/٢٤٨ ، تهذيب : ١٠/١٩٢ .

١٤١٠ ــ التاريخ : رقم ٤٢٨٤ . معاذ بن هشام بن أبي عبدالله الدستوائي البصري ، وفي رواية عثمان الدارمي قال : قلت ليحيى بن معين : معاذ بن هشام اثبت في شعبة أو غندر ؟ فقال : ثقة وثقة . مات سنة ٢٠٠/ع . الجرح والتعديل : ٨/٢٤٩ ، ميزان : ٤/٦٣٣ ، تهذيب : ١٠/١٩٦ .

١٤١١ ــ منهال بن خليفة العجلي أبو قدامة الكوفي . قال البخاري : فيه نظر ، وقال النسائي : ليس بالقوي ، وقال الحافظ : ضعيف / د ت ق . ميزان : ٤/١٩١ ، تهذيب : ١٠ / ٣١٨ ، تقريب : ٢/٢٧٧ .

١٤١٢ ــ التاريخ : رقم ١٩٩٧ . المنهال بن عمرو الأسدي مولاهم الكوفي / خ ـ ٤ . الجرح والتعديل : ٨/٣٥٧ ، ميزان : ٤/ ١٩٢ ، تهذيب : ١٠/ ٣١٩ .

١٤١٣ ــ محل بن محرز الكوفي الضبي . وفي رواية اسحاق بن منصور عن يحيى : صالح . ووثقه أحمد ،

تاريخ أسماء الثقات

تأليف
الحافظ أبي حفص
عمر بن شاهين
المتوفى سنة ٣٨٥ هجرية

تحقيق
صبحي السامرائي

الدار السلفية

وكان لا يقول حدثنا الحسن .

١٤٠٥ ـ وميمون بن مهران ، ثقة ـ وذكره أحمد بخير .

١٤٠٦ ـ وأبو منصور إسمه ميمون ، ثقة . قاله يحيى .

١٤٠٧ ـ وأبو يحيى الأعرج ، ثقة ، اسمه مصدع مولى(عبد الله بن عمرو)

١٤٠٨ ـ معاذ بن عفراء ، ليس به بأس ثقة .

١٤٠٩ ـ ومعاذ بن العلاء أبو غسان ، بصري ، ثقة .

١٤١٠ ـ ومعاذ بن هشام ، صدوق وليس بحجة .

١٤١١ ـ والمنهال بن خليفة ، صويلح .

١٤١٢ ـ والمنهال بن عمرو ، ثقة .

١٤١٣ ـ مُحِلّ الضبي ، ليس به بأس .

١٤٠٥ ـ العلل ومعرفة الرجال : ١/٩٢ رقم ٥٤١ . ميمون بن مهران الجزري أبو أيوب أصله كوفي ، نزل الرقة . ثقة فقيه / خ م ـ ٤ ، مات سنة ١١٧ الجرح والتعديل : ٨/٢٣٤ ، تقريب : ٢/٢٩٢ .

١٤٠٦ ـ التاريخ رقم ٢٦٦٤ . ميمون أبو منصور الجهني الكوفي ، الجرح والتعديل : ٨/٢٣٥ .

١٤٠٧ ـ مصدع ، بكسر الميم وسكون الصاد وفتح الدال ، أبو يحيى الأعرج ، مولى عبدالله بن عمرو م ـ ٤ . الجرح والتعديل : ٨/٤٢٩ ، ميزان : ٤/١١٨ ، تهذيب : ١٠/٧٥ .

١٤٠٨ ـ معاذ بن عفراء ، وعفراء أمه ، وأبوه الحارث بن رفاعة . الجرح والتعديل : ٨/٢٤٥ .

١٤٠٩ ـ معاذ بن العلاء بن عمار المازني أبو غسان البصري ، أخو أبي عمرو بن العلاء النحوي / خت ت ، وذكره ابن حبان في ثقاته . الجرح والتعديل : ٨/٢٤٨ ، تهذيب : ١٠/١٩٢ .

١٤١٠ ـ التاريخ : رقم ٤٢٨٤ . معاذ بن هشام بن أبي عبدالله الدستوائي البصري ، وفي رواية عثمان الدارمي قال : قلت ليحيى بن معين : معاذ بن هشام اثبت في شعبة أو غندر ؟ فقال : ثقة وثقة . مات سنة ٢٠٠/ع . الجرح والتعديل : ٨/٢٤٩ ، ميزان : ٤/٦٣٣ ، تهذيب : ١٠/١٩٦ .

١٤١١ ـ منهال بن خليفة العجلي أبو قدامة الكوفي . قال البخاري : فيه نظر ، وقال النسائي : ليس بالقوي ، وقال الحافظ : ضعيف / د ت ق . ميزان : ٤/١٩١ ، تهذيب : ١٠ / ٣١٨ ، تقريب : ٢/٢٧٧ .

١٤١٢ ـ التاريخ : رقم ١٩٩٧ . المنهال بن عمرو الأسدي مولاهم الكوفي / خ ـ ٤ . الجرح والتعديل : ٨/٣٥٧ ، ميزان : ٤/ ١٩٢ ، تهذيب : ١٠/ ٣١٩ .

١٤١٣ ـ محل بن محرز الكوفي الضبي . وفي رواية اسحاق بن منصور عن يحيى : صالح . ووثقه أحمد ،

هدى الساري

لمقدمة فتح الباري

تأليف

الإمام الحافظ شهاب الدين أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

٧٧٣ - ٨٥٢هـ

أشرف على تحقيق الكتاب وراجعه

شعيب الأرنؤوط   عادل مرشد

اعتنى بتحقيق هذا الجزء وتصحيحه

أحمد برهوم   عامر غضبان

الجزء الثاني

الرسالة العالمية

(خ ٤) مِقسَم، مولى ابن عباس: اشتهر بذلك للزومه له، وهو مولى عبدِ الله بن الحارث بن نَوْفل. وثقه العِجلي ويعقوب بنُ سفيان والدارقطني وأحمد بنُ صالح المِصري فيما نقل ابنُ شاهين عنه، وقال مهنَّا: قلتُ لأحمد بن حنبل: مَن أثبتُ أصحاب ابنِ عباس؟ فقال: ستةٌ، فذكرهم، قلتُ له: فمِقسَم؟ قال: دون هؤلاء. وقال ابنُ سعد: كان ضعيفاً. وقال الساجي: تكلَّم الناسُ في بعض روايته. قلتُ: لم يُخرج له البخاريُّ في «صحيحه» إلا حديثاً واحداً، ذكره في المغازي من طريق هشام بن يوسف، وفي التفسير من طريق عبد الرزاق، كلاهما عن ابن جُرَيج، عن عبد الكريم الجَزَري عنه، عن ابن عباس: ﴿لَّا يَسْتَوِى ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ﴾ عن بدر والخارجون إلى بدر، كذا أورده مختصراً، وأخرجه الترمذيُّ من طريق حجَّاج عن ابن جُرَيج بتمامه، وهو من غرائب «الصحيح».

(خ م د س ق) منصور بنُ عبد الرحمن بن طَلْحة بن الحارث بن طَلْحة بن أبي طَلْحة ابن عبد العُزَّى بن عثمان بن عبد الدار العَبْدَريُّ الحَجَبيُّ المكي، وأمُّه: صفيّة بنت شيبة. قال الأثرم: أحسنَ أحمدُ الثناء عليه، وقال النَّسائي وابن سعد: ثقة. وقال ابن حبّان: كان ثبتاً تقيّاً. وشذَّ ابنُ حزم فقال: ليس بالقوي. قلتُ: بل احتجَّ به الجماعة كلُّهم، لكن لم يُخرج له الترمذي.

(خ ٤) المِنهال بن عمرو الأسدي، مولاهم الكوفي. قال ابنُ معين والنَّسائي والعِجلي وغيرُهم: ثقة. وقال ابنُ أبي حاتم: سمعتُ عبد الله بن أحمد يقول: سمعتُ أبي يقول: ترك شعبةُ المنهالَ بن عمرو على عَمْد. قال ابنُ أبي حاتم: لأنه سَمِعَ من داره صوتَ قراءةٍ بالتطريب. كذا قال ابنُ أبي حاتم، والذي رواه وهبُ بن جَرير عن شعبة أنه قال: أتيتُ منزلَ المِنهال فسمعتُ منه صوت الطُّنبور، فرجعت ولم أسأله، قلتُ: فهلّا سألتَه، عسى كان لا يعلم. قلت: وهذا اعتراضٌ صحيح، فإن هذا لا يُوجِب قَدْحاً في المنهال. وروى ابنُ أبي خيثمةَ بسندٍ له عن المغيرة بن مِقسَم أنه كان ينهى الأعمشَ عن الرواية عن المنهال، وأنه قال ليزيد بن أبي زياد: نشدتُك بالله، هل كانت تجوزُ شهادةُ المنهال على درهمين؟ قال: اللهمَّ لا. قلتُ: وهذه الحكاية لا تصحُّ؛ لأنَّ راويَها محمدَ بن عمر الحَنَفي لا يُعرَف، ولو صحَّت

فإنما كَرِهَ منه مغيرةُ ما كره شعبةُ من القراءة بالتطريب، لأنَّ جَريراً حكى عن مغيرةَ أنه قال: كان المِنهال حسنَ الصوت، وكان له لحنٌ يقال له: وزْنُ سَبْعةٍ، وبهذا لا يُجرَّح الثقة. وذكر الحاكم أن يحيى القطَّان غَمزَه. وحكى المفضَّل الغَلَابي: أنَّ ابنَ معين كان يضعُ من شأنه. وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل: سمعتُ أبي يقول: أبو بِشر أحبُّ إليَّ من المنهال ابن عمرو، أبو بشر أوثقُ. وقال الجُوزجاني: كان سيئَ المذهب، وقد جَرَى حديثه. قلت: فأما حكاية الغلابي فلعلَّ ابنَ معين كان يضعُ منه بالنسبة إلى غيره، كالحكاية عن أحمد، ويدلُّ على ذلك أنَّ أبا حاتم حَكَى عن ابن معين أنه وثقه. وأما الجُوزجاني فقد قلنا غيرَ مرة: إن جرحه لا يُقبَل في مذهب أهل الكوفة لشدة انحرافه ونَصْبه، وحكاية الحاكم عن القطَّان غير مفسرة، ومع ذلك فما له في البخاري سوى حديثٍ عن سعيد بن جُبير عن ابن عباس في تعويذ الحسن والحُسين من رواية زيد بن أبي أُنيسة عنه، وحديثٍ آخرَ في تفسير ﴿حمٓ﴾ فُصِّلت، اختَلَفَ فيه الرواةُ: هل هو موصولٌ أو مُعلَّق؟

(ع) موسى بنُ إسماعيل التَّبُوذكي، أبو سَلَمة، أحدُ الأثبات الثقات. اعتمده البخاريُّ فروى عنه كثيراً، ووثقه الجمهورُ. وشذَّ ابنُ خِراش فقال: تكلَّم الناسُ فيه وهو صدوق. كذا قال، ولم يُفسِّر ذلك الكلام، وقد قال ابنُ معين: ثقةٌ مأمون.

(ع) موسى بنُ عُقبة المَدَني، مشهورٌ، من صِغار التابعين. صنَّف «المغازي»، وهي من أصحِّ المصنَّفات في ذلك، ووثقه الجمهور. وقال ابنُ معين: كتابُ موسى بن عُقبة عن الزُّهري من أصحِّ الكتب، وقال مرة: في روايته عن نافع شيءٌ، ليس هو فيه كمالك وعُبَيد الله ابن عمر. قلتُ: فظهرَ أنَّ تليين ابن معين له إنما هو بالنسبة إلى رواية مالكٍ وغيره، لا فيما تفرَّد به، وقد اعتمده الأئمةُ كلُّهم، وقد وثقه مطلقاً في رواية عباسٍ الدُّوري وغيرِ واحد عنه، والله أعلم.

(خ د ت ق) موسى بن مسعود، أبو حُذيفةَ النَّهدي، من شيوخ البخاري. صدوق، في حفظه شيء، قاله أحمد. وقال ابنُ معين: لم يكن من أهل الكذب. وقال العِجلي: ثقة. وقال أبو حاتم: صدوقٌ ولكنه كان يُصحِّف، وروى عن الثوري بضعةَ عشرَ ألفَ حديثٍ، وفي

كتاب الضعفاء الكبير

تصنيف الحافظ

أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي المكي

السفر الرابع

حققه ووثقه

الدكتور عبد المعطي أمين قلعجي

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

حدثنا محمد بن إسماعيل ، قال : حدثنا محمد بن غيلان ، قال : حدثنا وهب ، عن شعبة ، قال : أتيت منزل منهال بن عمرو ، فسمعت منه صوت الطنبور فرجعت ولم أسأله ، قلت : وهل لاسألته فعسى كان لا يعلمُ .

١٨٣١ – منهال بن خليفة أبو قدامة العجلي[٥٦٩] :

حدثنا محمد بن عيسى ، قال : حدثنا العباس بن محمد ، قال : سمعت يحيى ، قال : منهال بن خليفة ضعيف[٥٧٠] .

حدثني آدم بن موسى ، قال : سمعت البخاري ، قال : منهال بن خليفة أبو قدامة العجلي بصري فيه نظر[٥٧١] .

ومن حديثه ما حدثنا علي بن عبد العزيز ، قال : حدثنا عثمان بن سعيد المرّي ، قال : حدثنا المنهال بن خليفة ، عن علي بن زيد ، عن سعيد بن المسيب ، عن أبي هريرة ، قال : قال رسول الله – ﷺ – : ما من آدمي إلّا وفي رأسه حكمة الحكمة بيد ملك فإذا تواضع رفع الملك حكمته وقال : آرْتَفِعْ رفعك الله ، وإذا تكبر قطع الملكُ حكمته .

ولا يتابع عليه إلّا من طريق يقاربه . وإنما يُروى هَذَا مُرسلاً .

حدثنا محمد بن إسماعيل ، قال : حدثنا عفان ، قال : حدثنا حماد ، قال : أخبرنا ثابت بن مطرف بن كعب ، أنه قال : أجد في الكتاب أنه ما من آدمي إلا في رأسه حكمة بيد ملك فإن آرتفع وضعه الله وإن تواضع رفعه الله .

---

(٥٦٩) ضعيف ، منكر الحديث ، من السابعة . الميزان (٤ : ١٩١) ، التقريب (٢ : ٢٧٧) .

(٥٧٠) تاريخ ابن معين (٢ : ٥٩٠) .

(٥٧١) التاريخ الكبير (٤ : ٢ : ١٢) ولم يقل : فيه نظر .

مركز النعمان للبحوث والدراسات الإسلامية
وتحقيق التراث والترجمة

سلسلة أعمال حديثية
تنشر لأول مرة (٣)

التَّكْميل
في الجَرْح والتَّعْديل
ومَعْرفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل

تصنيف الحافظ

أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير الدمشقي

المتوفى سنة ٧٧٤هـ

(ينشر لأول مرة)

دراسة وتحقيق

د. شادي بن محمد بن سالم آل نعمان

(المجلد الأول)

وعنه جماعة منهم: الأعمش، وشعبة، وعَوْف الأعرابي، ومَنْصور بن المُعْتَمِر.

قال أحمد: تركه شعبة على عَمْدٍ.

وقال ابن أبي حاتم: لأنه سمع من داره صوت قراءة بالتطريب[1].

وقال وهب بن جرير عن شعبة: أتيتُ منزله فسمعت منه صوت الطُّنْبور، فرجعت ولم أساله، قلت: فهلا سألته عسى كان لا يعلم.

وقال الغلابي: كان ابن معين يضع منه.

وقال الجوزجاني: المنهال بن عمرو سيء المذهب، وقد جرى حديثه.

وقال ابن معين والعجلي والنسائي: ثقة.

وقال الدارقطني: صدوق.

وذكره [ابن حبان في «الثقات»][2].

وقال الحاكم: غمزه ابن معين وتكَلّم فيه ابن حزم[3]، ورد حديثه عن زاذان عن البراء في السؤال في القبر، فأخطأ ابن حزم.

---

(١) في الأصل: قراءة صوت بالتطريب. وهو قلب.

(٢) زيادة من المصدر يظهر أنها سقطت من الأصل.

(٣) في «تهذيب التهذيب»: (١٠/ ٢٨٤) قال الحاكم: المنهال بن عمرو غمزه يحيى القطان، وقال أبو الحسن بن القطان: كان أبو محمد بن حزم يضعف المنهال..

قسط ششم

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے رواۃ کی توثیق (حصہ سوم)

چوتھا راوی:۔ زاذان ابو عمر الکندیؒ

1۔۔۔امام جرح و تعدیل ابن معینؒ فرماتے ہیں:

ثقة۔ لا یسال عن مثل هؤلاء (تاریخ دمشق لابن عساکر :290/18)

یہ ثقہ راوی ہیں، ان جیسے راویوں کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں جانا چاہیے

2۔۔امام ابن سعدؒ فرماتے ہیں:

وکان ثقة، قلیل الحدیث (الطبقات الکبری:217/6)

یہ ثقہ راوی تھا۔ اس نے کم حدیثیں بیان کی ہیں۔

3۔۔۔۔۔امام عجلیؒ نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ [الثقات، ص: 63، ت: 450)

4۔۔امام ا بن عدی جرجانیؒ فرماتے ہیں:

وأحادیثة لا بأس بها إذا روی عنه ثقة (الکامل فی ضعفاء الرجال:210/4)

جب اس سے بیان کرنے والاراوی ثقہ ہو تو اس کی حدیث میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔

5۔۔۔۔۔امام خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں:

وکان ثقة (تاریخ بغداد:515/9)

زاذان ثقہ راوی تھا۔
6۔۔۔۔علامہ منذریؒ فرماتے ہیں:
وزاذان ثقة مشهور (الترغيب والترهيب من الحديث الشريف: 198/4)
زاذان مشہور ثقہ راوی ہے۔
7۔۔۔۔۔۔حافظ ذہبیؒ فرماتے ہیں:
وكان ثقة، صادقا (سير أعلام النبلاء: 280/4)
یہ ثقہ اور سچا شخص تھا۔
8۔۔۔۔حافظ ہیثمیؒ نے بھی اسے ثقہ قرار دیا ہے۔(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد : 116/9)
9۔۔۔۔۔۔امام مسلمؒ نے زاذان سے روایت (صحیح مسلم : 1657 وغیرہ) لے کر اس کی توثیق کی ہے۔
10۔۔۔امام ابوعوانہؒ نے اپنی صحیح(مستخرج علی صحیح مسلم) میں اس کی روایت (6050 وغیرہ) ذکر کر کے توثیق کی ہے۔
11۔۔۔امام ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اس کی روایت [914] ذکر کر کے توثیق کی ہے۔
12۔۔۔امام ترمذی نے زاذان کی بیان کردہ ایک حدیث کے بارے میں لکھا ہے ۔
هذا حديث حسن صحيح (سنن الترمذي، تحت الحديث: 1868)
یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
13۔۔۔امام ابن خزیمہؒ نے اپنی صحیح میں روایت [2791] لے کر اس کی توثیق کی ہے۔
حافظ ضیاءالدین المقدسیؒ نے اس کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔
(الاحادیث المختارة: 451)

زاذان پر جرح کی کوئی حقیقت نہیں منکرین جو کچھ پیش کرتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے۔

1۔۔۔۔حکم سے پوچھا گیا کہ آپ زاذان سے روایت کیوں نہیں لیتے ؟
انہوں نے کہاکہ وہ باتیں بہت کرتا تھا۔

جواب 1) زیادۃ باتیں کرنے کو محدثین جرح تسلیم نہیں کرتے ہیں چنانچہ اس کا علم ہوتے ہوئے محدثین زاذان کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

امام ابن عدیؒ فرماتے ہیں:

وأحاديثه لا بأس بها إذا روى عنه ثقة.......وإنما رماه من رماه بكثرة كلامه

(الكامل في ضعفاء الرجال: 210/4)

جب اس سے بیان کرنے والا راوی ثقہ ہو تو اس کی احادیث میں کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ جس نے الزام دیا ہے اسے تو صرف زیادہ باتیں کرنے کا دیا ہے۔

حافظ ذہبیؒ (میزان الاعتدال :63/2) زاذان کے بارے میں "صح" لکھ کر یہ بتا دیا کہ اس سے زاذان کی ثقاہت متاثر نہیں ہوتی۔ اور بحوالہ لسان المیزان یہ بات گزر گئی کہ اس رمز سے مقصود یہ ہے کہ امام ذھبیؒ کے نزدیک ایسے راوی میں توثیق راجح و متعین ہے۔

2۔۔۔۔ابن حبان نے کہا کہ وہ بہت غلطیاں کرتا تھا۔

جواب) خود ابن حبانؒ نے زاذان کی حدیث کو (صحیح ابن حبان : 914) کو ذکر کرکے صحیح قرار دیا ہے۔ جب زاذان اس کے ہاں ثقہ قرار پایا تو اس کا زاذان کو کثیر الخطا کہنا اس کی غلطی ہے۔۔ ثقہ راوی کثیر الخطا نہیں ہوسکتا ۔۔ جب جمہور محدثین سے ہم نے زاذان کو ثقہ ثابت کیا ہےتو پھر یا تو ابن حبانؒ کا کثیر الخطا کہنا اس کی غلطی ہے یا پھر اس کا بیان متعارض ہے۔ دونوں صورتوں میں زاذان عند الجمہور ثقہ ہی رہا۔

3۔۔۔ابو احمد حاکم کہتے ہیں لیس بمتین عندھم

جواب3) یہ ابو احمد حاکم کی غلطی ہے جو اہل علم کی طرف لیس بمتین منسوب کرتا ہے۔۔ اہل علم محدثین امام ابن سعد، امام مسلم، امام یحییٰ بن معین، امام ترمذی، امام ابن عدی، امام عجلی، امام ابن خزیمہ، امام ابوعوانہ، امام خطیب بغدادی، امام ابن مندہ، امام ابونعیم اصبہانی، امام ابو عبداللہ حاکم، امام بیہقی، حافظ مقدسی، حافظ منذری، حافظ ابن عبدالہادی، علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن قیم، علامہ سیوطی، علامہ ذہبی، حافظ ہیثمی وغیرھم ائمہ فن نے تو زاذان کی روایات کو صحیح قرار دیا ہے اور اسکو ثقہ جانتے ہیں۔ عندھم میں ھم سے مراد کون لوگ ہیں؟ سب مجہول ہیں۔

4۔۔۔سلمہ بن کھیل نے کہاکہ ابوالبختری کو میں اس سے اچھا سمجھتا ہوں۔

جواب 4)سلمہ بن کہیل نے دو ثقہ روایوں کا تقابل کیا ہے۔ابوالبختری سعید بن فیروز صحیح بخاری و مسلم کا راوی ہے۔اسے امام بخاری و مسلم کے علاوہ امام یحییٰ بن معین، امام ابوحاتم، امام ابوزعہ، امام ابن حبان، امام عجلی، وغیرہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔

اب اگر ابوالبختری کو زاذان سے بہتر قرار دیا جائے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ زاذان کا مقام و مرتبہ ابوالبختری سے کچھ کم ہے۔ اس تقابل سے یہ سمجھنا کہ سلمہ بن کھیل کے نزدیک زاذان ”ضعیف“ راوی ہے درست نہیں۔ بلکہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے۔ کہ عند سلمہ بن کہیل ثقہ زاذانؒ ابو البختریؒ سے ثقاہت میں کم ہے۔

5۔۔۔ابن حجر نے کہا ہے کہ زاذان میں شیعیت ہے۔

جواب5) منکرین نے جو ابن حجر سے نقل کیا ہے کہ زاذان میں شیعیت ہے۔ تو جوابا عرض ہے کہ وہ متاخرین کی طرح شیعہ رافضی نہیں تھا کیونکہ

ا۔۔۔۔زاذان کی وفات 82ھ کو ہوئی۔۔ جبکہ روافض جس کی طرف نسبت کرتے ہیں یعنی حضرت جعفر صادقؒ۔ آپ کی ابھی ولادت نہیں ہوئی یا صرف دوسال کے تھے۔

ب۔۔۔۔ زاذان توسیدنا عمر فاروق کو امیر المؤمنین کہتا ہے ۔

عن زادان، قال: کنا عند علی، فتذا کرنا الخیار، فقال: أما أمیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ، قد سألنی عنہ..... (شرح معانی الأثار للطحاوی الحنفی: 309/3)

زاذان کہتے ہیں کہ ہم سیدنا علی کے پاس تھے۔ ہم نے (طلاق میں)خیار کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا: امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں میری رائے پوچھی تھی۔

ج۔۔۔۔ زاذان ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کا شاگرد بن کر آپ سے روایت لیتا ہے۔

عن زاذان، عن عائشۃ رضی اللہ عنھا.... (الأدب المفرد، ص: 217، ح: 619)

د۔۔۔۔ آپ کی مشھور کنیت ابو عمر ہے۔

ان شواہد سے معلوم ہوا کہ وہ متاخرین کی طرح شیعہ رافضی نہیں تھا۔ بلکہ اس کے شیعیت کا مطلب صرف اتنا ہے کہ وہ گروہ علی میں شامل تھا جو حضرت علی کو حروب میں حق پر سمجھتا تھا جس میں دیگر صحابہ کرام بھی شامل تھے۔۔۔ لہذا اسی وجہ سے اس کی اعادہ روح والی حدیث رد نہیں کیا جاسکتا۔علامہ ابن حجرؒ خود اس حدیث کو ثابت مانتے ہیں اور جمہور اہل سنت کا مسلک بتاتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:"اور جمہور(ابن حزم وغیرہ) کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ روح کو پورے جسم یا بعض حصہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے"۔۔۔

وخالفھم الجمھور فقالوا تعاد الروح الی الجسد او بعضہ کما ثبت فی الحدیث... (فتح الباری، الجز الثالث، ص235)

پھر اعادہ روح کا مسئلہ صرف شیعہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ جمہور اہل سنت کا اتفاقی مسئلہ ہے۔ جس کا بیان آنے والا ہے ۔

۔پھر ہم نے شواہد میں مسند احمد سے ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت مع توثیق الرواۃ نقل کیا ہے جس میں کسی راوی پر شیعیت کا الزام نہیں۔۔

معلوم ہوا کہ منکرین کی طرف سے یہ صرف انکار حدیث کا بہانہ ہے۔

6)۔۔۔ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ علامہ ذھبیؒ نے کہا ہے کہ اس حدیث میں نکارت ہے۔

جواب یہ ہے کہ علامہ ذہبی بعض اوقات محض راوی کے تفرد پر بھی منکر کا لفظ استعمال کرتے ہیں، اور یہاں بھی ان کی مراد منہال کے تفرد سے ہے۔ اگرچہ ہم نے تحقیق کرکے ثابت کر دیا ہے کہ منھال اس میں متفرد بھی نہیں۔

اس بات کی تائید کہ امام ذہبی کی مراد یہاں صرف تفرد ہےاسی لئے کہ انہوں نے نکارت کا لفظ غرابت کے ساتھ بولا ہے۔ جو نکارت کی وضاحت کرتا ہے۔

حَدِيْثُهُ فِي شَأْنِ الْقَبْرِ بِطُوْلِهِ فِيْهِ نَكَارَةٌ وَغَرَابَةٌ

اور ثقہ کے تفرد سے اس کی حدیث پر کوئی فرق نہیں پڑتا الا یہ کہ وہ مخالفت کرے۔(مخالفت اور زیادت ثقہ میں فرق ہے)

اس بات کی تائید کہ امام ذہبی کی مراد یہاں صرف تفرد ہے، اس سے بھی ہوتی ہے کہ تاریخ الاسلام میں آپ نے اسی حدیث کے متعلق جب کلام کیا تو صرف تفرد کو ہی واضح کیا ہے۔:

قلت: تفرد بحدیث منکر ونکیر عن زاذان عن البراء

یعنی ان کا کلام یہاں بھی صرف تفرد سے متعلق ہی ہے۔

تاريخ مدينة دمشق

وذكر فضلها وتسمية من حلها من الأماثل أو اجتاز بنواحيها من وارديها وأهلها

تصنيف

الإمام العالم الحافظ أبي القاسم علي بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشافعي

المعروف بابن عساكر

٤٩٩ هـ - ٥٧١ هـ

دراسة وتحقيق

محب الدين أبي سعيد عمر بن غرامة العمروي

الجزء الثامن عشر

رافع بن سالم - زرارة بن حرب

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

عمرو بن السماك، نا حنبل بن إسحاق، حَدَّثَني أَبُو الفضل عبد اللّه، قال: بلغني عن ابن إدريس.

وَأَخْبَرَنَا أَبُو البركات الأنماطي، أَنا ثابت بن بُنْدَار، أَنا مُحَمَّد بن علي، أَنا مُحَمَّد بن أَحْمَد، أَنا الأحوص بن مُفَضّل بن غسان، نا أَبي، نا أَحْمَد بن حنبل، قال: أُخبرتُ عن ابن إدريس.

وَأَخْبَرَنَا أَبُو القاسم إسماعيل بن أَحْمَد، أَنا أَبُو بكر بن الطبري، أَنا أَبُو الحَسَن بن المُفَضّل، أَنا عبد اللّه بن جعفر، نا يعقوب[١]، نا عثمان بن أَبي شَيبة، نا عبد اللّه بن إدريس، عن شُعبة، قال: سألت الحكم ـ زاد المُفَضّل: بن عُتَيبة ـ عن زاذان فقال: أكثر وسألت سَلمة بن كُهَيل فقال: أَبُو البَخْتَري ـ زاد المفضل: الطائي وقالا: ـ أعجب ـ وقال ابن أَبي شَيبة أحبّ ـ إليّ منه.

أَخْبَرَنَا أَبُو الفتح نصر اللّه بن مُحَمَّد بقراءتي عليه، عن أَبي الحسن بن الطَّيُّوري، أَنا أَبُو مُحَمَّد الجوهري، أَنا أَبُو عمر[٢] بن حَيَّوية قراءة، أَنا مُحَمَّد بن القاسم بن جعفر، ثنا إبراهيم بن الجُنَيد، قال: سمعت أبا طالب يسأل يحيى بن معين عن زاذان أَبي عمر فقال: ثقة، وسألته عن حُمَيد بن هلال؟ فقال: ثقة، لا يُسأل عن مثل هؤلاء.

أَخْبَرَنَا أَبُو القاسم بن السمرقندي، أَنا أَبُو القاسم بن مَسْعَدة، أَنا حمزة بن يوسف، أَنا أَبُو أَحْمَد بن عدي[٣]، قال: وزاذان قد روى عن جماعة من أصحاب رسول الله ﷺ منهم ابن مسعود، وتاب، زاذان على يديه، وروى عن أَبي هريرة، وعبد اللّه بن عمر، وسلمان الفارسي، وأحاديثه لا بأس بها إذا روى عنه ثقة، وكان يبيع الكرابيس بالكوفة، وإنما رماه من رماه بكثرة كلامه، ولم أذكر من حديثه شيئاً لأجل الطول[٤].

قرأت على أَبي الفضل بن ناصر، عن مُحَمَّد بن أَحْمَد بن مُحَمَّد، أَنا هبة اللّه بن إبراهيم، نا أَحْمَد بن مُحَمَّد بن إسماعيل، نا مُحَمَّد بن أَحْمَد بن حمّاد.

---

(١) المعرفة والتاريخ ٢/ ٧٩٥.
(٢) بالأصل «عمرو» خطأ، وقد مرّ.
(٣) الكامل لابن عدي ٣/ ٢٣٧.
(٤) ابن عدي: لأن لا يطول.

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الزهري

ت ٢٣٠ هـ

الجزء الثامن

فيمن كان بمكة والطائف واليمن واليمامة والبحرين والكوفة
من الصحابة ومن كان بها بعدهم من التابعين
وغيرهم من أهل الفقه والعلم

تحقيق
الدكتور علي محمد عمر

الناشر مكتبة الخانجي بالقاهرة

٢٩٣٠ – عبد الله بن سِنان

الأَسَدى أسَد بنى خزيمة ويكنى أبا سِنان . روى عن : علىّ ، وعبد الله ، والمُغيرة بن شُعْبة . وتوفّى أيّام الحجّاج قبل الجماجم ، وكان ثقةً وله أحاديث .

* * *

٢٩٣١ – زاذان أبو عمر

مولى كِنْدة . روى عن : علىّ ، وعبد الله ، وسلمان ، والبَرَاء بن عَازِب ، وعبد الله بن عمر .

قال : قال عبد الله بن إدريس عن شُعْبة قال : سألتُ الحكم عن زاذان فقال : أكثر .

قال : أخبرنا الفضل بن دُكين قال : حدّثنا عبد الله بن عمرو بن مُرّة قال : سمعتُ عَنْتَرَةَ قال : أخبرنى زاذان أنّه دخل على عبد الله وقد سبقه الناس بالمجلس فقال له : أَدْنَيْتَ أصحابَ الخزّ ، فقال : ادْنُهْ . فأجلسنى إلى جنبه .

قال : أخبرنا قبيصة قال : حدّثنا سفيان ، عن عبد الله بن السائب ، عن زاذان قال : لقد سألتُ عبد الله بن مسعود عن أشياء ما سُئِلتُ عنها .

قال : أخبرنا الفضل بن دُكين قال : حدّثنا محمد بن طلحة بن مصرّف عن ، زُبيد ، عن زاذان قال : رزق علىّ بن أبى طالب الناس الطِّلَاء (١) فأصاب مولاى منه دُنَيْنة كنّا نأكل به ونشرب منه .

قال : أخبرنا الفضل بن دُكين قال : حدّثنا محمّد بن طلحة عن محمّد بن جُحادة قال : كان زاذان يبيع الكرابيس فإذا أتاه البَيّع نشر عليه شرّ الطرفين .

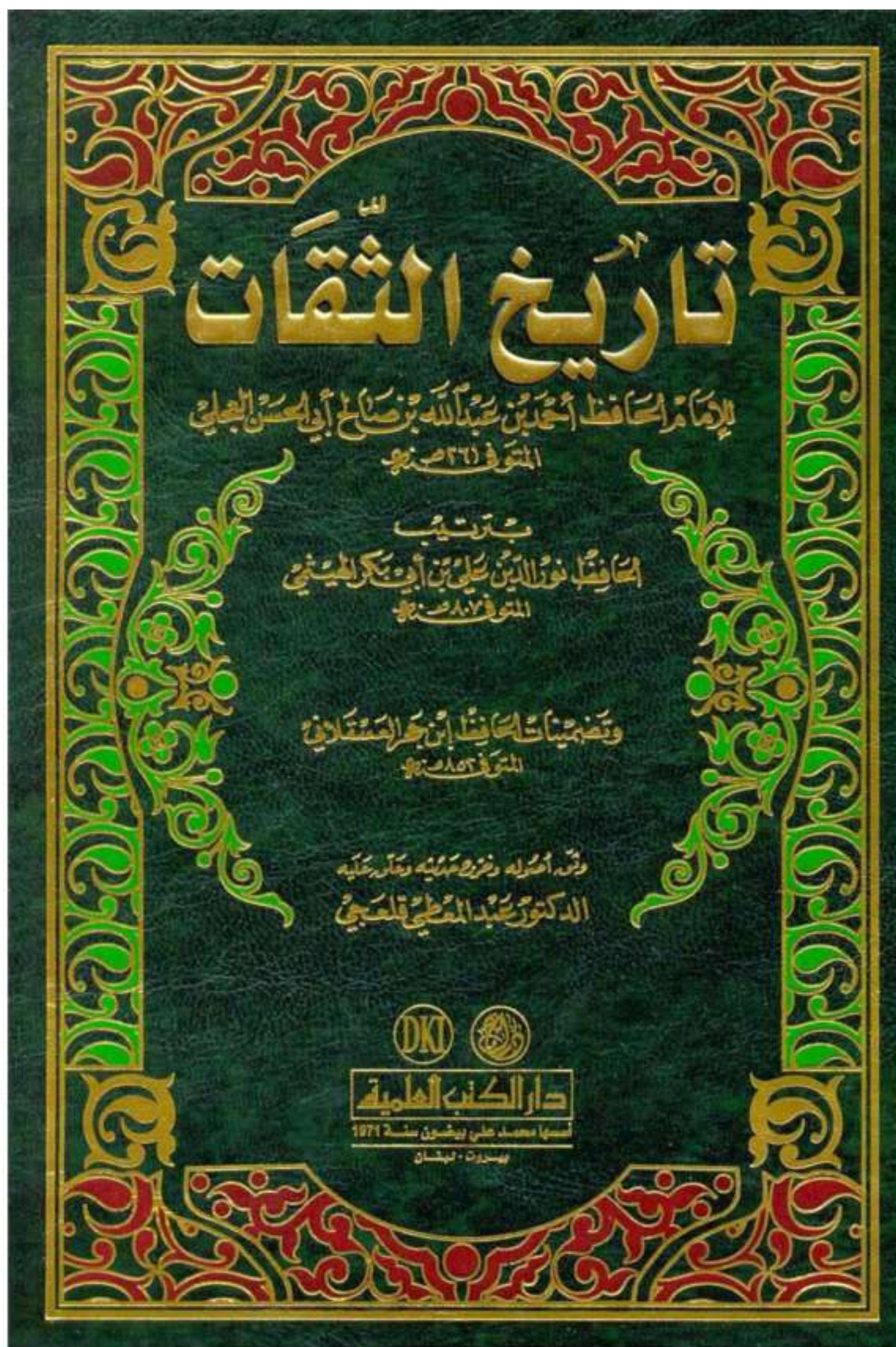
قالوا : وتوفّى زاذان بالكوفة أيّام الحجّاج بن يوسف بعد الجَماجم . وكان ثقةً قليل الحديث .

* * *

٢٩٣٠ – من مصادر ترجمته : الثقات لابن حبان ج ٥ ص ١١

٢٩٣١ – من مصادر ترجمته : الثقات لابن حبان ج ٤ ص ٢٦٥

(١) لدى ابن الأثير فى النهاية (طلا) وفى حديث على رضى الله عنه « أنه كان : يَرْزُقُهُم =


تاريخ الثقات
للإمام الحافظ أحمد بن عبد الله بن صالح أبي الحسن العجلي
المتوفى ٢٦١ هـ
بترتيب
الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي
المتوفى ٨٠٧ هـ
وتضمينات الحافظ ابن حجر العسقلاني
المتوفى ٨٥٢ هـ
وثق أصوله وخرج حديثه وعلق عليه
الدكتور عبد المعطي قلعجي
DKI
دار الكتب العلمية
أسسها محمد علي بيضون سنة 1971
بيروت - لبنان

باب الزاي

٤٥٠ ــ زَاذان أبو عُمر(٥٥) **:** سمع من عبد الله بن مسعود ، ثقة .

٤٥١ ــ زائِدة بن عُمير الطائى(٥٦) **:** (كوفي) ، تابعي ، ثقة .

٤٥٢ ــ زائِدة بن قُدامة(٥٧) **:** ثقفي ، يُكْنَىٰ أبا الصَّلْت : (كوفي) ، ثقة ، لايحدث أحداً حتى يَسْأَل عنه ، فإن كان صاحب سُنَّة حَدّثه ، وإلا لم يحدثه ، وكان قد عُرض حديثه على سفيان الثَّوْري ، وروى عنه الثوري ، وسمع سفيان بن عون بن أبي جحيفة .

باب زبيد والزُّبير

٤٥٣ ــ زُبيد بن الحارث اليمامى(٥٨) **:** (كوفي) ، ثقة ، ثَبْتٌ فى

= عبد الله بن مسعود ، وعلي بن أبي طالب ، وسعيد بن زيد ، وعمار بن ياسر ، والحسن بن علي بن أبي طالب ، والأسود بن يزيد ، أخرج له الأربعة سوىٰ ابن ماجه . وذكره ابن حبان في ثقات التابعين .
«التاريخ الكبير» (٢ : ١ : ٣٢٨) ، «ثقات» (٤ : ٢٣٨) ، التهذيب (٣ : ٢٩٩) .

(٥٥) زاذان ، أبو عمر الكندي ، وقيل : أبو عبد الله .. وثقه أيضاً : ابن معين ، وابن سعد ، وابن حبان ، والخطيب ، وقال الحاكم : «ليس بالمتين» ، أخرج له مسلم ، والأربعة ، والبخاري في الأدب المفرد .
«التاريخ الكبير» (٢ : ١ : ٤٣٧) ، «الثقات» (٤ : ٢٦٥) «التهذيب» (٣ : ٣٠٣) .

(٥٦) زائدة بن عُمير الطائي : يروي عن ابن عباس ، روىٰ عنه شعبة ، ويونس بن أبي إسحاق السبيعي .
«الثقات» (٤ : ٢٦٥) ، «التاريخ الكبير» (٢ : ١ : ٤٣١) .

(٥٧) زَائدة بن قُدامة الثَّقفي ، أبو الصلت الكوفي : أحد الثقات الأثبات الأئمة ، احتج به البخاري ، ووثقه (أيضاً) : النسائي ، وابن سعد ، وابن حبان ، ويحيى بن زهير ، والدارقطني ، والذهلي .
«تاريخ ابن معين» (٢ : ١٧٠) ، «التاريخ الكبير» (٢ : ١ : ٤٣٢) ، «ثقات» (٦ : ٣٣٩) ، «التهذيب» (٣ : ٣٠٦) .

(٥٨) زبيد بن الحارث بن عبد الكريم اليامي ، أبو عبد الله الكوفي : متفق على توثيقه ، أخرج له الجماعة ، مترجم في «التهذيب» (٣ : ٣١١)

الكامل
في ضعفاء الرجال

تأليف
الإمام الحافظ أبي أحمد عبد الله بن عديّ الجرجاني
المتوفى سنة ٣٦٥هـ

تحقيق وتعليق

الدكتور/ مازن السرساوي

المجلد الخامس

مكتبة الرشد
ناشرون

٧٣٣٤- ٧٣٣٥- **حدثنا** علي بْن أَحْمَد بْن سليمان، والحسين بْن الضحاك، قالا: حدثنَا أَحْمَد بْن سعد بْن أبي مريم، ثنا نعيم بْن حماد، [دح/٢٤٧/ب] ثنا عبد اللهِ بْن إدريس، عن شعبة، قال: سألت سلمة بْن كهيل عن زاذان، فقال: أكثر على نفسه(١)، وأبو البختري أحب إلي منه(٢).

[قال الشيخ](٣): وزاذان قد روى عن جماعة من أصحاب رسول اللهِ ﷺ منهم ابْن مسعود، وتاب زاذان على يديه، يعني: ابْن مسعود، وروى عن أبي هريرة، وعبد اللهِ بْن عمر، وسلمان الفارسي، وأحاديثه لا بأس بها إذا روى عنه ثقة، وكان يبيع(٤) الكرابيس بالكوفة، وإنما رماه من رماه بكثرة كلامه، ولم أذكر من حديثه شيئًا [لئلا يطول](٥).

[٧٣٠] أَبُو يَحْيَى الْقَتَّاتُ(٦).

يقال: اسمه زاذان، ويقال: عبد الرحمن، ويقال: يزيد(٧) الكناسي، كوفي.

(١) في [أ]: «أكبر على ثقة».
(٢) «الجرح والتعديل» (٣/ ٦١٤).
(٣) ليست في [دح].
(٤) في [أ]: «يتبع».
(٥) في [أ]: «لئلا أطول»، وفي [دح]: «لأجل الطول».
(٦) ترجمه النسائي في «الضعفاء والمتروكين» [٦٧٢]، والعقيلي في «الضعفاء» [٩٣٠]، وابن حبان في «المجروحين» [٥٨٥]، وابن الجوزي في «الضعفاء والمتروكين» [١١٩٣، ١٨٦٧]، والذهبي في «المغني» [٢٠٥٨، ٣٥٦١]، وفي «الميزان» [٢٦٩٠، ٢٨١٨، ٤٨٥٩، ١٠٧٢٩]، وقال ابن حجر في «التقريب» [٨٥١٢]: «لين الحديث».
(٧) في [أ]: «بريد».

التَّرغيبُ والتَّرهيبُ
مِنَ الحَدِيثِ الشَّرِيفُ

تأليف
الإمام الحافظ
زكيّ الدِّين عبد العظيم بن عبد القويّ المنذري
المتوفى سنة ٦٥٦ هـ

ضبطه وخرّج آياته وأحاديثه
إبراهيم شمس الدِّين

الجُزء الرابع

سمعت أبي يقول: أبو بشر أحب إليّ من المنهال، وزاذان ثقة مشهور ألانه بعضهم، وروى له مسلم حديثين في صحيحه، ورواه البيهقي من طريق المنهال بنحو رواية أحمد، ثم قال: وهذا حديث صحيح الإسناد، وقد رواه عيسى بن المسيب عن عدي بن ثابت عن البراء عن النبي ﷺ، وذكر فيه اسم الملكين فقال في ذكر المؤمن: «فَيُرَدُّ إِلَى مَضْجَعِهِ فَيَأْتِيهِ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ يُثِيرانِ الأَرْضَ بِأَنْيَابِهِمَا وَيَلْجُفَانِ الأَرْضَ بِشِفَاهِهِمَا فَيُجْلِسَانِهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: يَا هٰذَا مَنْ رَبُّكَ؟» فَذَكَرَهُ وَقَالَ فِي ذِكْرِ الْكافِرِ: «فَيَأْتِيهِ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ يُثِيرَانِ الأَرْضَ بِأَنْيَابِهِمَا، وَيَلْجُفَانِ الأَرْضَ بِشِفَاهِهِمَا، أَصْوَاتُهُمَا كالرَّعْدِ الْقَاصِفِ، وَأَبْصَارُهُمَا كَالْبَرْقِ الْخَاطِفِ فَيُجْلِسَانِهِ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا هٰذَا مَنْ رَبُّكَ؟» فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي، فَيُنَادَى مِنْ جَانِبِ الْقَبْرِ: لاَ دَرَيْتَ وَيَضْرِبَانِهِ بِمِرْزَبَّةٍ مِنْ حَدِيدٍ، لَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهَا مَنْ بَيْنَ الْخَافِقَيْنِ لَمْ يُقِلُّوهَا يَشْتَعِلُ مِنْهَا قَبْرُهُ نَاراً، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ أَضْلاَعُهُ».

«قوله: هاه هاه»: هي كلمة تقال في الضحك وفي الإبعاد، وقد تقال للتوجع، وهو أليق بمعنى الحديث، والله أعلم.

١٦ ـ وعنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا قُبِضَ أَتَتْهُ مَلاَئِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحَرِيرَةٍ بَيْضَاءَ فَيَقُولُونَ: اخْرُجِي إِلَى رَوْحِ اللّهِ فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ حَتَّى إِنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضاً فَيَشُمُّونَهُ حَتَّى يَأْتُوا بِهِ بَابَ السَّمَاءِ؛ فَيَقُولُونَ: مَا هٰذِهِ الرِّيحُ الطَّيِّبَةُ الَّتِي جَاءَتْ مِنَ الأَرْضِ، وَلاَ يَأْتُونَ سَمَاءً إِلاَّ قالُوا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتَّى يَأْتُوا بِهِ أَرْوَاحَ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَهُمْ أَشَدُّ فَرَحاً بِهِ مَنْ أَهْلِ الْغَائِبِ بِغَائِبِهِمْ، فَيَقُولُونَ: مَا فَعَلَ فُلاَنٌ؟ فَيَقُولُونَ: دَعُوهُ حَتَّى يَسْتَرِيحَ فَإِنَّهُ كانَ فِي غَمِّ الدُّنْيَا، فَيَقُولُ: قَدْ مَاتَ أَمَا أَتَاكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: ذُهِبَ بِهِ إِلَى أُمِّهِ الْهَاوِيَةِ. وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيَأْتِيهِ مَلاَئِكَةُ الْعَذَابِ بِمَسْحٍ فَيَقُولُونَ: اخْرُجِي إِلَى غَضَبِ اللّهِ فَتَخْرُجُ كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ، فَيُذْهَبُ بِهِ إِلَى بَابِ الأَرْضِ». رواه ابن حبان في صحيحه، وهو عند ابن ماجه بنحوه بإسناد صحيح.

١٧ ـ وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّهُ عَنْهُ قالَ: شَهِدْنَا جَنَازَةً مَع نَبِيِّ اللّهِ ﷺ فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهَا، وَانْصَرَفَ النَّاسُ، قالَ نَبِيُّ اللّهِ ﷺ: «إِنَّهُ الآنَ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِكُمْ أَتَاهُ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ أَعْيُنُهُمَا مِثْلُ قُدُورِ النُّحَاسِ، وَأَنْيَابُهُمَا مِثْلُ صَيَاصِي الْبَقَرِ، وَأَصْوَاتُهُمَا مِثْلُ الرَّعْدِ فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَسْأَلاَنِهِ مَا كانَ يَعْبُدُ وَمَنْ كانَ نَبِيُّهُ، فَإِنْ كانَ مِمَّنْ يَعْبُدُ اللّهِ قالَ أَعْبُدُ اللّهَ، وَنَبِيِّي

تاريخ مدينة السلام

وأخبار محدثيها وذكر قطانها العلماء من غير أهلها ووارديها

تأليف

الإمام الحافظ أبي بكر أحمد بن علي بن ثابت

الخطيب البغدادي

٣٩٢ - ٤٦٣ هـ

المجلد التاسع

حماد- آخر الزاي

٤٢٠٣ - ٤٥٦٣

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف



حدَّث عن جعفر بن محمد الفِرْيابي. روى عنه إبراهيم بن مَخْلَد بن جعفر.

ذكر من اسمُهُ زَيْدان

٤٥٥٤- زيدان بن عبدالغفار، أبو بكر البغداديُّ.

حدَّث عن حجَّاج بن محمد الأعور. روى عنه أبو جعفر محمد بن عبدالله بن سُليمان الحَضْرمي في مُعجم شيوخه.

٤٥٥٥- زَيْدان بن محمد بن زَيْدان البِرْتيُّ الكاتب.

حدَّث عن زياد بن أيوب الطُّوسي، وأحمد بن منصور الرَّمادي، وإبراهيم بن هانىء النَّيْسابوري أحاديث مُستقيمة.

روى عنه الدَّارقُطني، وابن شاهين، وأبو الحسن ابن الجُنْدي، وأبو القاسم ابن الثَّلاَّج، وذكر ابن الثَّلاَّج أنه سمع منه في سنة اثنتين وعشرين وثلاث مئة.

ذكر من اسمه زاذان

٤٥٥٦- زاذان، أبو عُمر الكِنْديُّ، مولاهم[١].

سمع عليّ بن أبي طالب، وعبدالله بن مسعود، وعبدالله بن عُمر. روى عنه ذَكْوان أبو صالح، وعبدالله بن السَّائب، وعَمرو بن مرة، وغيرهم.

وكان ثقةً، نزَلَ الكوفة وذكرَ أنه وَرَد بغدادَ، ووَقَف على الصَّرَاة، وقد سُقنا الخَبَر بذلك في أول الكتاب عند ذكر سُليمان بن صُرَد الخُزاعي.

٤٥٥٧- زاذان بن عبدالله بن زاذان، أبو عُمر القَزْوينيُّ[٢].

---

(١) اقتبسه المزي في تهذيب الكمال ٩/ ٢٦٣، والذهبي في السير ٤/ ٢٨٠.

(٢) اقتبسه السمعاني في «القزويني» من الأنساب.

قسط ہفتم

اعادۃ الروح اور جمہور اہل السنّۃ والجماعۃ

عود روح کے مضمون کو خیر القرون سے تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہے اور یہ جمہور اہل سنت کا مسلک ہے۔چنانچہ ہم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے شواہد میں ذکر کیا ہے کہ

1۔۔۔صحابی رسول حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کہ روح فرشتے کے قبضے میں ہوتی ہے اور بے شک جسد کو غسل دیا جاتا ہے اور بے شک فرشتہ اس کے ساتھ قبر کی طرف جاتی ہے پھر جب اس پر قبر برابر کی جاتی ہے تو روح کو اس میں داخل کرتی ہے"۔

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ، ثنی سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، نا عَبِيدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ، ثنی عَمَّارٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، قَالَ: قَالَ حُذَيْفَةُ: الرُّوحُ بِيَدِ مَلَكٍ وَإِنَّ الْجَسَدَ لَيُغَسَّلُ, وَإِنَّ الْمَلَكَ لَيَمْشِي مَعَهُ إِلَى الْقَبْرِ, فَإِذَا سُوِّيَ عَلَيْهِ سَلَكَ فِيهِ فَذَلِكَ حَتَّى يُخَاطَبَ

(کتاب المنامات لابن أبي الدنيا ص23۔24، رقم 7 وقال محققه سيد ابراهيم: اسناده حسن)

2۔۔۔ اسی طرح عمرو بن دینارؒ فرماتے ہیں:

"جو بھی بندہ مرتا ہے،اس کی روح فرشتے کے ہاتھ میں ہوتی ہے،وہ اپنے جسم کی طرف دیکھ رہا ہوتا ہے کہ اسے کیسے غسل و کفن دیا جا رہا ہے اور کیسے قبرستان کی طرف لے جایا جا رہا ہے۔پھر اسے قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے۔ اور داود نے اس روایت

میں زیادت نقل کی ہے کہ جب وہ چارپائی پر ہوتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے : اپنے بارے میں لوگوں کی تعریف سن"۔

مَا مِنْ مَّيِّتٍ يَّمُوتُ، إِلَّا وَرُوحُهٗ فِي يَدِ مَلِكٍ، يَّنْظُرُ إِلٰى جَسَدِهٖ، كَيْفَ يُغَسَّلُ، وَ كَيْفَ يُكَفَّنُ، وَ كَيْفَ يُمْشٰى بِهٖ، فَيُجْلَسُ فِي قَبْرِهٖ، وقال داود: وزاد في هذا الاحديث قال يُقَالُ لَهٗ، وَهُوَ عَلٰى سَرِيرِهٖ: اسْمَعْ ثَنَاءَ النَّاسِ عَلَيْكَ۔

(حلية الأولياء: 349/3، وسندہٗ صحيح)

3۔۔۔ اسی طرح امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"جب بندے کو لحد میں رکھا جاتا ہے اور اہل وعیال واپس لوٹتے ہیں تو اس کی طرف اس کے بدن میں روح کو لوٹایا جاتا ہے پس اس وقت اس سے قبر میں سوال ہوتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: {يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة} یعنی قبر(میں ثابت قدم ہونا)۔۔ پس ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی طاعت پر قائم رکھے اور سوال کے اسی ساعت میں ہمارے لئے برکت عطا فرمائے۔ ۔۔۔۔۔"

إذا صير العبد إلى لحده وانصرف عنه أهله، أعيد إليه روحه في جسده؛ فيسأل حينئذ في قبره، وهو قول الله: {يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة} [إبراهيم: 27]، يعني: القبر، فنسأل الله أن يثبتنا على طاعته ويبارك لنا في تلك الساعة عند المساءلة .... (اللالكائي في شرح أصول الاعتقاد، رقم: 2157، ص975)

4۔۔۔ علامہ ابن رجب حنبلی حضرات البراء بن عازب، ابو هريرة، ابن عباس، ابن مسعود حذيفة رضی الله عنهم اجمعين اور عبد الرحمن ابن ابی ليلىٰ التابعی رحمۃ اللہ علیہ، ابو نجيح رحمۃ اللہ علیہ، ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ وغيرهم کے روایت نقل کرکے فرماتے ہیں:

"ان سب ائمہ سلف نے صراحت فرمائی ہے کہ سوالات کے وقت روح کو جسم کی طرف لوٹایا جاتا ہے اور اسی طرح ہمارے (حنبلی) ساتھیوں میں سے فقہا اور متکلمین وغیرھم کی جماعتوں نے بھی اس کی صراحت کی ہے۔"

فهؤلاء السلف كلهم صرحوا بأن الروح تُعاد إلى البدن عند السؤال وصرح بمثل ذلك طوائف من الفقهاء والمتكلمين من أصحابنا وغيرهم... (اهوال القبور لابن رجب الحنبلی ص251)

5۔۔۔ امام محی الدین یحی بن شرف بن حسن۔ النووی الشافعیؒ فرماتے ہیں:

"پھر اہل السنۃ کے نزدیک بعینہ جسد عنصری کو یا اس کے بعض کو روح لوٹایا جانے کے بعد سزا دی جاتی ہے"

ثم المعذب عن اهل السنة الجسد بعينه او بعضه بعد اعادة الروح اليه او الى جزء منه

(صحیح مسلم بشرح النووی۔ الجز السابع عشر، ص293)

6۔۔۔۔ علامہ ابن حجر عسقلانی الشافعیؒ فرماتے ہیں:

"اور جمہور (ابن حزم وغیرہ) کی مخالفت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ روح کو پورے جسم یا بعض حصہ کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے"۔۔۔

وخالفهم الجمهور فقالوا تعاد الروح الى الجسد او بعضه كما ثبت فى الحديث...

(فتح الباری، الجز الثالث، ص235)

7۔۔۔۔۔علامہ بدرالدین العینی الحنفیؒ فرماتے ہیں:

"جب ہم یہ کہیں کہ قبر میں سوال کے وقت ارواح کو اجسام کی طرف لوٹایا جاتا ہے جیسا کہ اکثر اہل السنۃ الجماعۃ کا قول ہے"

اذا قلنا ان الار اواح تعاد الى اجساد عند المسئلة وهو قول الا كثر من اهل السنة... (عمدہ القاری الجز السابع عشر، ص125)

8۔۔ علامہ آلوسی الحنفیؒ فرماتے ہیں:

"اور جمہور (اھل السنۃ) اس کے قائل ہیں کہ روح کو پورے جسم یا بعض جسم کی طرف سوال کے وقت ایسے انداز سے لوٹایا جاتا ہے کہ اہل دنیا محسوس نہیں کر سکتے۔۔۔"

والجمهور على عود الروح الى الجسد او بعضه وقت السوال على وجه لا يحس به اهل الدنيا ... (روح المعانی جلد الحادی والعشرون، ص57)

9۔۔ امام تقی الدین علی بن عبد الکافی۔ السبکی الشافعیؒ لکھتے ہیں:

" قبور میں اثبات حیات پر اہل سنت کا اجماع ہے، امام الحرمینؒ اپنی کتاب شامل میں فرماتے ہیں کہ امت کے اسلاف اثبات عذابِ قبر اور مردوں کو قبروں میں زندہ کرنے اور ان کی ارواح کو ان کے جسموں کی طرف لوٹانے پر متفق ہیں۔۔"

وقد اجمع اهل السنة على اثبات الحياة فى القبور وقال امام الحرمين ف الشامل وقد اتفق سلف الامة على اثبات عذاب القبر ورد الاروح فى اجسادهم ...

(شفاء السقام، ص425)

نوٹ :۔ اعادہ روح والی روایات کو تدوین حدیث کے شروع سے لے کر ہر دور میں متقدمین و متاخرین محدثین نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے۔۔ اسی طرح اہل سنت کے مفسرین میں سے امام طبری سمیت اکثر مفسرین نے اپنی کتب تفاسیر میں اس کو نقل کیا ہے۔۔ جس حدیث کو امت میں تلقی بالقبول کا درجہ حاصل ہوجائے وہ درجہ تواتر کو پہنچ جاتا ہے۔

حلية الأولياء

وطبقات الأصفياء

للحافظ أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصفهاني

المتوفى سنة ٤٣٠ هـ

الجزء الثالث

مكتبة الخانجي
القاهرة

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

إلى عمرو بن دينار سنين (١) ، فما قال لى كلمة تسوءنى قط .

* حدثنا الحسن بن محمد ثنا احمد المادرانى ثنا عباس بن محمد ثنا عثمان ابن عبد الوهاب ثنا أبى ثنا محمد بن مسلم عن عمرو بن دينار . قال : بلغنى أن موسى بن عمران نبى الله صلى الله عليه وسلم ، صام أربعين ليلة فلما ألقى الألواح تكسرت فصام مثلها فردت اليه .

* حدثنا عبد الله بن محمد ثنا جعفر بن محمد الفريابى ثنا قتيبة بن سعيد ثنا داود بن عبد الرحمن العطار عن عمرو بن دينار . قال : مامن ميت يموت إلا وروحه فى يد ملك ينظر إلى جسده كيف يغسل وكيف يكفن وكيف يمشى به فيجلس فى قبره . قال داود : وزاد فى هذا الحديث قال يقال له وهو على سريره : اسمع ثناء الناس عليك .

* حدثنا عبد الله بن محمد ثنا اسحاق بن ابراهيم ثنا اسماعيل بن يزيد ثنا ابراهيم بن الأشعث ثنا ابن عيينة عن عمرو بن دينار . قال : الأواب الحفيظ الذى لا يقوم من مجلس له إلا استغفر الله عز وجل ، يقول : اللهم أغفر لنا ما أصبنا فى مجلسنا ، سبحان الله وبحمده .

أسند عمرو بن دينار : عن جابر بن عبد الله ، وعبد الله بن عباس ، وعبد الله بن عمر ، وغيرهم رضى الله تعالى عنهم .

* حدثنا أبو بكر محمد بن جعفر بن الشيخ (٢) ثنا محمد بن احمد بن أبى العوان ثنا روح بن عبادة ثنا زكريا بن اسحاق ثنا عمرو بن دينار . قال سمعت جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه يحدث أن رسول الله صلى الله عليه وسلم : كان ينقل معهم الحجارة للكعبة وعليه إزاره ، فقال له العباس عمه : يا ابن أخى لو حللت ازارك فجعلته على منكبيك دون الحجارة . قال : فحله فجعله على منكبيه فسقط مغشيا عليه فما رئى بعد ذلك عريانا . صحيح متفق عليه من حديث عمرو عن جابر حدث به البخارى عن مطر عن روح بن خديج .

* حدثنا محمد بن احمد بن الحسين ثنا بشر بن موسى ثنا الحميدى ثنا

---

(١) فى المختصر : سنتين . (٢) فى مخ : ابن الهيثم .

٢١٥٦ ـ أنا كوهي بن الحسن، أنا أحمد بن القاسم قال: سمعت الحارث المحاسبي يحدث أبي قال: «وكنت في مقبرة هاهنا الذي في باب المغير مشرفًا علىٰ مقبرة قال: فأسمع صوت القنا بعضها علىٰ بعض تضرب، وأنا مشرف علىٰ المقبرة، من قبر وهو يقول: أوه، أوه قال: فنزلت من فوق إلىٰ القبر الذي سمعت منه، وقال: فأشكل عليَّ، قال: فصوت بالحفار، قال: قلت: تعرف هذا القبر؟ قال: نعم أعرفه من سنين، قال: قلت فتعرف له أهلاً؟

قال: لا، ولكن كنت أعرفهم كانوا يجيئون منذ سنتين».

٢١٥٧ ـ أنا محمد بن أحمد الطوسي قال: نا محمد بن يعقوب قال: نا محمد بن عبد الرحيم الهروي ـ بالسافرية ـ قال: نا محمد بن عبد العزيز الواسطي قال: نا شهاب ابن خراش الحوشبي:

عن عمه ـ العوام بن حوشب ـ قال: «نزلت مرة حيًا إلىٰ جانب الحي مقبرة، فلما كان بعد العصر انشق منها قبر فخرج رجل رأسه رأس حمار وجسده جسد إنسان فنهق ثلاث نهقات ثم انطبق عليه القبر، فإذا عجوز تغزل شعرًا أو صوفًا، وقالت امرأة: ترىٰ تلك العجوز قلت: ما لها؟ قالت: تلك أم هذا قال: وما كان قصته؟ قالت: كان يشرب الخمر فإذا راح تقول له أمه: يا بني اتق اللَّه إلىٰ متىٰ تشرب هذا الخمر؟ قال: فيقول لها: إنما أنت تنهقين كما ينهق الحمار، قالت: فمات بعد العصر، قال: فهو ينشق عنه القبر بعد العصر كل يوم فينهق ثلاث نهقات ثم ينطبق عليه القبر».

٢١٥٨ ـ أنا عبيد اللَّه بن محمد، أنا عثمان بن أحمد قال: نا حنبل قال:

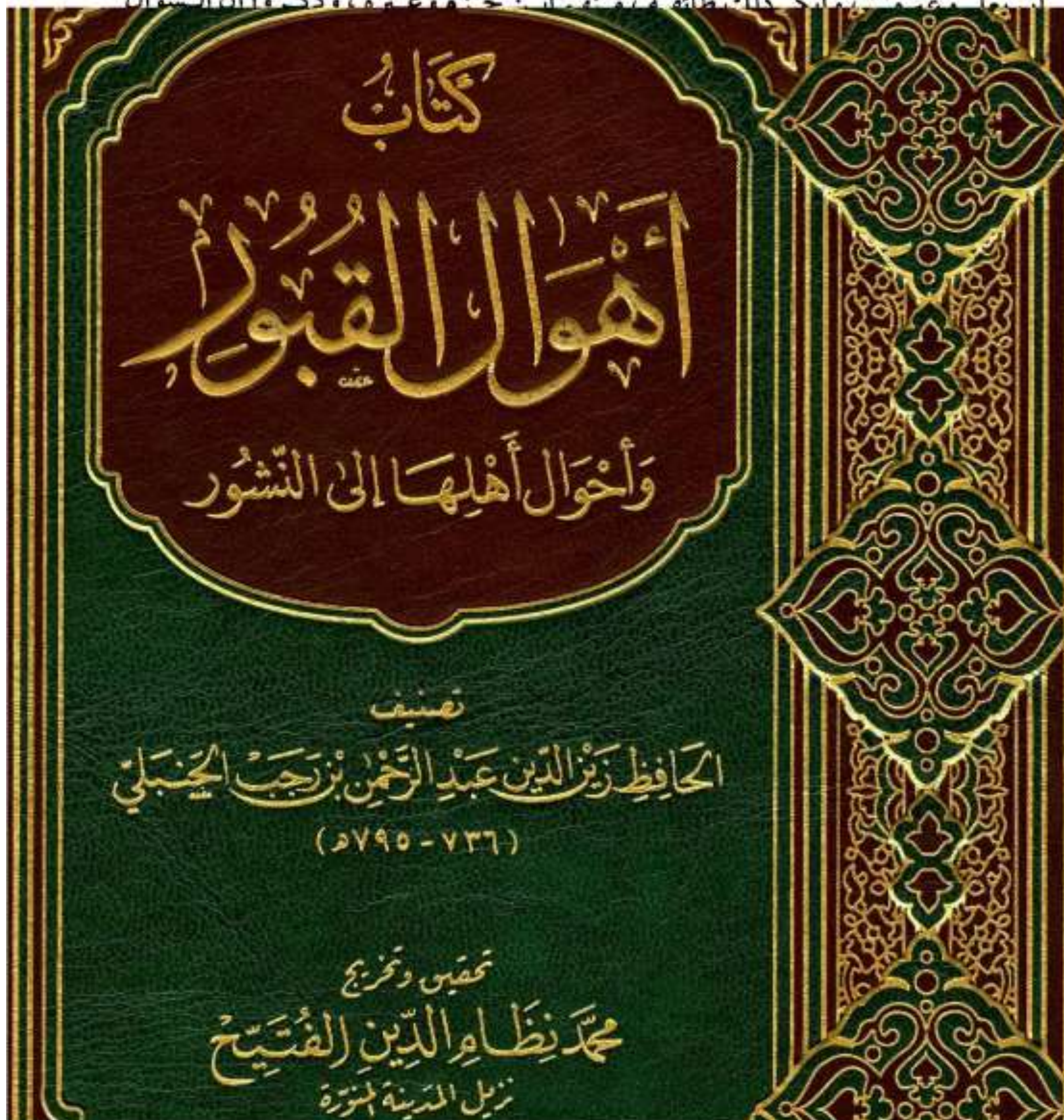
سمعت أبا عبد اللَّه ـ يعني أحمد بن حنبل ـ يقول: «إذا صير العبد إلىٰ لحده وانصرف عنه أهله أعيد إليه روحه في جسده فيسأل حينئذ في قبره. وهو قول اللَّه: ﴿**يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ**﴾ [إبراهيم: ٢٧] يعني القبر، فنسأل اللَّه أن يثبتنا علىٰ طاعته ويبارك لنا في تلك الساعة عند المساءلة، فالسعيد من أسعده اللَّه عز وجل، قال: وسمعت أبا عبد اللَّه يقول: نؤمن بعذاب القبر ومنكر ونكير».

ملك ، ينظر إلى جسده كيف يغسل وكيف يكفن ، وكيف يُمشَى به إلى قبره ؟ ثم تعاد إليه روحه ، فيجلس في قبره[١] .

وكذلك قال أبو صالح وغيره من السلف في قوله تعالى : ﴿ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِٱللَّهِ وَكُنتُمْ أَمْوَٰتًا فَأَحْيَٰكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴾ [البقرة: ٢٨] : إن الحياة الأولى هي في القبر للسؤال ، وإن كان الأكثرون خالفوا في ذلك[٢] .

فهؤلاء السلف كلهم صرحوا بأن الروح تعاد إلى البدن عند السؤال .

وصرح بمثل ذلك طوائف من الفقهاء والمتكلمين من أصحابنا وغيرهم كالقاضي أبو يعلى وغيره[٣] ، وأنكر ذلك طائفة ، منهم ابن حزم وغيره ، وذكروا أن السؤال



صَحِيحُ مُسْلِم

بِشَرْحِ النَّوَوِي

مُوافِق للمعجم المفهرس لألفاظ الحديث

الجُزء السابع عشر

٦٦ - (...) **حدّثنا** عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ . أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ . أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَالِمٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ . قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ ﷺ : « إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ . إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ ، فَالْجَنَّةُ . وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، فَالنَّارُ » قَالَ : « ثُمَّ يُقَالُ : هَـٰذَا مَقْعَدُكَ الَّذِى تُبْعَثُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ » .

* * *

كتاب الصلاة وكتاب الجنائز ، والمقصود أن مذهب أهل السنة إثبات عذاب القبر كما ذكرنا ، خلافاً للخوارج ومعظم المعتزلة وبعض المرجئة نفوا ذلك ثم المعذب عند أهل السنة الجسد بعينه أو بعضه بعد إعادة الروح إليه أو إلىٰ جزء منه ، وخالف فيه محمد بن جرير وعبد الله بن كرام وطائفة فقالوا : لا يشترط إعادة الروح قال أصحابنا : هذا فاسد لأن الألم والإحساس إنما يكون فى الحى قال أصحابنا : ولا يمنع من ذلك كون الميت قد تفرقت أجزاؤه كما نشاهد فى العادة أو أكلته السباع أو حيتان البحر أو نحو ذلك ، فكما أن الله تعالى يعيده للحشر ، وهو سبحانهٗ وتعالى قادر علىٰ ذلك فكذا يعيد الحياة إلىٰ جزء منه أو أجزاء وإن أكلته السباع والحيتان ، فإن قيل : فنحن نشاهد الميت علىٰ حاله فى قبره فكيف يسأل ويقعد ويضرب بمطارق من حديد ولا يظهر له أثر ؟ فالجواب : أن ذلك غير ممتنع ، بل له نظير فى العادة وهو النائم فإنه يجد لذة وآلاماً لا نحس نحن شيئاً منها ، وكذا يجد اليقظان لذة وألماً لما يسمعه أو يفكر فيه ولا يشاهد ذلك جليسه منه وكذا كان جبرئيل يأتى النبى صلى الله عليهما وسلم فيخبره بالوحى الكريم ولا يدركه الحاضرون ، وكل هذا ظاهر جلى قال أصحابنا : وأما إقعاده المذكور فى الحديث فيحتمل أن يكون مختصاً بالمقبور دون المنبوذ ومن أكلته السباع والحيتان وأما ضربه بالمطارق فلا يمتنع أن يوسع له فى قبره فيقعد ويضرب والله أعلم . **قوله** : (مقعدك حتىٰ يبعثك الله) هذا

فتح البارى

بشرح صحيح الإمام أبى عبد الله محمد بن إسمعيل البخارى

للإمام الحافظ

أحمد بن على بن حجر

العسقلانى

٧٧٣ — ٨٥٢

الجزء الثالث

قرأ أصله تصحيحا وتحقيقا
وأشرف على مقابلة نسخه المطبوعة والمخطوطة

عبد العزيز بن عبد الله بن باز

الاستاذ بكلية الشريعة بالرياض

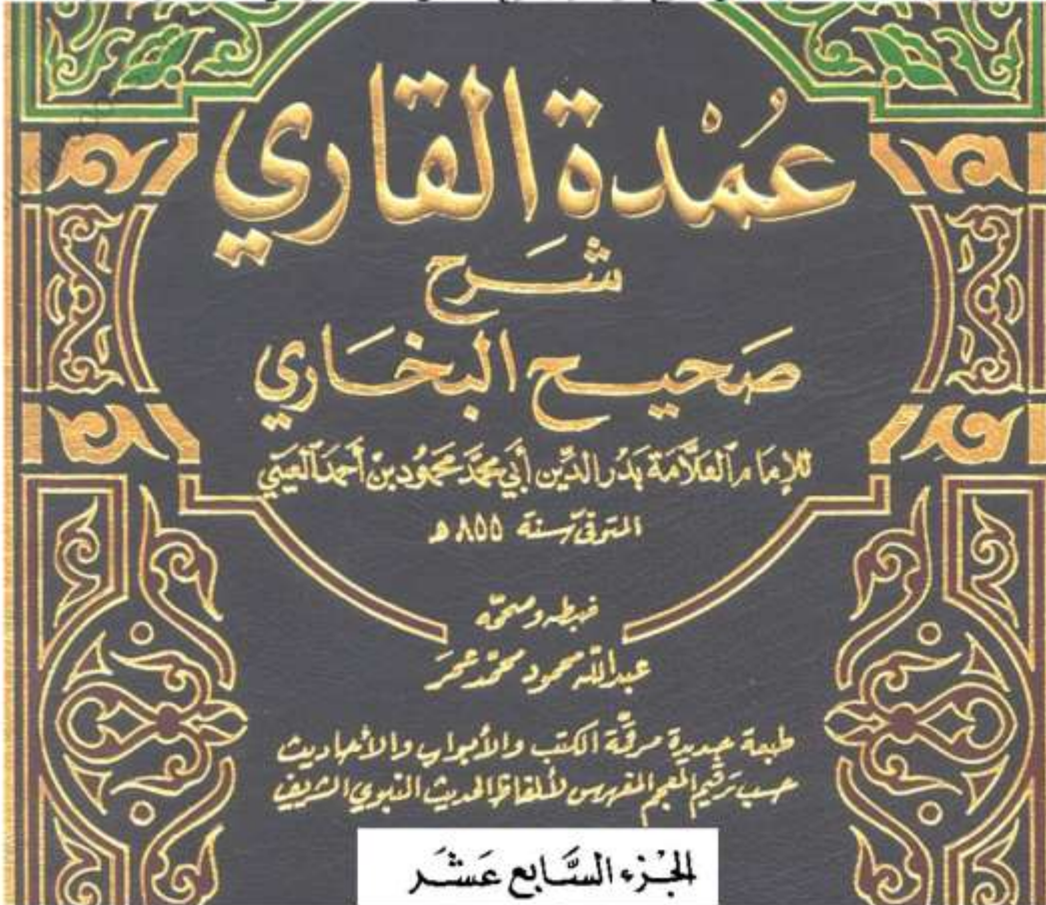
رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
واستقصى أطرافه ، ونبه على أرقامها فى كل حديث

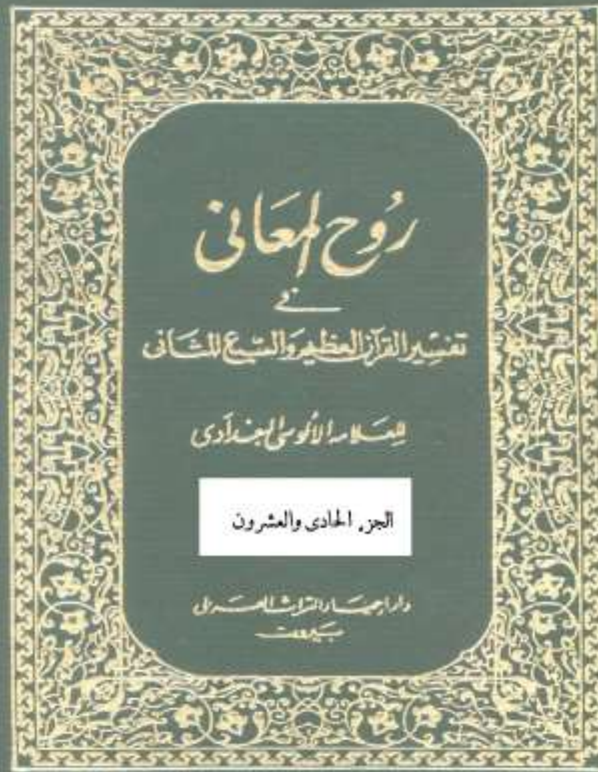
محمد فؤاد عبد الباقى

المكتبة السلفية

ذلك بمن حضره أو من النبي ﷺ بعد ، ولو كان ذلك قادحا في روايتها لقدح في رواية ابن عمر فانه لم يحضر أيضا ، ولا مانع أن يكون النبي ﷺ قال اللفظين معا فانه لا تعارض بينهما . وقال ابن التين : لا معارضة بين حديث ابن عمر والآية لأن الموتى لا يسمعون بلا شك ، لكن إذا أراد الله إسماع ما ليس من شأنه السماع لم يمتنع كقوله تعالى ﴿ إنا عرضنا الأمانة ﴾ الآية ، وقوله ﴿ فقال لها وللارض ائتيا طوعا أو كرها ﴾ الآية . وسيأتي في المغازي قول قتادة : إن الله أحياهم حتى سمعوا كلام نبيه توبيخا ونقمة انتهى . وقد أخذ ابن جرير وجماعة من الكرامية من هذه القصة أن السؤال في القبر يقع على البدن فقط ، وأن الله يخلق فيه إدراكا بحيث يسمع ويعلم ويلذ ويألم . وذهب ابن حزم وابن هبيرة الى أن السؤال يقع على الروح فقط من غير عود الى الجسد ، وخالفهم الجمهور فقالوا : تعاد الروح الى الجسد أو بعضه كما ثبت في الحديث ، ولو كان على الروح فقط لم يكن للبدن بذلك اختصاص ، ولا يمنع من ذلك كون الميت قد تتفرق أجزاؤه ، لأن الله قادر أن يعيد الحياة الى جزء من الجسد ويقع عليه السؤال ، كما هو قادر على أن يجمع أجزاءه . والحامل للقائلين بأن السؤال يقع على الروح فقط أن الميت قد يشاهد في قبره حال المسألة لا أثر فيه من إقعاد ولا غيره ، ولا ضيق في قبره ولا سعة ، وكذلك غير المقبور كالمصلوب . وجوابهم أن ذلك غير ممتنع في القدرة ، بل له نظير في العادة وهو النائم فانه يجد لذة وألما لا يدركه جليسه ، بل اليقظان قد يدرك ألما أو لذة لما يسمعه أو يفكر فيه ولا يدرك ذلك جليسه ، وإنما أتى الغلط من قياس الغائب على الشاهد وأحوال ما بعد الموت على ما قبله ، والظاهر أن الله تعالى صرف أبصار العباد وأسماعهم عن مشاهدة ذلك وستره عنهم إبقاء عليهم لئلا يتدافنوا ، وليست للجوارح الدنيوية قدرة على إدراك أمور الملكوت إلا من شاء الله . وقد ثبتت الأحاديث بما ذهب اليه الجمهور كقوله « انه ليسمع خفق نعالهم » وقوله « تختلف أضلاعه لضمة القبر » وقوله « يسمع صوته إذا ضربه بالمطراق » وقوله « يضرب بين أذنيه » وقوله « فيقعدانه » وكل ذلك من صفات الأجساد . وذهب أبو الهذيل ومن تبعه الى أن الميت لا يشعر بالتعذيب ولا بغيره إلا بين النفختين ، قالوا وحاله كحال النائم والمغشى عليه لا يحس بالضرب ولا بغيره إلا بعد الافاقة ، والأحاديث الثابتة في السؤال حالة تولي أصحاب الميت عنه ترد عليهم . (تنبيه) : وجه إدخال حديث ابن عمر وما عارضه من حديث عائشة في ترجمة عذاب القبر أنه لما ثبت من سماع أهل القليب وتوبيخه لهم دل إدراكهم الكلام بحاسة السمع على جواز إدراكهم ألم العذاب ببقية الحواس بل بالذات إذ الجامع بينهما وبين بقية الأحاديث أن المصنف أشار الى طريق من طرق الجمع بين حديثي ابن عمر وعائشة بحمل حديث ابن عمر على أن مخاطبة أهل القليب وقعت وقت المسألة وحينئذ كانت الروح قد أعيدت الى الجسد ، وقد تبين من الأحاديث الأخرى أن الكافر المسئول يعذب ، وأما إنكار عائشة فمحمول على غير وقت المسألة فيتفق الخبران . ويظهر من هذا التقرير وجه إدخال حديث ابن عمر في هذه الترجمة والله أعلم . رابع أحاديث الباب حديث عائشة في قصة اليهودية . **قوله** (سمعت الأشعث) هو ابن أبي الشعثاء سليم بن الاسود المحاربي . **قوله** (عن أبيه) في رواية أبي داود الطيالسي عن شعبة عن أشعث « سمعت أبي » . **قوله** (ان يهودية دخلت عليها فذكرت عذاب القبر) وقع في رواية أبي وائل عن مسروق عند المصنف في الدعوات « دخلت عجوزان من عجز يهود المدينة فقالتا : إن أهل القبور يعذبون في قبورهم » وهو محمول على أن إحداهما تكلمت وأقرتها الأخرى على ذلك فنسبت القول اليهما مجازا ، والإفراد يحمل على المتكلمة . ولم أقف على اسم واحدة منهما . وزاد في رواية أبي وائل « فكذبتهما » ووقع عند مسلم من طريق ابن شهاب عن عروة عن عائشة قالت « دخلت عليَّ امرأة من اليهود وهي

قال رسول الله، ﷺ: **إنه ليعذب بخطيئته وذنبه**» والحال أن أهله ليبكون عليه الآن، وهذا وجه رد عائشة على ابن عمر، والحاصل هنا أن ابن عمر حمل كلامه، ﷺ على الحقيقة، وأن عائشة حملته على المجاز حيث أولته بما ذكرته. **قوله: «قالت»**، أي: عائشة. **«وذاك مثل قوله»** أي: الذي قاله ابن عمر هنا قوله: إن رسول الله، ﷺ، إلى **قوله: «حق»**، ولفظ: مثل، في قوله: فقال لهم مثل ما قال، وقع في رواية الكشميهني: وفي رواية غيره: **«فقال لهم ما قال»** أي: ابن عمر. **قوله: «إنهم ليسمعون»**، بيان له أو بدل، ووجه المشابهة بينهما حمل ابن عمر على الظاهر، والمراد منهما أي: من الحديثين غير الظاهر. **قوله: «إنما قال»**أي: النبي ﷺ: **«إنهم الآن ليعلمون أنما كنت أقول لهم حق»** أرادت بذلك أن لفظ الحديث أنهم ليعلمون وأن ابن عمر وهم في **قوله: «ليسمعون»** وقال البيهقي: العلم لا يمنع من السماع، وقال الإسماعيلي: إن كانت عائشة قالت ما قالته رواية، فرواية ابن عمر أنهم ليسمعون وعلمهم لا يمنع من سماعهم. **قوله: «ثم قرأت عائشة...»** إلى آخره، أرادت بذلك تأكيد ما ذهبت إليه. وأجيب عن الآية: بأن الذي يسمعهم هو الله تعالى، والمعنى أنه ﷺ لا يسمعهم، ولكن الله أحياهم حتى سمعوا، كما قال قتادة. وقال السهيلي: وعائشة لم تحضر وغيرها ممن حضر أحفظ للفظه، وقد قالوا له: أتخاطب قوماً قد جيفوا؟ فقال: ما أنتم بأسمع لما أقول منهم، وإذا جاز أن يكونوا سامعين، إما بآذان رؤوسهم إذا قلنا إن الأرواح تعاد إلى الأجساد عند المسألة، وهو قول الأكثر من أهل السنة، وإما بآذان القلب والروح، على مذهب من يقول: يتوجه السؤال إلى الروح من غير رجوع منه إلى الجسد أو إلى بعضه. قوله: يقول





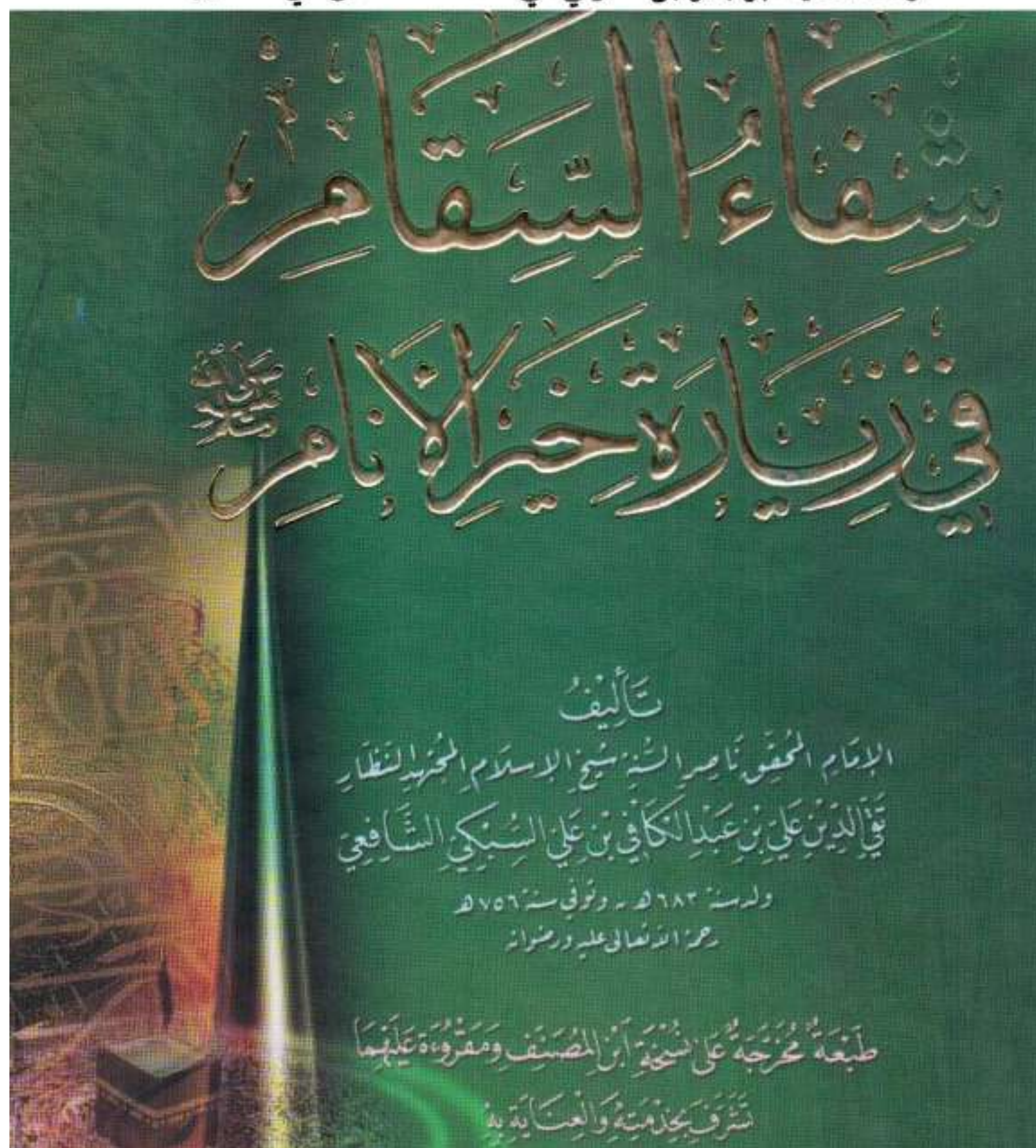
وهل ابن ع ... خطيئته وذنبه وان أهله
ليبكون عليه الآ ... قام على القليب وفيه
قتلى بدر من الم ... لمون أن ما كنت أقول
لهم حق » ثم قر ... ذلك السهيلى فقال :
عائشة رضى الله ... حضر أحفظ للفظه
عليه الصلاة وال ... أنتم بأسمع لما أقول
منهم قالوا : وإذ ... كونوا سامعين اه وهو
كلام قوى ، ولا ... أنه سمع ذلك ممن
حضره أو من ال ... روایة ابن عمر
السابقة فانه لم يح ... طاين جميعا فانه كما علم
من كلام السهيلى ... ه ، وغيرهما : انا لا
نسلم صحته وتص ... بان الموتى الذين
لا يسمعون هم ... بما أخبر عنهم من أنهم
أحياء عند الله عز ... ه صحيح إلا أن
الحافظ ابن رجب ... سليم صحته لا يثبت
المطلوب لأن خ ... ديث الصحيحين من
سماع العبد قرع نعال أصحابه إذا دفنوه وانصرفوا عنه إنه إذ ذاك تعود اليه روحه للسؤال فيسمع وهو حى والجمهور على عود الروح الى الجسد أو بعضه وقت السؤال على وجه لا يحس به أهل الدنيا إلا من شاء الله تعالى منهم ووراء ذلك مذاهب ، فذهب ابن جرير وجماعة من الكرامية أن السؤال فى القبر على البدن فقط وأن الله تعالى يخلق فيه إدراكا بحيث يسمع ويعلم ويلذ ويألم ، وعلى هذا المذهب يمكن أن يقال نحو ما قيل على الاول ، ومذهب ابن حزم وابن ميسرة انه على الروح فقط ، ومذهب ابى الهذيل واتباعه أن الميت لا يشعر بشيء أصلا إلا بين النفختين ، والحق ان الموتى يسمعون فى الجملة وهذا على أحد وجهين ، أولهما أن يخلق الله عز وجل فى بعض أجزاء الميت قوة يسمع بها متى شاء الله تعالى السلام ونحوه مما يشاء الله سبحانه سماعه اياه ولا يمنع من ذلك كونه تحت أطباق الثرى وقد انحلت منه هاتيك البنية وانفصمت العرى ولا يكاد يتوقف فى قبول ذلك من يجوز أن يرى أعمى الصين بقة أندلس ، وثانيهما أن يكون ذلك السماع للروح بلا وساطة قوة فى البدن ولا يمتنع أن تسمع بل أن تحس وتدرك مطلقا بعد مفارقتها البدن بدون وساطة قوى فيه وحيث كان لها على الصحيح تعلق لا يعلم حقيقته وكيفيته إلا الله عز وجل بالبدن كله أو بعضه بعد الموت وهو غير التعلق بالبدن الذى كان لها قبله أجرى الله سبحانه عادته بتمكينها من السمع وخلقه لها عند زيارة القبر وكذا عند حمل البدن اليه وعند الغسل مثلا ولا يلزم من وجود ذلك التعلق والقول بوجود قوة السمع ونحوه فيها نفسها أن تسمع كل مسموع لما أن السماع مطلقا وكذا سائر

وقد رَوىٰ البغوي في «شرح السُّنة»(١) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: «إنَّ الميت يَسمعُ حِسَّ النِّعال إذا ولّىٰ عنه الناس مُدبِرين، ثم يُجلَس ويُوضع كفنه في عنقه، ثم يُسئل».

وقد أجمع أهل السُّنَّة علىٰ إثبات الحياة في القبور:

قال إمام الحرمين في «الشامل»(٢): «اتفق سلف الأُمّة علىٰ إثبات عذاب القبر، وإحياء الموتىٰ في قبورهم، ورَدّ الأرواح في أجسادهم».

وقال الفقيه أبو بكر بن العربي في «الأمد الأقصىٰ في تفسير الأسماء



اعادہ روح قرآن کے مخالف نہیں

اعتراض:۔۔ قرآن میں دوحیات کا ذکر ہے اور اعادہ روح ماننے سے تیسری حیات ثابت ہوگی ۔۔ یہ قرآن کے بیان کے مخالف ہے۔

جواب:۔
اولاََ۔۔۔عود الروح سے جس نوع کی حیات حاصل ہوتی ہے اگر یہ قرآن کے بیان کردہ دوحیات کے مخالف مانے جائے تو پھر قرآن کی مخالفت حدیث سے لازم نہ آئے گا بلکہ قرآن کی مخالفت قرآن سے لازم آئے گا کیونکہ عذاب قبر اور مسئلہ قبر خود قرآن سے بمطابق تفسیر ماثور ثابت ہے۔۔۔
یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثّابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ۔۔۔۔الایۃ۔۔۔(سورۃ ابراھیم،آیت نمبر27)
اس آیت کی تفسیر صحابہ کرام(حضرت البراء بن عازب،ابو ھریرہ،حضرت ابو سعید خدری عبداللہ بن عباس اور عبداللہ ابن مسعود امم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھم اور امام مجاھد وغیرھم سلف) سے متواتر یہ منقول ہے کہ یہ آیت عذاب قبر اور سوال قبر کے متعلق ہے۔ یہ تفسیر صحاح ستہ سمیت تقریبا تمام کتبِ حدیث وکتب تفسیر (طبری، ابن کثیر، قرطبّی، بغوی وغیرھم) میں منقول ہے۔

گویا اس آیت میں دو حیاتوں میں تثبیت کا ذکر ہے دنیا کی حیات میں اور آخرت کی حیات میں مگر اس کے باوجود سنت رسول اور اجماع السلف سے ثابت ہے یہ آیت عذاب قبر اور مسئلہ قبر سے متعلق ہے۔۔ سلف سے یہ متواتر تفسیر اس بات کی دلیل ہے کہ قبر کی زندگی قرآن کی بیان کردہ دوحیات کے مخالف نہیں بلکہ موافق ہے۔۔ اس کو قرآن کے مخالف سمجھنا سوء فہم اور سلف و اجماعِ امت سے بغاوت ہے۔۔

پھر بعض سلف نے اس تثبیت فی القبر کو فی الحیاۃ الدنیا کی تفسیر قرار دیا۔ گویا یہ دنیوی زندگی کا تتمہ ہے۔

اور بعض نے فی الآخرۃ کی۔۔۔ گویا اخروی زندگی کا مقدمہ ہے۔۔ اور یہی راجح ہے کما فی تفسیر طبری۔۔۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں:

باب ما جاء فی کتاب اللہ عز وجل وسنة رسوله صلی اللہ علیه وسلم من بشارة المؤمنین بالتثبیت عن سؤال الملکین

قال اللہ عز وجل (یثبت اللہ الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الآخرۃ).

1۔۔أخبرنا أبو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحافظ، أنا أبو بكر أحمد بن سلیمان الفقیه، ثنا إسماعیل بن إسحاق القاضی، ثنا الحوضی، (ح)، وأخبرنا أبو زكریا یحیی بن إبراهیم بن محمد بن یحیی المزكی، أبو عثمان سعید بن محمد عبدان، قالا ثنا أبو عبد اللہ محمد بن یعقوب الحافظ، نا یحیی بن محمد بن یحیی، ثنا أبو عمر، ثنا شعبة، عن علقمة بن مرثد، عن سعد بن عبیدة، عن البراء بن عازب، عن النبی صلی اللہ علیه وسلم، قال: المؤمن إذا شهد أن لا إله إلا اللہ، وعرف محمدا صلی اللہ علیه وسلم فی قبره، فذلك قول اللہ عز وجل: (یثبت الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ

الدنیا) رواه أبو عبد الله محمد بن إسماعیل البخاری فی الصحیح عن أبی عمر حفص بن عمر الحوضی۔
اسی طرح روایت نمبر 3،4، 8 اور 9 پر حضرات براء بن عازب سے نقل کی ھے۔۔۔
5۔۔۔أخبرنا محمد بن عبد الله بن محمد أنا عبد الرحمن بن الحسن القاضی بھمذان ثنا إبراھیم بن الحسین ثنا آدم بن أبی إیاس ثنا حماد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن أبی سلمة عن أبی ھریرة قال: تلا رسول الله صلی الله علیه وسلم (یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا وفی الآخرة) فقال: ذلك إذا قیل له فی القبر من ربك وما دینك ومن نبیك فیقول: الله ربی والإسلام دینی ومحمد نبیی جاءنا بالبینات من عند الله فآمنت به وصدقته فیقال: صدقت علی ھذا حییت وعلیه تبعث إن شاء الله۔۔۔
6۔۔أخبرنا أبو محمد الحسن بن علی المؤمل بن الحسن بن عیسی رحمه الله قراءة علیه من أصله ثنا أبو عثمان عمرو بن عبید الله البصری نا أبو أحمد محمد ابن عبد الوھاب أنا جعفر بن عون أبنا عبد الرحمن بن عبد الله عن عبد الله بن المخارق عن المخارق بن سلیم قال قال عبد الله یعنی ابن مسعود إذا حدثنا كم بحدیث آتینا كم بتصدیق ذلك من كتاب الله عز وجل إن المسلم إذا دخل قبره أجلس فیه فقیل من ربك وما دینك یعنی ومن نبیك قال فیثبته الله عز وجل۔۔۔۔
7۔۔أخبرنا أبو عبد الرحمن الحافظ وأبو عبد الرحمن السلمی وأبو سعید محمد ابن موسی قالوا ثنا أبو العباس محمد بن یعقوب نا محمد بن إسحاق ثنا یحیی بن أبی بكیر ثنا شریك عن سالم عن سعید عن ابن عباس قال: (یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیاة الدنیا) قال: المخاطبة فی القبر یقول من ربك وما دینك ومن نبیك وفی الآخرة مثل ذلك۔۔۔
باب ما فی ھذه الآیة من الوعید للكفار بعذاب القبر.

قال الله تعالى: (ويضل الله الظالمين ويفعل الله ما يشاء)

10....أخبرنا أبو الحسن على بن محمد بن بشران العدل ببغداد أنا أبو عمرو عثمان بن أحمد بن عبد الله ثنا جعفر بن محمد الرازى ثنا الهيثم بن اليمان ثنا إسماعيل ابن زكريا حدثنى محمد يعنى ابن عون عن عكرمة عن ابن عباس فى قول الله عز وجل: (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا وفى الآخرة) الشهادة يسألون عنها فى قبورهم بعد موتهم قال قلت لعكرمة ما هو قال: يسألون عن إيمان محمد صلى الله عليه وسلم وأمر التوحيد قال: (ويضل الله الظالمين) قال تلك الشهادة فلا يهتدون أبدا وهكذا رواه غيره عن ابن عباس....

11...أخبرنا أبو عبد الله الحافظ وأبو سعيد بن أبي عمرو قالا ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن إسحاق الصغانى ثنا محمد بن عمرو الأسلمى، قال عبد السلام بن حفص ثنا عن شريك بن أبي نمر عن عطاء بن يسار عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: بى يفتتن أهل القبور وفى نزلت هذه الآية (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت) قال أبو العباس أحسبه قال وفيه نزلت..

12..وأخبرنا أبو عبد الله وأبو سعيد قالا ثنا أبو العباس ثنا محمد بن إسحاق ثنا معاوية بن عمرو بن أبي إسحاق الفزارى عن سفيان عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قال: (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت فى الحياة الدنيا) فى عذاب القبر...
(اثبات عذاب القبر للبيهقى)

ثانیاً۔۔۔۔۔ان آیتوں میں دو دفعہ کی جس حیات کا ذکر ہے وہ حیات مطلقہ 'حیات کاملہ اور پوری حیات ہے اور ایسی حیات یا تو دنیا میں ہوتی ہے اور یا قیامت کے دن ہو گی اور اس حیات کی علامت یہ ہے کہ اس حیات میں۔۔۔

1۔۔۔روح بدن کی تدبیر میں مصروف ہوتی ہے۔۔ اور روح جسد میں باطنی تصرف کرتی ہے جس سے سانس اور دم چلتا ہے، نبض اچھلتی ہے، کھانا ہضم ہوتا ہے۔۔

2۔۔ اسی طرح روح بدن میں ظاہری تصرف کرتی ہے اور اس سے **افعال وحرکاتِ تکلیفیہ** ظاہر ہوتی ہیں جس کا بخوبی لوگ مشاہدہ کر سکتے ہیں اور اس کی حرکات محسوس ہو سکتی ہیں ۔۔۔

ایسی حیات صرف دو دفعہ ہو گی ۔ دنیا میں اور آخرت میں ٗرہی قبر اور برزخ کی حیات تو وہ مطلق اور کامل حیات نہیں بلکہ فی الجملہ اور نوع من الحیو ۃ ہے ۔اس میں روح کا اتصال ٗربط اور تعلق بدن عنصری یا اس کے اجزاء کے ساتھ ہوتا ہے جن سے فہم و شعور اور قبر کی راحت و کلفت کا ادراک ہو سکے اور اس حیات میں بدن عنصری نہ تو خوراک اور لباس وغیرہ کا محتاج ہوتا ہے اور نہ ظاہری طور پر حس و حرکت اور جنبش کرتا ہے جس کا مشاہدہ کیا جا سکے اور اس معنی کو نہ سمجھتے ہوئے معتزلہ وغیرہ باطل فرقوں کو عذاب قبر اور راحت قبر کے بارے میں بڑی الجھنیں پیدا ہوئیں مگر حقیقت کو وہ نہ پا سکے اور اہل حق سنت کی پیروی کی بدولت اس راز کو پا گئے اور ان کے لئے اس میں کوئی دقت باقی نہ رہی۔

ثالثاََ۔۔ مماتی ٹولہ کے تمام فرقے تو بھی حیات برزخی کا قول کرتے ہے۔ پھر ان کا نظریہ قرآن کے بیان کردہ دو حیاتوں کا مخالف کیوں نہیں!

اعتراض:۔ اعادہ روح قرآن کے مخالف ہے کیونکہ قرآن کے بیان کے مطابق فیمسك التی قضیٰ علیها الموت۔۔۔الایة۔۔یعنی پھر جس کی موت کا فیصلہ کیا ہو اس کو روک لیتے ہیں ۔

جواب:۔۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

الله يتوفى الأنفس حين موتها والتي لم تمت في منامها فيمسك التي قضى عليها الموت ويرسل الأخرى إلى أجل مسمى إن في ذلك لآيات لقوم يتفكرون۔(سورة الزمر)

ترجمہ:۔ اللہ نفسوں کو موت کے وقت قبض کرتے ہیں اور جن کو موت نہیں ہوتی ان کو (بھی) سونے کے وقت قبض کرتے ہیں ، پھر جس کی موت کا فیصلہ کیا ہو اس کو روک لیتے ہین اور دوسری (قسم کی نفس) کو چھوڑ دیتے ہیں۔۔

اس آیت کریمہ نے تصریح فرما دی ہے کہ روح موت کے وقت قبض ہوتی ہے اسی طرح نیند کی حالت میں بھی قبض ہوتی ہے۔۔غور کریں کہ

1۔۔۔توفی سے کیا ہوتا ہے؟

محض توفی سے حواس میں ایک نوع کا تعطل آجاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ روح کا جسد میں موجودہ تعلق احساس کے متعلقات *باسم المفعول* تبدیل ہوجاتے ہیں اور توجہ اس عالم سے دوسرے عالم(خواب یا برزخ) کی طرف زیادہ ہوتا ہے۔ اب دوسرے عالم(خواب یا برزخ وقبر) میں پیش آنے والے حالات کا ادراک ہوتا ہے۔

یہ تعطل اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ قریب سے کوئی آواز بھی نہ سنے۔ دلیل یہ ہے یہ توفی نائم کے لئے بھی ہے جو حین دون حین آواز سے بیدار ہوجاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ پہلے نائم آواز سن لیتا ہے پھر بیدار ہوتا ہے۔۔

اس طرح توفی سےتکلیف والا تعلق منقطع ہوجاتا ہے اب وہ شرعی احکام کا مکلف نہیں رہا اور نہ اس کے کسی قول فعل کا کوئی شرعی اعتبار ہوتا ہے ۔۔

ہاں حالتِ نوم میں روح جسم کی تدبیر میں مصروف ہےجس سے سانس اور دم چلتا ہے، نبض اچھلتی ہے، کھانا ہضم ہوتا ہے۔۔

2۔۔۔ آیت کے مطابق عند الموت، توفی کیساتھ امساک مل جائے تو کیا ہوتا ہے؟

یہی کہ روح جسم کی تدبیر سے آزاد ہوجاتا ہے۔ دم رک گیا، نبض نہیں اچھلتی، نہ کھانا ہضم ہوتا ہے نہ دنیوی کھانے کی ضرورت رہی۔۔۔

اعادہ روح والے حدیث میں اس بات کا دعوی نہیں کیا گیا کہ روح آکر بدن کی تدبیر میں مصروف ہوگیا اب بدن میں دنیا کی زندگی کی طرح دم چلتا ہے نبض اچھلتی ہے یا کھانا ہضم ہورہا یا بدن ظاہری اور محسوس ہونے والی حرکت کرنے لگتا ہے۔۔ بلکہ اس میں جو امور مذکور ہیں وہ **ولکن لاتشعرون** کے درجے میں ہے۔

ہاں بعض سلف سےاس کی یہ تفسیر منقول ہے کہ زندوں کی ارواح نیند میں اموات کی ارواح سے ملاقات کرتی ہیں پھر زندوں کے ارواح کو اللہ واپس کرتے ہیں اور اموات کے ارواح کو روک لیتے ہیں۔

اور یہ تفسیر بھی اعادہ روح الی الابدان سے مخالف نہیں کیونکہ اعادہ روح قبر وبرزخ کے ابتدائی حالات کا اور بعد الموت زمانہ قریب کا معاملہ ہے۔۔ اعادہ روح اور سوال نکیرین کے بعد میت پر کئی اورحالات آتی ہیں۔۔ مثلاً۔

ا۔نوم برزخی کی حالت: جس کو حدیثِ ترمذی میں **بسندحسن(نم کنومة العروس)**

اور حدیث بخاری میں بسند صحیح(نم صالحا) کے الفاظ سے اشارہ کیا گیا ہے۔۔ اعادہ روح کے بعد نوم برزخی میں اگر ارواح الاموات زندوں کے ارواح سے ملاقات کرلیں تو یہ اعادہ روح عند سوال نکیرین کے کیسے مخالف ہوا؟

بلکہ یہ احادیث **نم کنومةالعروس** اور **نم صالحاً** دال ہیں کہ اعادہ روح کے بعد بھی ارواح کا اپنے اجساد کیساتھ تعلق برقرار ہے کیونکہ نوم سے تعلق بالکلیہ منقطع نہیں ہوتی۔

إثبات عذاب القبر

تأليف:

الإمام أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي
٣٨٤هـ - ٤٥٨هـ

تحقيق

الدكتور شرف محمود القضاة
كلية الشريعة - الجامعة الأردنية

دار الفرقان

بـــاب

ما جاء في كتاب الله عز وجل وسنة رسوله ﷺ من بشارة المؤمنين بالتثبيت عن سؤال الملكين . ٢ أ

قال الله عز وجل (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة)[١].

١ ــ أخبرنا [٢] أبو عبد الله محمد بن عبد الله الحافظ ، أنا أبو بكر أحمد بن سلمان الفقيه ، ثنا اسماعيل بن اسحاق القاضي ، ثنا الحوضي ، (ح) ، وأخبرنا أبو زكريا يحيى بن ابراهيم بن محمد بن يحيى المزكي ، وأبو عثمان سعيد بن محمد عبدان ، قالا ثنا أبو عبدالله محمد بن يعقوب الحافظ ، نا يحيى بن محمد بن يحيى ، ثنا أبو عُمر ، ثنا شعبة ، عن علقمة بن مرثد ، عن سعد بن عبيدة ، **عن البراء بن عازب ، عن النبي ﷺ ، قال : المؤمن اذا شهد أن لا إله إلا الله ، وعرف محمداً ﷺ في قبره ، فذلك قول الله عز وجل : (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا)** رواه أبو عبدالله محمد بن اسماعيل البخاري في الصحيح[٣]عن ابي عمر حفص بن عمر الحوضي .

---

(١) سورة ابراهيم/٢٧ ، والتثبيت أو عدمه يكون بحسب حال الانسان في الدنيا ، فان كان مؤمناً ثبت ، وإن كان كافراً أضله الله فلا يهتدي للجواب ، وذلك لأن العمل المقبول إنما هو في الدنيا ، وما بعد الموت للجزاء وليس للعمل ، وانظر حديث ٢١٦ .

(٢) يُمكن أن ينتقل الحديث من الشيخ (المعلم) إلى تلميذه بعدة طرق ، ليست كلها مقبولة ، ولذلك فان المحدثين يذكرون ألفاظاً اتفقوا عليها لتدل على طريقة انتقال الحديث بين كل شيخ وتلميذه ، فاذا قال الراوي « حدثنا » فان ذلك يدل على انه سمع الحديث من شيخه سماعاً فحفظه أو كتبه ، وإذا قال « أخبرنا » دل ذلك على أنه قرأ الحديث على شيخه فأقرَّه عليه ووافقه على أنه من روايته ، وهذه الطريقة تسمى «العرض» ، وهاتان الطريقتان أكثر الطرق استعمالا ، ولما كثر ذكرهما في الأسانيد غلب على كتبة الحديث اختصارهما ، فاختصروا كلمة «حدثنا» كما يلي (ثنا) أو «نا» أما «أخبرنا» فيكتبونها إختصاراً هكذا «أنا» أو «أبنا» ، ووجود هذه العبارات في السند يساعد في معرفة اتصال السند او عدمه ، وهو ما يساعد في معرفة صحة الحديث أو ضعفه . انظر مثلا تدريب الراوي /٢/٨٦ .

(٣) صحيح البخاري ١٢٢/٢ . رقم ١٣٦٩ ، كتاب الجنائز ، باب ما جاء في عذاب القبر . أرقام أحاديث البخاري أخذتها من كتاب فتح الباري الطبعة السلفيه .

فقال : ربي الله ، فقال : وما دينك قال : ديني الاسلام ، وقال له : من نبيك قال : نبيي محمد فذلك التثبيت في الحياة الدنيا .

ورواه أبو بكر بن أبي شيبة عن أبي معاوية وقال : اذا جاء الملكان الرجل في القبر .

٤ ــ أخبرنا أبو الحسن علي بن عبد الله الهاشمي ببغداد ثنا عثمان بن أحمد بن السماك (ح) وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ ثنا أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد وأبو العباس محمد بن يعقوب قالوا ثنا يحيى بن أبي طالب ثنا وهب بن جرير ثنا شعبة عن أبي اسحاق **عن البراء بن عازب قال ذكر النبي ﷺ المؤمن والكافر ثم ذكر أشياء لم أحفظها فقال ان المؤمن اذا سئل في قبره قال ربي الله فذلك قول الله عز وجل (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة) الآية .**

٥ ــ أخبرنا محمد بن عبد الله بن محمد أنا عبد الرحمن بن الحسن القاضي بهمذان ثنا ابراهيم بن الحسين ثنا ادم بن أبي اياس ثنا حمَّاد بن سلمة عن محمد بن عمرو عن أبي سلمة **عن أبي هريرة قال : تلا رسول الله ﷺ (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة) فقال : ذلك اذا قيل له في القبر** ٣ أ
من ربك وما دينك ومن نبيك فيقول : الله ربي والاسلام ديني ومحمد نبيي جاءنا بالبينات من عند الله فآمنت به وصدقته فيقال : صدقت على هذا حييت وعليه تبعث ان شاء الله (٨) .

٦ ــ أخبرنا أبو محمد الحسن بن علي المؤمل بن الحسن بن عيسى رحمه الله قراءة عليه من أصله ثنا أبو عثمان عمرو بن عبيد الله البصري نا أبو أحمد محمد ابن عبد الوهاب أنا جعفر بن عون أبنا عبد الرحمن بن عبد الله عن عبد الله بن المخارق عن المخارق بن سليم قال **قال عبد الله يعني ابن مسعود اذا حدثناكم بحديث أتيناكم بتصديق ذلك من كتاب الله عز وجل ان المسلم اذا أدخل في قبره أجلس فيه فقيل من ربك وما دينك يعني ومن نبيك قال فيثبته الله عز وجل**

---

(٨) لم أجده بهذا اللفظ ، لكن ذكره ابن كثير في تفسيره عن حماد بن سلمة بسنده ، تفسير ابن كثير ٢/٥٣٤ .

فيقول ربي الله وديني الاسلام ونبي محمد ﷺ ، قال فيوسع له في قبره ويرّوح له فيه ثم قرأ : (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا) الآية .

وإن الكافر اذا دخل قبره أجلس فيه فقيل له من ربك وما دينك ومن نبيك فيقول لا أدري فيُضَيَّق عليه قبره ويعذب فيه ثم قرأ عبدالله (ومن أعرض عن ذكري فان له معيشة ضنكا ونحشره يوم القيامة أعمى)[٩] .

٧ ـــ أخبرنا أبو عبد الرحمن الحافظ وأبو عبد الرحمن السلمي وأبو سعيد محمد ابن موسى قالوا ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب نا محمد بن اسحاق ثنا يحيى بن أبي بكير ثنا شريك عن سالم عن سعيد **عن ابن عباس قال :(يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا) قال : المخاطبة في القبر يقول من ربك وما دينك ومن نبيك وفي الآخرة مثل ذلك .**

---

(٩) سورة طه /١٢٤ .

باب

ما في هذه الآية من الوعيد للكفار بعذاب القبر .

قال الله تعالى :(ويضل الله الظالمين ويفعل الله ما يشاء)(١٠) ٣ ب

٨ ــ أخبرنا محمد بن عبدالله الحافظ ثنا أبو الفضل بن ابراهيم ثنا أحمد بن سلمة ثنا محمد بن بشار ثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن علقمة بن مرثد عن سعد ابن عبيدة **عن البراء بن عازب عن النبي ﷺ قال : (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة) قال نزلت في عذاب القبر يقال له من ربك فيقول ربي الله ونبيي محمد فذلك قوله يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت** . رواه البخاري (١١) في الصحيح عن محمد بن بشار ورواه مسلم(١٢) أيضاً عن محمد بن بشار .

٩ ــ أخبرنا أبو عبدالله الحافظ وأبو سعيد بن أبي عمرو قالا ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب ثنا محمد بن اسحاق الصنعاني ثنا رَوح بن عبادة ثنا الثوري (ح) وأخبرنا أبو عبدالله أنا محمد بن يعقوب يعني الشيباني ثنا أحمد بن سهل نا محمد بن بشار ثنا عبد الرحمن يعني ابن مهدي عن سفيان عن أبيه عن خيثمة **عن البراء بن عازب (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة) قال : نزلت في عذاب القبر** . رواه مسلم في الصحيح (١٣) عن بشار وغيره .

١٠ ــ أخبرنا أبو الحسن علي بن محمد بن بشران العدل ببغداد أنا أبو عمرو عثمان بن أحمد بن عبد الله ثنا جعفر بن محمد الرازي ثنا الهيثم بن اليمان ثنا اسماعيل ابن زكريا حدثني محمد يعني ابن عون عن عكرمة **عن ابن عباس في قول الله عز وجل : (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي الآخرة) الشهادة يُسألون عنها في قبورهم بعد موتهم قال قلت لعكرمة ما هو قال : يسألون عن ايمان محمد ﷺ وأمر التوحيد قال : (ويضل الله الظالمين) قال تلك الشهادة فلا يهتدون أبداً** .

وهكذا رواه غيره عن ابن عباس .

---

(١٠) سورة ابراهيم /٢٤ .

(١١) صحيح البخاري /١٢٢/٢ رقم ، ١٣٦٩ ، كتاب الجنائز ، باب ما جاء في عذاب القبر ، والنسائي ١٠١/٤ .

(١٢) صحيح مسلم /١٦٢/٨ رقم ٢٨٧١ ، كتاب الجنة ، باب عرض مقعد الميت . وابن ماجة رقم ٤٢٦٩ . أرقام أحاديث مسلم من الطبعة التي رقمها محمد فؤاد عبد الباقي .

(١٣) صحيح مسلم /١٦٢/٨ الرقم والمكان السابقان . والنسائي /١٠١/٤ .

١١ ــ أخبرنا أبو عبدالله الحافظ وأبو سعيد بن أبي عمرو قالا ثنا أبو العباس ء أ محمد بن يعقوب ثنا محمد بن إسحاق الصغاني ثنا محمد بن عمرو الأسلمي ، قال عبد السلام بن حفص ثنا عن شريك بن أبي نمر عن عطاء بن يسار **عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ : بي يفتتن أهل القبور وفي نزلت هذه الآية (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت)** قال أبو العباس أحسبه قال وفيه نزلت .

١٢ ــ وأخبرنا أبو عبدالله وأبو سعيد قالا ثنا أبو العباس ثنا محمد بن اسحاق ثنا معاوية بن عمرو عن أبي اسحاق الفزاري عن سفيان عن ابن ابي نجيح **عن مجاهد قال : (يثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا) في عذاب القبر*** .

صحيح سنن الترمذي

للإمام الحافظ محمد بن عيسى بن سورة الترمذي
المتوفى سنة ٢٧٩هـ رحمه الله

تأليف
محمد ناصر الدين الألباني

المجلد الأول

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

٧٠- بَاب مَا جَاءَ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

١٠٧١- حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ يَحْيَى بْنُ خَلَفٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمَنِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:

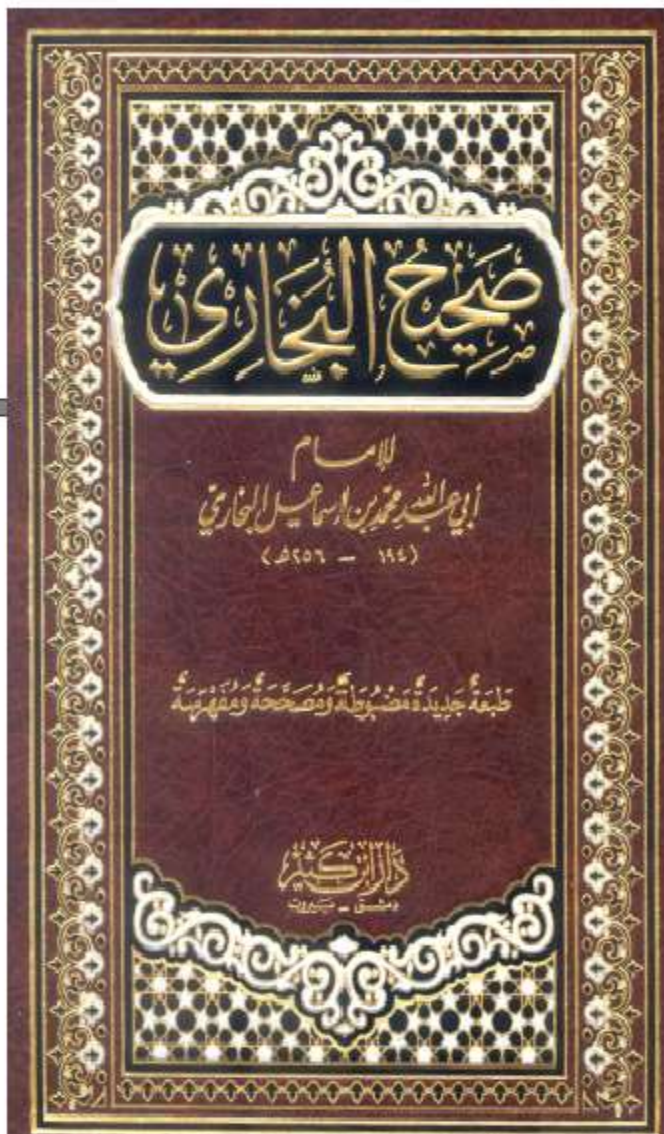
«إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ -أَوْ قَالَ: أَحَدُكُمْ-؛ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ- يُقَالُ لأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ، وَالآخَرُ: النَّكِيرُ،- فَيَقُولاَنِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ مَا كَانَ يَقُولُ: هُوَ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولاَنِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ هَذَا، ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا فِي سَبْعِينَ، ثُمَّ يُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: نَمْ، فَيَقُولُ: أَرْجِعُ إِلَى أَهْلِي، فَأُخْبِرُهُمْ؟ فَيَقُولاَنِ: نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ الَّذِي لاَ يُوقِظُهُ إِلاَّ أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ، وَإِنْ كَانَ مُنَافِقًا؛ قَالَ: سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ، فَقُلْتُ مِثْلَهُ؛ لاَ أَدْرِي، فَيَقُولاَنِ: قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُولُ ذَلِكَ، فَيُقَالُ لِلأَرْضِ: الْتَئِمِي عَلَيْهِ، فَتَلْتَئِمُ عَلَيْهِ، فَتَخْتَلِفُ فِيهَا أَضْلاَعُهُ، فَلاَ يَزَالُ فِيهَا مُعَذَّبًا، حَتَّى يَبْعَثَهُ اللهُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ».

- حسن: «المشكاة» (١٣٠)، «الصحيحة» (١٣٩١).

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، وَابْنِ عَبَّاسٍ، وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَأَبِي أَيُّوبَ، وَأَنَسٍ، وَجَابِرٍ، وَعَائِشَةَ، وَأَبِي سَعِيدٍ؛ كُلُّهُمْ رَوَوْا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ؛ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ.

قَالَ أَبُو عِيسَى: حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

١٠٧٢- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:


صحيح البخاري
للإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري
(١٩٤ - ٢٥٦هـ)
طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة
دار ابن كثير
دمشق - بيروت

رواه عِكرِمةُ عن ابنِ عباسٍ عنِ النبيِّ ﷺ

٩٢٢ ـ وقال محمودٌ: حدَّثَنا أَبو أُسامةَ قال: حدَّثَنا هِشامُ بنُ عُروةَ قال: أخبرَتْني فاطمةُ بنتُ المنذِرِ عن أَسماءَ بنتِ أبي بكر قالت: «دخلتُ عَلَى عائشةَ رضي الله عنها والناسُ يصلّون، قلتُ: ما شأنُ الناسِ؟ فأشارتْ برأسِها إلى السماء، فقلت: آية؟ فأشارت برأسِها ـ أي: نعم ـ قالت: فأَطالَ رسولُ اللهِ ﷺ جِدّاً حتى تَجلاّني الغَشْيُ وإلى جَنبي قِربةٌ فيها ماءٌ

ففتحتُها، فجعلتُ أَصبُّ منها على رأسي، فانصرفَ رسولُ اللهِ ﷺ وقد تجلَّتِ الشمسُ، فخطبَ الناسَ وحمدَ اللهَ بما هو أهلُه، ثمَّ قالَ: أَما بعدُ. قالت: وَلَغطَ نِسوةٌ مِنَ الأنصارِ، فانكَفأْتُ إليهنَّ لأُسَكِّتَهنَّ. فقلتُ لعائشةَ: ما قال؟ قالت قال: ما من شيءٍ لم أَكُنْ أريتُه إلا قد رأَيتُه في مَقامي هذا حتى الجنةَ والنارَ. وإنهُ قد أُوحِيَ إليَّ أَنكم تُفْتَنونَ في القبورِ مثلَ ـ أَو قريبَ مِن ـ فتنةِ المسيحِ الدَّجّالِ، يُؤْتَى أَحدُكم فيقالُ له: ما علمُكَ بهذا الرجُلِ؟ فأمّا المؤمنُ ـ أو قال الموقِنُ، شَكَّ هِشامٌ ـ فيقولُ هو رسولُ اللهِ، هو محمد ﷺ، جاءنا بالبيِّناتِ وَالهدَى فآمَنّا وَأَجَبْنا، وَاتَّبَعْنا وَصدَّقنا، فيُقال له: نَم صالحاً، قد كنّا نعلمُ إن كنتَ لَتُؤْمِنُ به. وأما المنافقُ ـ أو قال المرتابُ، شكَّ هِشامٌ ـ فيقال له: ما علمكَ بهذا الرجُلِ؟ فيقول: لا أدري، سمعتُ الناسَ يقولون شيئاً، فقلتُ». قال هِشام: فلقد قالت لي فاطمةُ فأَوعَيْتُه، غيرَ أنها ذَكرتْ ما يُغلّظ عليه. [انظر الحديث: ٨٦، ١٨٤].

قسط نہم

کیا اعادہ روح کی احادیث دوسرے احادیث کے خلاف ہیں؟

مماتی ٹولہ کے فرقوں کا کہنا ہے کہ اعادہ روح والی احادیث درجہ ذیل احادیث کے متناقض و متضاد ہیں۔

1۔۔۔۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء کے بارے میں فرمایا ہے

ارواحھم فی جوف طیر خضر لھا۔۔۔۔۔الی ان قال قالوا یارب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلك مرۃ اخری فلما راء ان لیس لھم حاجۃ ترکوا۔

(مسلم کتاب الامارۃ۔ باب فی ارواح الشھداء۔۔۔یرزقون)

یعنی شہداء کی روحیں سبز اڑنے والے پرندوں کے جسموں میں ہیں۔۔۔۔۔۔ شہداء کہتے ہیں کہ اے رب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری روحوں کو پھر ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دیا جائے تاکہ ہم دوسری بار تیری راہ میں شہید کئے جائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھ لیا کہ انہیں کسی اور چیز کی خواہش نہیں ہے تو پھر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔۔۔

2۔۔۔اور حدیث میں ہے کہ

انما نسمۃ المؤمن طیر یعلق فی شجر الجنۃ حتی یرجعہ اللہ الی جسدۃ یوم یبعثہ

مؤطا امام مالك کتاب الجنائز۔۔باب جامع الجنائز

یعنی مومن کی روح پرندہ ہے جو جنت کے درختوں میں معلق ہوتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اس کے بدن مین لوٹادے۔

جواب:۔

یہاں کوئی تناقض وتضاد نہیں کیونکہ ارواح کو جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کے لیے برزخی سواریاں ملنے اور ان سے مخاطب ہونے سے پہلے، ان(شھداء) کو حیات برزخی سے زندہ کیا جاتا ہے۔ اور اعادہ روح والی احادیث سے اس حیات کی وضاحت ہوتی ہے نہ کہ اس کی مخالفت۔

اس بات کی دلیل کہ پہلے شہداء کو زندہ کیا جاتا ہے یہ حدیث ہے۔

یاجابر مالی أراك منکسرا قلت یارسول اللہ استشھد أبی قتل یوم أحد وترك عیالا ودینا قال أفلا أبشرك بما لقی اللہ بہ أباك قال قلت بلی یارسول اللہ قال ما کلم اللہ أحدا قط إلا من وراء حجاب وأحیا أباك فکلمہ کفاحا فقال یاعبدی تمن علی أعطك قال یارب تحیینی فأقتل فیك ثانیة قال الرب عزوجل إنہ قد سبق منی أنھم إلیھا لا یرجعون قال وأنزلت ھذہ الآیة ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ أمواتا الآیة۔۔۔

(سنن ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب تفسیر سورة آل عمران حدیث3010)

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنھما فرماتے ہے۔مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے اور پوچھا:کیا بات ہے جابر!میں تمھیں شکستہ خاطر دیکھ رہا ہوں میں نے عرض کیا:یا رسول اللہ!میرے والد جنگ احد میں شہید ہوگئے اور قرض اور چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:کیا میں تمھیں یہ بشارت نہ دوں کہ اس کی اللہ تعالیٰ سے کیسے ملاقات ہوئی؟میں نے عرض کیا یا
رسول اللہ ضرور بتلایئے۔۔۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:اللہ تعالی کسی سے کلام نہیں کرتا مگر پردے کے پیچھے سے۔۔وأحیا أباك ۔۔۔۔اللہ نے تمھارے والد کو زندہ کیا۔۔۔فکلمہ کفاحا۔۔۔۔۔۔ پھر ان سے رُو در رُو بات کی اور پوچھا کچھ آرزو

کرو جو تمھیں عطاء کروں۔ تیرے باپ نے کہا مجھے دوبارہ زندگی دے تاکہ میں دوسری مرتبہ تیری راہ میں شہید ہوجاؤں اللہ تعالی نے فرمایا یہ بات پہلے طے ہوچکی ہے کہ لوگ دوبارہ دنیا(کی ظاہری حیات) کے لئے نہ لوٹیں گے۔ راوی کہتا ہے یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ

۔1۔۔ شہداء کو پہلے زندہ کیا جاتا ہے۔۔وأحیا أباك اللہ

اور شہداء کے ارواح تو پہلے سے زندہ ہیں اس لیے یہ حیاتِ شہداء کے روح وجسم کے مجموعہ کو حاصل ہوگی ۔۔ اور اسکی وضاحت اعادہ روح والے احادیث سے ہوتی ہے جو برزخ وقبر کے ابتدائی احوال سے متعلق ہے کہ روح کو برزخی طور پر اجساد کی طرف لوٹاکر ان کا اجساد سے برزخی تعلق قائم کردیا جاتا ہے۔ اور اجساد اپنی روح کے تابع ہوکر برزخی سواریوں میں جنت کی نعمتوں اور سیر وسیاحت سے لطف انداز ہوتے ہیں۔

۔2۔۔چونکہ یہ حیات دنیا کی ظاہری حیات کی طرح نہیں اس لئے حیات برزخی سے زندہ ہونے کے باوجود شہداء دنیا کی ظاہری حیات کے لئے زندہ ہونے کی تمنا کرتے ہیں۔ تاکہ وہ دوبارہ جہاد فی سبیل اللہ کر سکے اور شہید کردیا جائے۔

اور حدیث صحیح مسلم میں شہداء کا یہ مقولہ

یارب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلك مرۃ اخری

اس پر بینّ دلیل ہے کہ جسد اصلی روح کے تعلق سے پہلے سے زندہ ہیں کیونکہ اس مقولہ کا قائل اگر

طیور خضر قرار دیا جائے تو ان کا ۔۔۔اجسادنا۔۔۔ کہنا درست نہیں

اور

اس کا قائل اگرفقط ارواح قرار دیاجائے تو انکا ۔۔۔ارواحنا۔۔ کہنا درست نہیں۔

اس مقولہ کا قائل شہداء(روح وجسم عنصری) کا مجموعہ ہے جو اپنی ارواح کا اپنی اجساد میں لوٹایا جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ شہدا(روح وجسم عنصری)زندہ ہیں جو کلام کر رہے ہیں۔۔ ہاں صرف اتنی بات ہے کہ شہداء روح کے اعادہ برزخیہ سے حیات برزخی سے سرفراز ہیں اب وہ دنیا کی ظاہری حیات کے لیے روح کے لوٹانے کا مطالبہ کر رہے ہیں ۔ جس پر دلیل حَتّٰی نُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِکَ مَرَّۃً اُخْرٰی ہے۔

ہماری اس بات کی تائید کہ یہ معاملہ برزخ میں جسد کی طرف اعادہ روح کے بعد کا ہے اس حدیث سے بھی ہوتا ہے جس کو ابن حبان ،حاکم ،بیھقی نے باسناد حسن روایت کیا ہے جس میں اول سوال وجواب، قبر میں باب کے کھلنے کا بیان ہے، اس کے بعد پھر قبر کے وسیع ہونا ہے اور مومن کے نسمۃ کو ،مثل طیر جنت کے درخت سے معلق ہونا ہے۔

فتجعل نسمته فی النسم الطیب وهی طیر یعلق فی شجرة الجنة۔

اور اس سے شبہ نہ ہونا چاہئے کہ اب روح کا تعلق بھی جسد کیساتھ نہ رہے کیونکہ پہلے ہم بیان کرکے ائے ہیں کہ بمطابق حدیث (**نم کنومة العروس ونم صالحا**) روح کا جسد سے تعلق باقی رہتا ہے اور نوم (نیند) میں تعلق بالکلیہ منقطع نہیں ہوتی۔

الجامع الكبير

للإمام الحافظ أبي عيسى محمد بن عيسى الترمذي

المتوفى سنة ٢٧٩ هـ

المجلد الخامس

فضائل القرآن - الدعوات

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

الدكتور بشار عواد معروف

دار الغرب الإسلامي

هذا حَديثٌ حَسَنٌ غَريبٌ. وقَد رَوَى عَبدُالسَلامِ بن حَرْبٍ عَن خُصَيفٍ نحوَ هذا، ورَوَى بَعْضُهم هذا الحديثَ، عن خُصَيفٍ، عن مِقْسَمٍ، ولَم يَذْكُر فيهِ عن ابنِ عَبَّاسٍ[1].

٣٠١٠- حَدَّثَنا يَحْيَى بن حَبيبِ بن عَرَبِيٍّ، قال: حَدَّثَنا مُوسَى ابن إبْراهيمَ بن كَثيرٍ الأنْصارِيُّ، قال: سَمِعتُ طَلحَةَ بن خِراشٍ، قال: سَمِعتُ جابِرَ بن عَبدالله يقولُ: لَقِيَنِي رسولُ الله ﷺ، فقالَ لِي: «يا جابِرُ مَالِي أراكَ مُنكَسِراً»؟ قُلتُ: يا رسولَ الله اسْتُشْهِدَ أبي، وتَرَكَ عِيالاً ودَيْناً، قال: «أفَلا أُبَشِّرُكَ بما لَقِيَ اللهُ بِهِ أباكَ»؟ قال: بَلى يَا رَسولَ الله. قال: «ما كَلَّمَ اللهُ أحداً قَطُّ إلاَّ من وَراءِ حِجابِهِ، وأحْيَا أبَاكَ فكَلَّمَهُ كِفاحاً. فقال: يا عَبْدي تَمَنَّ عَلَيَّ أُعْطِكَ. قال: يا رَبِّ تُحْيِيني فأُقْتَل فيكَ ثانيةً. قال الرَّبُّ عَزَّ وجَلَّ: إنَّهُ قَد سَبَقَ مِنِّي أنَّهم لايُرْجَعونَ قال: وأُنْزِلَت هذه الآيةُ: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ ٱلَّذِينَ قُتِلُوا۟ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ أَمْوَٰتًا﴾ [آل عمران ١٦٩][2].

= والطحاوي في شرح مشكل الآثار (٥٦٠٢)، وابن عدي في الكامل ٣/ ٩٤٢. وانظر تحفة الأشراف ٥/ ٢٤٦ حديث (٦٤٨٧)، والمسند الجامع ٩/ ٤٩٧ حديث (٦٩٣٨)، وصحيح الترمذي للعلامة الألباني (٢٤٠٧).

وأخرجه أبو يعلى (٢٤٣٨)، والطبري ٤/ ١٥٥، والطحاوي في شرح مشكل الآثار (٥٦٠١)، والطبراني في الكبير (١٢٠٢٨) و(١٢٠٢٩)، والواحدي في أسباب النزول ص ٨٤ من طريق خصيف، عن عكرمة، عن ابن عباس.

(١) خصيف بن عبدالرحمن مضطرب الحديث خصوصاً في المسند منه، قال أحمد: شديد الاضطراب في المسند. قلت: ومنها هذا، فقد رواه على ثلاثة أوجه، لذلك قلنا بضعفه عند التفرد في «التحرير».

(٢) أخرجه ابن ماجة (١٩٠) و(٢٨٠٠)، والبيهقي في الدلائل ٣/ ٢٩٨. وانظر تحفة الأشراف ٢/ ١٩٠ حديث (٢٢٨٧)، والمسند الجامع ٤/ ٤٠١ حديث (٢٩٩٧)، صحيح الترمذي للعلامة الألباني (٢٤٠٨)، وصحيح ابن ماجة، له =

صَحِيحُ ابْنِ حِبَّان

بِتَرْتِيبِ

ابْنِ بَلْبَان

تأليف

الأمير علاء الدين علي بن بلبان الفارسي
المتوفى سنة ٧٣٩ هـ

المجلد السابع

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه

شعيب الأرنؤوط

مؤسسة الرسالة

ذِكرُ الخبرِ المُدْحِضِ قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أن الميت إذا وُضِعَ في قبره لا يُحَرَّكُ منه شيء إلى أن يَبْلَى

٣١١٣ ـ أخبرنا الحسنُ بنُ سفيان، قال: حدثنا عَبْدُ الواحِدِ بنُ غياثٍ، قال: حدثنا مُعْتَمِرُ بنُ سليمان، قال: سمعتُ محمد بن عمرو يُحَدِّث عَنْ أبـي سَلَمَةَ

عن أبـي هُريرة عن النبـي ﷺ قال: «إنَّ المَيِّتَ إذا وُضِعَ في قبرِهِ إنه يَسْمَعُ خَفْقَ نِعالِهِمْ حين يُولُّونَ عنهُ، فإنْ كانَ موِمناً، كَانَتِ الصَّلاةُ عِنْدَ رَأسِهِ، وكانَ الصِّيَامُ عَنْ يمينِهِ، وكانَتِ الزكاةُ عن شِمالِهِ، وكانَ فِعْلُ الخَيْرَاتِ من الصَّدَقَةِ والصِّلَةِ والمعروفِ والإحسانِ إلى النَّاسِ عِنْدَ رِجليهِ.

فيُـؤْتَى مِن قِبَلِ رأسِهِ، فتقولُ الصَّلاةُ: ما قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثم يُـؤْتَى عن يمينه، فيقولُ الصِّيامُ: ما قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثم يُؤتى عن يسارِهِ، فتقولُ الزكاةُ: ما قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثم يُـؤْتَى من قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فتقولُ فِعْلُ الخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ والصِّلَةِ والمعروفِ

= (١٣٣٧) من طريق يحيى بن سعيد، كلاهما عن سعد بن إبراهيم عن نافع، عن عائشة.

وذكر الهيثمي في «المجمع» ٣/٤٧ عن نافع قال: أتينا صفية بنت أبي عبيد فحدثتنا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن كنت لأرى لو أن أحداً أعفي من ضغطة القبر، لعفي سعد بن معاذ ولقد ضم ضمة» رواه الطبراني في «الأوسط»، وهو مرسل وفي إسناده من لم أعرفه.

وللحديث شاهد من حديث ابن عمر عند الطحاوي (٢٧٦)، والنسائي ٤/١٠٠ ـ ١٠١.

والإحسانِ إلى الناس: ما قِبَلِي مَدْخَلٌ، فَيُقَالُ لَهُ: اجْلِسْ فَيَجْلِسُ، وقَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وقد أُدْنِيَتْ للغروبِ، فيقالُ لَهُ: أرأيتَكَ هذا الرجلَ الذي كانَ فيكُمْ ما تَقُولُ فيهِ، وماذا تَشْهَدُ بِهِ عليهِ؟ فيقولُ: دعوني حتى أصلي، فيقولون[1]: إنكَ ستفعلُ، أخبرني عما نسألُكَ عنهُ، أرأيتَكَ هذا الرجلَ الذي كانَ فيكُمْ ما تقولُ فيهِ، وماذا تشهدُ عليهِ؟ قالَ: فيقولُ: محمدٌ أَشْهَدُ أنهُ رسولُ اللَّهِ، وأنهُ جاءَ بالحَقِّ مِن عندِ اللَّهِ. فيقالُ لَهُ: على ذلكَ حَيِيتَ وعلى ذلكَ مُتَّ، وعلى ذلك تُبْعَثُ إن شاءَ اللَّه، ثم يُفتحُ لَهُ بابٌ من أبوابِ الجنةِ، فيُقالُ لَهُ: هذا مَقْعَدُكَ منها، وما أعدَّ اللَّهُ لَكَ فيها، فيزدادُ غِبطةً وسُروراً، ثم يُفتحُ لَهُ بابٌ مِن أبوابِ النارِ، فيُقالُ لَهُ: هذا مَقْعَدُكَ منها وما أعدَّ اللَّهُ لكَ فيها لو عَصَيْتَهُ، فيزدادُ غِبطةً وسُروراً، ثم يُفسحُ لهُ في قبرِهِ سبعونَ ذراعاً، ويُنَوَّرُ لَهُ فيهِ، ويُعَادُ الجسدُ لما بدأ منهُ، فتجعلُ نَسَمَتُهُ في النَّسَمِ الطيبِ وهي طيرٌ يعلقُ في شَجَرِ الجنةِ، قال: فذلكَ قولُهُ تعالى: ﴿ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الحَيَاةِ الدُّنيا وَفِي الآخِرَةِ﴾ إلى آخر الآية [إبراهيم: ٢٧] قالَ:

وإنَّ الكَافِرَ إذا أُتِيَ مِن قبلِ رأسِهِ، لم يوجدْ شيءٌ، ثم أُتِيَ عَنْ يمينِهِ، فلا يوجدُ شيءٌ، ثم أُتِيَ عن شِمالِهِ، فلا يُوجَدُ شيءٌ، ثم أُتِيَ مِن قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فلا يُوجَدُ شيءٌ، فَيُقَالُ لهُ:

---

(١) في الأصل: «فيقول»، والمثبت من «التقاسيم» ٣/٤٣٥.

اجْلِسْ، فَيَجْلِسُ خائفاً مرعوباً، فَيُقَالُ لهُ: أرأيتَكَ هـٰذا الرجلَ الذي كانَ فيكُمْ ماذا تقولُ فيهِ؟ وماذا تَشْهَدُ بهِ عليهِ؟ فيقولُ: أيُّ رَجُلٍ؟ فَيُقَالُ: الذي كانَ فيكُمْ، فلا يَهْتَدِي لاسْمِهِ حَتَّى يُقَالُ لَهُ: مُحَمَّدٌ، فيقولُ: ما أدري سَمِعْتُ النَّاسَ قالوا قولاً، فَقُلْتُ كما قالَ النَّاسُ، فيقالُ لَهُ: على ذٰلكَ حَيِيتَ، وعلى ذٰلكَ مُتَّ، وعلى ذلك تُبْعَثُ إنْ شاءَ اللَّهُ، ثم يُفْتَحُ لَهُ بابٌ مِن أبوابِ النارِ فيقالُ لَهُ: هذا مَقْعَدُكَ من النارِ، وما أعدَّ اللَّهُ لكَ فيها، فيزدادُ حَسْرةً وثُبوراً، ثم يُفْتَحُ لَهُ بابٌ من أبوابِ الجنةِ، فيقالُ له: ذٰلك مَقْعَدُكَ مِن الجَنَّةِ، وما أعدَّ اللَّهُ لكَ فيه لو أطعتَه فيزدادُ حَسْرَةً وثُبـوراً، ثم يُضَيَّقُ عليه قَبْـرُهُ حتى تَخْتَلِفَ فيـه أضـلاعُـه، فتلك المعيشةُ الضَّنْكَةُ الَّتي قال اللَّهُ: ﴿فإنَّ لَهُ مَعِيشةً ضَنْكاً ونَحْشُرُه يَوْمَ القِيَامَةِ أعْمَى﴾[1] [طه: ١٢٤]. [٣: ٧١]

---

(١) إسناده حسن من أجل محمد بن عمرو، وهو ابن علقمة بن وقاص الليثي.
وأخرجه عبدالرزاق (٦٧٠٣)، وابن أبي شيبة ٣/٣٨٣ ــ ٣٨٤، وهناد بن السري في «الزهد» (٣٣٨)، والطبري في «جامع البيان» ١٣/٢١٥ ــ ٢١٦، والحاكم ١/٣٧٩ ــ ٣٨٠ و ٣٨٠ ــ ٣٨١، والبيهقي في «الاعتقاد» ص ٢٢٠ ــ ٢٢٢، وفي «إثبات عذاب القبر» (٦٧) من طرق عن محمد بن عمرو، بهـٰذا الإسناد. وصححه الحاكم على شرط مسلم ووافقه الذهبي. وذكره الهيثمي في «المجمع» ٣/٥١ ــ ٥٢ وقال: رواه الطبراني في الأوسط وإسناده حسن.
وذكره السيوطي في «الدر المنثور» ٥/٣١ ــ ٣٢ وزاد نسبته إلى ابن المنذر وابن مردويه.

قسط دہم

برزخ میں روح کا اعادہ جسدِ عنصری کی طرف ہوتا ہے یا جسدِ مثالی کی طرف؟

سوال:۔ اعادہ روح والے حدیث میں جس جسد کا ذکر ہے ہوسکتا ہے اس سے مراد جسد مثالی ہو جس کا صوفیاء کرام اثبات کرتے ہیں۔

جواب:۔

1۔۔۔حدیث کے الفاظ(فتعادروحه‌فی‌جسده) میں جس جسد کا ذکر ہے وہ جسد مادی وعنصری ہی ہے کیونکہ یہاں روح کے لوٹانے کا ذکر ہے جو اس بات کا واضح دلیل ہے کہ روح کو اسی جسد کی طرف لوٹایا جاتا ہے جس میں پہلے موجود تھا اور وہ بدن مادی عنصری ہے نہ کہ جسد مثالی۔

2۔۔۔ ہم عالم مثال کے منکر نہیں مگر بعض صوفیاء کرام جو احوالِ برزخ کو جسدِ مثالی کے لئے تسلیم کرتے ہیں وہ یہ نہیں فرماتے کہ بدن مادی عنصری کا اس سے کوئی تعلق نہیں بلکہ ان کا نظریہ ہے کہ بدن مثالی کے ساتھ بدن عنصری بھی اس کاروائی میں شریک ہیں۔(ملاحظہ ہو تسکین الصدور ص96۔۔۔97۔۔98 طبع دوازدھم)

مولاناسیدانورشاہ‌صاحب رحمۃ اللہ علیہ صوفیاء کرام کے قول کے متعلق فرماتے ہیں:

ثم لاحاجة فی اثبات عذاب قبر الیٰ ما قاله الصوفية ان العذاب علی البدن المثالی دون المادی۔۔۔(فیض الباری الجز الثالث ص54)

ترجمہ :۔پھر اثبات عذاب قبر کے لئے اس بات کی کوئی حاجت نہیں جس کو صوفیاء کرامؒ بیان کرتے ہیں کہ عذاب بدن مثالی کو ہوتا ہے نہ بدن مادی کو۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ صوفیاء کرام کے قول پر تبصرہ کرتے ہوئے بدن عنصری کے متعلق فرماتے ہیں:

پس بدن اول را از حصول احکام برزخ چارہ نبود و ازعذاب وثواب قبر گزر نہ۔۔۔ (دفتر دوم حصہ ہفتم مکتوب نمبر58)

ترجمہ:۔ سو پہلے بدن(عنصری) کو احکام برزخ کے حصول سے تو کوئی چارہ نہیں اور عذاب وثواب سے کوئی مخلص نہیں۔

3۔۔۔ پھر صوفیاء کرام جو عالم مثال کی حقیقت بیان کرتے ہیں وہ حدیث میں جسد عنصری مراد لینے کے منافی نہیں ہے بلکہ اس میں جسد عنصری کی تائید ہے۔
مجدد الف ثانی عالم مثال کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وآن عالم فی حد ذاتہ متضمن صور وہیئات واشکال نیست دروے از وعوالم دیگر منعکس گشتہ ظہور یافتہ است در رنگ مرآت است کہ فی حدذاتھا متضمن ہیچ صورت نیست اگر دروی صورت کائن است ازخارج آمدہ است۔۔۔ (دفتر سوم حصہ ہفتم مکتوب31)

ترجمہ:۔ عالم مثال میں فی حد ذاتہ صورتیں ہیئتیں اور اشکال نہیں ہوتی۔ اس میں یہ دیگر عالموں سے منعکس ہوکر ظاہر ہوتی ہیں جیسے آئینہ کہ اس میں

فی نفسہ کوئی صورت نہیں ہوتی اگر اس میں کوئی صورت موجود ہے تو باہر سے آتی ہے۔

آگے فرماتے ہیں:

کہ دربعض اوقات بتوفیقِ اللہ سبحانہ بعضے از احوال خود را در مرآت آن عالم مطالعہ می نماید

ترجمہ:۔ یعنی روح اللہ سبحانہ کی توفیق سے عالم مثال کے آئینے میں اپنے بعض احوال کا مطالعہ کرتی ہے۔

اور آگے فرماتے ہیں:

عالم مثال از برائ دیدن است نہ از برائے بودن

ترجمہ:۔ عالم مثال دیکھنے کے لئے ہے نہ رہنے کے لئے

اور نیز فرماتے ہیں:

عذاب قبر ازیں قبیل نیست کہ حقیقت عقوبت است نہ صورت وشبہ عقوبت

ترجمہ:۔ عذاب قبر عالم مثال کے قبیل سے نہیں ہے کیونکہ عذاب قبر خود ایک حقیقت ہے نہ کہ عذاب کی صورت اور اس کی مثال و شبیہ۔

اس مکتوب سے تین امور واضح ہیں۔

1۔۔۔ عالم مثال مثل آئینہ ہے جس میں ذاتی طور پر کوئی شکل وصورت نہیں ہوتی بلکہ اشکال وصورتیں دوسرے عوالم سے اس میں منعکس ہوتے ہیں۔

2۔۔۔عالم مثال روح یا جسد کے رہنے کی جگہ نہیں بلکہ مشاھدہ کی جگہ ہے ۔۔ یعنی انسان عالم مثال میں رہنے کے لئے نہیں جاتا ہے بلکہ وہاں احوال کا مشاہدہ کرتا ہے جیسے کوئی آئینہ دیکھ کر اپنے احوال کا مشاہدہ کر لیتا ہے۔

3۔۔۔عذاب وثواب قبر ایک حقیقت ہے کوئی مثال نہیں۔ یعنی عذاب قبر آخرت کی ابتدائی احوال سے متعلق ہے اور ایک حقیقت رکھتی ہے ہاں عالم مثال میں اس کی صورتیں وشبہیں منعکس ہوتے ہیں۔۔

ان تین امور کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ عذاب وثواب قبر جو حقیقت ہے اور آخرت کے ابتدائی احوال میں سے ہیں عالم مثال میں ان احوال کی صورتیں اور اشکال منعکس ہوتی ہیں۔

یعنی روح وجسد عنصری کے مابین برزخی تعلق اور احوال برزخ جو سب **ولکن لا تشعرون** کے درجے میں ہیں عالم مثال میں ان کی صورتیں اور شبیہیں منعکس ہوتے ہیں جہاں ان کا مشاہدہ کیا جاتاہے۔

ختم شد

فيض الباري

على

صحيح البخاري

من أمالي الفقيه المحدث الأستاذ الكبير

إمام العصر الشيخ محمد أنور الكشميري ثم الديوبندي المتوفى ١٣٥٢هـ

جمع هذه الأمالي وحررها

مع

حاشية البدر الساري

إلى فيض الباري

صاحب الفضيلة الأستاذ محمد بدر عالم الميرتهي

من أساتذة الحديث بالجامعة الإسلامية بدابهيل

الجزء الثالث

يحتوي على الكتب التالية:

الجنائز . الزكاة . الحج . العمرة . المحصر . جزاء [illegible] . فضائل المدينة . الصوم
صلاة التراويح . فضل ليلة القدر . الاعتكاف . البيوع . السلم . الشفعة
الإجارة . الحوالات . الكفالة . الوكالة . الحرث والمزارعة . المساقاة
الاستقراض . الخصومات . اللقطة . المظالم

تنبيه

أدرجنا نص «صحيح البخاري» كاملاً وميزناه بحرف أكبر من حرف الشرح. كما ميزنا ألفاظ الصحيح ضمن الشرح بوضعها بين قوسين ولوناها بالأحمر. ووضعنا في الحواشي «البدر الساري إلى فيض الباري» للأستاذ محمد بدر عالم الميرتهي

منشورات محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت لبنان

٦٧ ـ بابٌ المَيِّتُ يَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ

١٣٣٨ ـ حدّثنا عَيَّاشٌ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ح. وَقالَ لِي خَلِيفَةُ: حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيعٍ: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قالَ: «العَبْدُ إِذَا وُضِعَ في قَبْرِهِ وَتَوَلَّى وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ، حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ، فَيَقُولَانِ لهُ: ما كُنْتَ تَقُولُ فِي هذا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ ﷺ؟ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ، أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الجَنَّةِ». قالَ النَّبِيُّ ﷺ: «فَيَرَاهُما جَمِيعًا، وَأَمَّا الكافِرُ، أَوِ المُنَافِقُ: فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ ما يَقُولُ النَّاسُ. فَيُقَالُ: لَا دَرَيتَ وَلَا تَلَيتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَينَ أُذُنَيهِ، فَيَصِيحُ صَيحةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَينِ». [الحديث ١٣٣٨ ـ طرفه في: ١٣٧٤].

١٣٣٨ ـ قوله: (هذا الرَّجُلِ) وفي «تنوير الحوالك» أنه إشارةٌ إلى المعهودِ في الذِّهن.

قوله: (وأمَّا الكافِرُ أو المُنَافِقُ) وقد مرَّ في الأَيْمان أنَّ السؤال في القبر عند بَعْضِهم يكون من المسلمِ والمنافقِ دون الكافرِ، وفيه نَظَر كما مرَّ.

قوله: (تَلَيْتَ) وهو في الأَصْلِ تَلَوْتَ، فصار تَلَيْت رعايةً لقرينة دَرَيْت، كما قيل في الغدايا والعشايا. وترجمته (ترني بيروي زكي).

قوله: (إلَّا الثَّقَلَين) والعذاب فيه مِن أشياء عالم آخَرَ، كسعة القَبْر وتضييقه. فإنَّها كلَّها مِن عالَم الغيب على أنَّ أوزانَ الأشياءِ ومقاديرَها ليست بأمرٍ متعيَّن، فإنَّ الشيءَ الواحِدَ يُرى صغيرًا وكبيرًا باعتبار آلاتِ النَّظر. وكذا يختلفُ وزنُ الشيءِ الواحِدِ عند وَزْنه بخط الاستواء، ثم وَزْنِه عند القُطْبين. وقد ذكر «نيوتن» أن الشيءَ الواحدَ يختلفُ ثِقَلًا وخِفَّةً بحسبِ تَجَاذُبِ الأرض. فإذَا وَزَنْتَ شيئًا على الأَرْض ثُمَّ وَزَنْته في الهواء تجدُه أَثْقَلَ فإذَا عَلِمت أَنَّ الشيءَ الواحِدَ يمكنُ أن يكونَ صغيرًا وكبيرًا بحسب المَرْأى، وكذلك اختلف وَزْنُه بحسب اختلافِ المواضع لم تبق للبَصَر حقيقة. فربَّ شيءٍ تَرَاه صغيرًا يمكنُ أن يكونَ كبيرًا في الواقع وبالعكس، فطاحت المقاديرُ رأسًا.

بقي حالُ الأصوات، فقد تَسْمَعُ من بُعْد بعيدٍ، وقد لا تسمع مِمَّن هو في البيتِ. فأيُّ بُعْد في رؤيةِ الميتِ قبرَه القصيرَ مبسوطًا في ستين أو سبعين ذِرَاعًا مثلًا، فقد شاهدنا اختلافَ المقاديرِ لشيءٍ واحدٍ في هذا العالم فما البعدُ فيه عند اختلافِ العالَمين. على أنه يمكنُ أن يكونَ في الأرضِ شيءٌ يقبض ويبسط، كالجسم التعليمي عند الفلاسفة، فيصيرُ ممدودًا عند الثواب، ومقبوضًا عند العذاب. وأيضًا يمكنُ أن ترتفعَ عنه الحُجُب إلى مسافةٍ متعينةٍ مع بقاء في نَفْسه، كما ترى في بعض الآلاتِ الجديدة: يُرى منها باطنُ الإنسان من فَوْق جِلْده. ثُم لا حاجةَ في إثبات عذابِ القبر إلى ما قاله الصوفية: إن العذاب على البدنِ المثالي دون المادي. وحينئذٍ لا بعد إن لم نشاهد أحدًا يعذب في قبره، فإنَّ الأسهل أن يقال: إنه مِن عالَم الغيب وإقامةُ

قد جاءكم بصائر من ربكم فمن أبصر فلنفسه ومن عمي فعليها













در مطبع ایجوکیشنل مالکان سعید ایچ ایم کمپنی مطبوع گردید

اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَّالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ دَآئِمًا وَّسَرْمَدًا وَّعَلٰی اٰلِهِ الْکِرَامِ وَصَحْبِهِ الْعِظَامِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامِ

مکتوب سی ویکم (۳۱)

بملا بدرالدین در تحقیقِ عالمِ ارواح و عالمِ مثال و عالمِ اجساد ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی نوشته بودند که روح پیش از تعلق ببدن در عالمِ مثال بود است بعد از مفارقت از بدن باز بعالمِ مثال خواهد رفت پس عذاب قبر در عالمِ مثال خواهد بود در رنگِ آلمی که در خواب در عالمِ مثال احساس نمایند و نوشته بودند که این سخن شاخسار بسیار وارد اگر قبول نمایند فروع بسیار برین سخن متفرع خواهد ساخت بدانند که این قسم خیالات از صدق قلیل النصیب است مباد اکه شمارا براه غیر متعارف دلالت نماید چند کلمه بضرورت باوجود موانع در تحقیق این مبحث نوشته آمد وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْهَادِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ آے برادر عالمِ ممکنات را سه قسم قرار داده اند عالمِ ارواح و عالمِ مثال و عالمِ اجساد و عالمِ مثال را برزخ گفته اند در میانِ عالمِ ارواح و عالمِ اجساد و نیز گفته اند که عالمِ مثال در رنگِ مرآت است مر معانی و حقائقِ این هر دو عالم را که معانی و حقائقِ اجساد و ارواح در عالمِ مثال بصور لطیفه ظهور می نماید چه در انجا مناسب هر معنے و حقیقتے صورت و هیئتِ دیگر است و آن عالم فی حَدِّ ذَاتِهٖ متضمن صور و هیآت و اشکال نیست صور و اشکال در وے از عوالم دیگر منعکس گشته ظهور یافته است و در رنگِ مرآت است که فِیْ حَدِّ ذَاتِهَا متضمن هیچ صورت نیست اگر در وی صورت کائن است از خارج آمده است چون این سخن معلوم شد بدانند که روح پیش از تعلق ببدن در عالمِ خود بوده است که فوق عالمِ مثال است و بعد از تعلق ببدن اگر تنزل نموده است بعالمِ اجساد و بعلاقه حبّی فرود آمده است بعالمِ مثال کار ندارد نه پیش از تعلق و نه بعد از تعلق بیش ازین نیست که در بعضی اوقات بتوفیق اللّٰه سبحانه بعض

از احوالِ خود را در مرآت آن عالم مطالعه می نماید حسن و قبح احوال را از انجا معلوم
می سازد و چنانچه در واقعات و منامات این معنی واضح و لائح است و بسا است که بے
آنکه از حس غائب شود این معنی احساس نماید و بعد از مفارقت از بدن اگر روح علوی است
متوجه فوق است و اگر سفلی است گرفتارِ سفل است بعالم مثال کاری ندارد و عالم
مثال از برای دیدن است نه از برائے بودن جائے بودن عالم ارواح است یا عالم
اجساد و عالم مثال بیش از مرآتِ این دو عالم نیست چنانچه گذشت و المے که در خواب
در عالم مثال احساس نموده می آید صورت و شبح آن عقوبت است که رائی مستحق آن
گشته است و از برائے تنبیه او این معنی را بروے ظاهر ساخته اند و عذاب قبر از این قبیل
نیست که حقیقتِ عقوبت است نه صورت و شبح عقوبت و نیز المے که در خواب احساس
نموده می آید اگر فرضاً حقیقتے هم داشته باشد از قسم المهائے دنیوی خواهد بود و عذاب قبر
از عالم عذاب اخروی است شتّان ما بینهما چه عذاب دنیوی را نسبت بعذاب اخروی
معاذ الله سبحانه هیچ مقدارے و اعتبارے نیست اگر شراره از آتش دوزخ در
دنیا افتد همه را یک بسوزد و متلاشی گرداند عذاب قبر را در رنگ خواب دانستن از
عدم اطّلاع است از صورتِ عذاب و حقیقتِ عذاب و نیز منشأ این اشتباه توهم
مجانست عذاب دنیا است بعذاب آخرت و این باطل است بَیِّنُ البطلان
سوال از کریمهٔ اللّٰهُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا
الخ مفهوم می شود که توفیِ انفس چنانچه در موت است در خواب است نیز عذاب یکے
را از عذابهائے دنیا شمردن و عذاب دیگر را از عذابهائی آخرت گفتن بکدام وجه است
جواب توفیِ نوم ما از ان قبیله است که شخصے از وطن مالوف خود بشوق و رغبت از برائے
سیر و تماشا بیرون آید تا فرح و سرور حاصل کند و خورم و شادان بوطن خود باز رجوع نماید

وسیرگاہ او عالمِ مثال است کہ متضمن عجائبِ ملک وملکوت است وتوفّی موت نہ چنین
کہ آنجا ہدمِ وطنِ مالوف است وتخریبِ بنائے معمور ازینجا است کہ در توفّی نوم
محنت وکلفت حاصل نیست بلکہ متضمن فرح وسرور است ودر توفّی موت شدّت وکلفت
است پس وطنِ متوفائے نومی دنیا بود ومعاملہ کہ باو نمایند از معاملاتِ دنیا باشد ومتوفّی
موتی بعد از تخریبِ وطنِ مالوف خود انتقال بآخرت نمودہ است ومعاملہ او از معاملہ
اخروی گشتہ۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ۔ شنیدہ باشند زنہار بکشوفِ خیالی
وظہورِ صورِ مثالی اعتقاداتِ مقررہ اہلِ سنت وجماعت را الشکر اللّٰہ تعالیٰ سعیہم
از دست ندہند وبخواب وخیال خود مغرّہ نشوند کہ نجات بمتابعتِ این فرقۂ ناجیہ متصور نیست
خوشطبعیہا را موقوف داشتہ اگر آرزوہائی نجات دارند بجان ودل در اتباع این بزرگواران
کوشند خبر شرط است مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ۔ انبساطِ عبارتِ شما مراد از توہم انداخت
کہ نزدیک است کہ این تخیلات شما را از تقلید این اکابر بیرون آرد وتابع کشفیاتِ خود
سازد نَعُوْذُ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ مِنْهَا وَمِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا
شیطانِ دشمنِ قوی است واقف باشند کہ از صراطِ مستقیم بہ پس کو چہا نیند از دور
مدّتِ مفارقت تا بیکسال ہم نکشیدہ است چہ بلا شد آن احتیاطہا کہ در التزام متابعت سنت
واہلسنت می نمودند وانحصار نجات در تقلید این بزرگواران می کرد مگر ہمہ فراموش گشتہ
کہ متخیلاتِ خود را مقتدائے خود گردانیدہ شاخسار ہار آبروے منفرع ساختند احتمال
ملاقاتِ مخاطب بسیار بعید می نماید چنان زندگانی نمایند کہ در گذشتہ امید نجات گشتہ نشود
رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى

مکتوب (۳۲) سی ودوم

(تَتِمّہ)

اعادہ روح اور مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

امام الائمۃ حضرت ابو حنیفۃ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ المتوفی 150ھ) ارشاد فرماتے ہیں:

وسوال منکر ونکیر حق کائن فی القبر واعادۃ الروح الی جسد العبد فی قبرہ حق۔۔۔ (الفقہ الاکبر مع شرح القول الفصل لمحی الدین محمد بن بہاد الدین رحمۃ اللہ علیہ ص407)

ترجمہ:۔ اور منکر ونکیر کا سوال کرنا قبر میں حق ہے ثابت ہے اور قبر میں روح کا بندے کی طرف لوٹایا جانا حق ہے۔

ابن ملک نے امام صاحب سے توقف کا قول نقل کیا ہے مگر وہ کسی معتبر طریقے سے ثابت نہیں اگر وہ معتبر طریقے ثابت بھی ہوجائے تو اس کے متعلق ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ولعل توقف الامام فی ان الاعادۃ متعلق بجزء البدن او کلہ۔۔۔ (مرقات ج1ص198)

ترجمہ:۔ ہوسکتا ہے کہ امام صاحب کا توقف اس بات میں ہو کہ یہ اعادہ جزو بدن سے متعلق ہے یا کل بدن سے۔

الفقہ الاکبر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے

چنانچہ ائمہ اسلام کے جم غفیر نے اس کو امام صاحبؒ ہی کی تالیف تسلیم کیا اور بتایا ہے مثلاً

1) الحکم بن عبد اللہ البلخی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی! 199ھ) راوی فقہ اکبر

2) امام اسحاق بن محمد الحکیم السمرقندی تلمیذ امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ

3) امام فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ 472ھ

4) امام ابو منصور عبد القاهر بن الطاہر البغدادی رحمۃ اللہ علیہ المتوفیٰ 429ھ

5) امام محی الدین محمد بن بہاد الدین رحمۃ اللہ علیہ

6) مولیٰ الیاس بن ابراهیم السینوبی رحمۃ اللہ علیہ

7) احمد بن محمد المغنیساری

8) شیخ اکمل الدین بابرتی علامہ ابو المنتہیٰ رحمۃ اللہ علیہ

9) علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ علیہ

10) علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

11) علامہ ذهبی رحمۃ اللہ علیہ

12) علامہ کردری رحمۃ اللہ علیہ

13) ملا علی القاری

14) علامہ عبد العلی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ

15)صاحب کشف الظنون

16)علامہ عبد القادر القرشی رحمۃ اللہ علیہ

17)صدر الشریعۃ عبید اللہ بن مسعود رحمۃ اللہ علیہ

18)حافظ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ

19)علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ

20)مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

21)مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم

(بحوالہ البیان الازہر مقدمہ الفقہ الاکبر مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ)

امام ابو منصور عبد القاہر البغدادی فرماتے ہیں:

فان اباحنیفۃ لہ کتاب فی الرد علی القدریہ سماہ کتاب الفقہ الاکبر (اصول الدین ص308)

ترجمہ:۔ قدریہ پر رد کرنے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے جس کا نام رکھا ہے الفقہ الاکبر۔

امام علی بن محمد البزدوی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقد صنف ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی ذٰلك کتاب الفقہ الاکبر (کنز الوصول الی معرفۃ الاصول ص3)

ترجمہ:۔ اور یقیناً امام ابو حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے (صفات) میں کتاب الفقہ الاکبر تصنیف کی ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال ابو حنیفة فی کتاب الفقه الاکبر المعروف المشهور بین اصحابه (درء تعارض النقل والعقل الجز السادس، ص263)

ترجمہ:۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کتاب الفقہ الاکبر میں فرمایا ہے جو آپ کے اصحاب میں معروف و مشہور ہے۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وقال شیخ الاسلام: وفی کتاب (الفقه الاکبر) المشهور عند اصحاب ابی حنیفة۔۔۔(الاجتماع الجیوش الاسلامیة ص198)

ترجمہ:۔اور شیخ الاسلام(ابن تیمیہ) نے فرمایا ہے کہ کتاب فقہ اکبر میں ہے جو ابو حنیفہؒ کے اصحاب میں مشہور ہے۔

(الفقہ الاکبر کا انکار معتزلہ کے مخترعات میں سے ہے)

علامہ کردری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فان قلت لیس ابی حنیفة کتاب مصنف قلت هذا کلام المعتزلة و دعواهم انه لیس له فی علم الکلام تصنیف وغرضهم بذلك نفی ان یکون الفقه الاکبر و کتاب العالم والمتعلم له لانه صرح فیه

باکثر قواعد اهل السنة والجماعة ودعواهم انه کان من المعتزلة وذالك الکتاب لابی حنیفة البخاری وهذا غلط صریح قد رایت بخط العلامة وشمس الملة والدین الکردری البراتقینی العمادی هذین الکتابین وکتب فیها انهما لابی حنیفة تواطاء علی ذٰلك جماعة کثیرة من المشائخ۔(ذیل الجواهر ج2ص461)

ترجمہ:۔اگر تو یہ اعتراض کریں کہ امام صاحب کی تو کوئی تصنیف ہی نہیں تو میں یہ کہوں گا یہ اعتراض اور کلام معتزلہ کا ہے ان کا دعوی یہ ہے کہ امام صاحب کی علم الکلام میں کوئی تصنیف نہیں اور اس سے ان کا مقصد یہ ہے کہ فقہ اکبر اور کتاب العالم والمتعلم امام صاحب کی نہیں چونکہ امام صاحب نے فقہ اکبر میں اہل السنت والجماعت کے اکثر عقائد نقل کئے ہیں اور معتزلہ کا یہ (بے بنیاد) دعوی ہے کہ امام صاحب معتزلی تھے (معاذ اللہ) اور کتاب فقہ اکبر معتزلہ کے خیال میں ابو حنیفہ البخاری کی ہے لیکن انکا یہ نظریہ بالکل صریح طور پر غلط ہے میں نے مولانا شمس الملۃ والدین الکردری براتقینی عمادی کے ہاتھ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر دیکھی ہے انہوں نے تصریح کی ہے یہ دونوں کتابیں امام صاحب کی ہے اور اسی پر مشائخ کی ایک بڑی جماعت متفق ہے۔

احمد بن مصطفی الشہیر بطاش کبریٰ زادہ فرماتے ہیں:

وما قیل انهما لیس له،بل لابی حنیفة البخاری فمن اختراعات المعتزلة زعماً منهم ان اباحنیفة علی مذهبهم۔(مفتاح السعادة ج2،ص141)

ترجمہ:۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ یہ دونوں کتابیں امام صاحبؒ کی نہیں بلکہ ابو حنیفہ البخاری کی ہے تو یہ معتزلہ کے مخترعات میں سے ہے۔

ابو المظفر الاسفرائینی المتوفی 471ھ فرماتے ہیں:

وکتاب الفقہ الاکبر الذی اخبرنا الثقۃ بطریق المعتمد واسناد صحیح عن نصیر بن یحی (عن ابی مطیع) عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ۔۔۔

یعنی کتاب فقہ اکبر جو مجھے ایک ثقہ نے معتمد طریق اور صحیح سند کیساتھ نصیر بن یحی عن ابی مطیع عن ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی۔

غرض کتاب الفقہ الاکبر امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کی تصنیف ہے اور اسی کتاب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صراحتاً اعادہ روح کا قول کیا جیسا کہ ابتداء میں ذکر کیا گیا۔

اَلْقَوْلُ الْفَصْلْ

شَرْحُ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ

لِلإِمَامِ الْأَعْظَمِ اَبِي حَنِيفَةَ

شَرَحَهُ

محيي الدين محمد بن بهاء الدين المتوفى سنة ٩٥٦ هـ . [١٥٤٩م.]

قد طبع كتاب (**القول الفصل**) اول مرة سنة ١٤١٠ هـ. ق. [١٩٩٠ م.] في إستانبول

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

مكتبة الحقيقة



يطلب من مكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفاتح ٥٧ استانبول-تركيا

هجري قمري	**هجري شمسي**	**ميلادي**
١٤٣٢	**١٣٨٩**	**٢٠١١**

واما سلب الشيطان للإيمان فلعلّه كناية عن استيلائه على قلب العبد بزوال المانع والدافع الّذي هو قوة الإيمان لأن بين نارية الشيطان ونورية الإيمان مضادة اصلية فالنّار مغلوب ومقهور عن النور ابدا فما دام قلب العبد منورا بنور الإيمان لا يستطيع الشيطان أن يستولي على ذلك القلب استيلاء كلياً وإن كان له دخل ما وتأثير ما الى حواليه مما يلي جهة النفس.

فنور الإيمان ما دام راسخا في قلب المؤمن ومتمكنا فيه يستمد من النور المطلق الرحماني فيقوي ويدفع الشيطان فإذا تركه العبد ينقطع مدده من نور الرحمن ويضعفه فيغلب الشيطان ويطفؤه فيسلبه لأن الله يريد قصدا سلبه واطفاءه.

قال رضي الله عنه (**وسؤال منكر ونكير حق كائن في القبر واعادة الروح الى جسد العبد في قبره حق وضغطة القبر وعذابه حق كائن للكفّار كلهم اجمعين ولبعض عصاة المسلمين**). اما السؤال فلما ورد من الحديث المشهور في هذا من أنّه (**إذا قبر الميّت اتاه ملكان اسودان ازرقان يقال لاحدها المنكر وللآخر النكير فيسألان الميّت عن ربه وعن دينه ونبيّه**) وقد صح عنه عليه الصّلاة والسّلام أنّه قال (**قوله تعالى (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَوةِ الدُّنيَا وَفِي الْآخِرَةِ** * ابراهيم: **٢٧) نزل في عذاب القبر إذا قيل له من ربّك ومن نبيّك وما دينك**).

واما عذاب القبر فدلائله كثيرة من الكتاب والسّنّة اما الكتاب فمثل قوله تعالى (**اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّا الْعَذَابِ** * المؤمن: ٤٦) فإنّ النّار المعروضة عليهم غدوا وعشيا قبل يوم القيامة بدليل قوله تعالى بعده (**وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ**) فيكون في القبر والبرزخ وكذلك قوله تعالى (**أُغْرِقوُا فَأُدْخلوُا نَارًا** * نوح: ٢٥) بدلالة الفاء على التعقيب بلا تراخ وكون عذاب الساعة متراخيا عن الاغراق. وكقوله تعالى (**قَالُوا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ** * المؤمن: ١١) فإنّ الإحياء الاول في القبر والثاني في الحشر بالاتفاق وكذا

كتاب

اصول الدين

تأليف

الامام الاستاذ ابى منصور عبدالقاهر بن طاهر التميمى البغدادى

المتوفى سنه ٤٢٩

التزم نشره و طبعه مدرسة الالهيات بدارالفنون التوركية باستانبول

الطبعة الاولى

استانبول — مطبعة الدولة

١٣٤٦ — ١٩٢٨

جعفر بن محمد الصادق وله كتاب فى الرد على القدرية وكتاب فى الرد على الخوارج ورسالة فى الرد على الغلاة من الروافض هو الذى قال : ارادت المعتزلة ان تُوَحِّد ربَّها فَأَلْحَدَتْ وارادت التعديل فنسبت البخل الى ربها . واول متكلميهم من الفقهاء وارباب المذاهب ابو حنيفة والشافعى فان ابا حنيفة له كتاب فى الرد على القدرية سَمّاه كتاب الفقه الاكبر وله رسالة املاها فى نصرة قول اهل السنة ان الاستطاعة مع الفعل ولكنه قال : انها تصلح للضدين وعلى هذا قوم من اصحابنا . وقال صاحبه ابو يوسف فى المعتزلة انهم زنادقة . وللشافعى كتابان فى الكلام احدهما فى تصحيح النبوة والرد على البراهمة والثانى فى الرد على اهل الاهواء. وذَكَرَ طرفا من هذا النوع فى كتاب القياس واشار فيه الى رجوعه عن قبول شهادة المعتزلة واهل الاهواء. فاما المَرِيسى من اصحاب ابى حنيفة فانما [فانه خ] وافق المعتزلة فى خلق القرآن واكفرهم فى خلق الافعال. ثم من بعد الشافعى تلامذته الجامعون بين علم الفقه والكلام كالحارث ابن اسد المحاسبى وابى على الكرابيسى وحرملة البُوَيطى وداود الاصبهانى . وعلى كتاب الكرابيسى فى المقالات مُعَوَّلُ المتكلمين فى معرفة مذاهب الخوارج وساير اهل الاهواء. وعلى كتبه فى الشروط وفى علل الحديث والجرح والتعديل مُعَوَّلُ الفقهاء وحُفّاظ الحديث . وعلى كتب الحارث بن اسد فى الكلام والفقه والحديث مُعَوَّلُ متكلمى

اصول البزدوي

[كنز الوصول الى معرفة الاصول]

تاليف

الامام فخر الاسلام علي بن محمد البزدوي الحنفي المتوفى سنة ٤٨٢ه

"وهو كتاب عظيم الشان جليل البرهان محتو على لطائف الاعتبارات باوجز العبارات تأبى على الطلبة مرامه واستعصى على العلماء زمامه" (كشف الظنون، حاجي خليفه)

وبهامشه

تخريج احاديث اصول البزدوي

للحافظ قاسم ابن قطلوبغا الحنفي المتوفى سنة ٨٧٩ه

ويليه

اصول الكرخي

مع ذكر امثلتها ونظائرها وشواهدها

من الامام نجم الدين ابي حفص عمر بن احمد النسفي

مير محمد كتب خانه مركز علم وادب آرام باغ كراچي

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين،
اللهم صل على سيدنا
محمد وآله وصحبه وسلم،
وبعد فيقول فقير رحمة
ربه قاسم بن قطلوبغا
الحنفى: هذا تخريج
ماذكر فى كتاب
البزدوى فى اصول
الفقه من الاحاديث
والآثار، علقته على وجه
الايجاز والاختصار،
معولا فيما لم يصرح
به الماتن على تصريح
الشارح عبد العزيز
البخارى رحمه الله،
والله المستعان
وعليه التكلان ولا
حول ولا قوة الا
بالله العلى العظيم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله خالق النسم ورازق القسم مبدع البدايع وشارع الشرايع دينا رضيا ونورا مضيا وذكرا للانام ومطية الى دار السلام احمده على الوسع والامكان واستعينه على طلب الرضوان ونيل اسباب الغفران واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله و اصلى عليه وعلى آله واصحابه وعلى الانبياء والمرسلين واصحابهما جمعين. قال الشيخ الامام الاجل الزاهد ابو الحسن على بن محمد البزدوى رحمه الله العلم نوعان علم التوحيد والصفات وعلم الشرايع والاحكام والاصل في النوع الاول هو التمسك بالكتاب والسنة ومجانبة الهوى والبدعة ولزوم طريق السنة والجماعة الذى كان عليه الصحابة والتابعون ومضى عليه الصالحون وهو الذى كان عليه ادركنا مشايخنا وكان على ذلك سلفنا اعنى اباحنيفة وابا يوسف ومحمدا وعامة اصحابهم رحمهم الله وقد صنف ابو حنيفة رضى الله عنه فى ذلك كتاب الفقه الاكبر وذكر فيه اثبات الصفات واثبات تقدير الخير والشر من الله وان ذلك كله بمشيته واثبت الاستطاعة مع الفعل وان افعال العباد مخلوقة بخلق الله تعالى اياها كلها ورد القول بالاصلح وصنف كتاب العالم والمتعلم وكتاب الرسالة وقال فيه لا يكفر احد بذنب ولا يخرج به من الايمان ويترحم له وكان فى علم الاصول اماما صادقا وقد صح عن ابى يوسف انه قال ناظرت اباحنيفة فى مسئلة خلق القرآن

المملكة العربية السعودية
وزارة التعليم العالي
جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية



درء تعارض العقل والنقل

لابن تيمية
أبي العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحليم

تحقيق
الدكتور محمد رشاد سالم

طبع على نفقة
خادم الحرمين الشريفين الملك فهد بن عبد العزيز
وفقه الله

الطبعة الثانية
بمناسبة افتتاح المدينة الجامعية

الجـــزء السادس

١٤١١هـ - ١٩٩١م

أشرفت على طباعته ونشره إدارة الثقافة والنشر بالجامعة

كلام أبى حنيفة فى كتاب «الفقه الأكبر»

وقال أبو حنيفة فى كتاب «الفقه الأكبر» المعروف المشهور عند أصحابه، الذى رووه بالإسناد عن أبى مطيع الحكم بن عبد الله/البلخى: قال[1]: «قال أبو حنيفة عمَّن قال[2]: لا أعرف ربى ص٦٤ فى السماء أم[3] فى الأرض [فقال]: قد كفر[4] لأن الله يقول: ﴿الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾ [سورة طه: ٥]، وعرشه فوق سبع سماوات. قال أبو مطيع[5]: قلت: فإن قال: إنه على العرش ولكنه يقول: لا أدرى[6] العرش فى السماء أم فى الأرض؟ قال: هو كافر، لأنه أنكر أن يكون فى السماء، لأنه تعالى[7] فى أعلى عليين، وأنه يُدعى من أعلى[8] لا من أسفل».

وفى لفظ: قال: «سألت أبا حنيفة عمَّن قال: لا أعرف ربى فى السماء أو فى الأرض. قال: قد كفر لأن الله يقول: ﴿الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ﴾ [سورة طه: ٥]، وعرشه فوق سبع سمٰوات».

---

(١) فى «شرح الفقه الأكبر» لملا على القارى الحنفى، ص١٠٣ – ١٠٤، ط. دار الكتب العربية الكبرى، القاهرة، ١٣٢٧.

(٢) شرح الفقه الأكبر: ثم قال: ومنه ماروى عن أبى مطيع البلخى رحمه الله، أنه سأل أبا حنيفة رحمه الله عمَّن قال..

(٣) شرح الفقه الأكبر: فى السماء هو أم.

(٤) فى الأصل: فى الأرض فقد كفر، والتصويب من «شرح الفقه الأكبر».

(٥) عبارة «قال أبو مطيع» ليست فى «شرح الفقه الأكبر».

(٦) شرح الفقه الأكبر: ولكن لا أدرى.

(٧) شرح الفقه الأكبر: .. هو كافر، لأنه أنكر كونه فى السماء، فمن أنكر أنه فى السماء فقد كفر، لأن الله تعالى...

(٨) فى الأصل: وأنه يدعا من أعلا. وفى «شرح الفقه الأكبر»: وهو يدعى من أعلى.



مطبوعات المجمع

آثار الإمام ابن قيم الجوزية وما لحقها من أعمال

(٢١)

اجتماع الجيوش الإسلامية على حرب المعطلة والجهمية

تأليف

الإمام أبي عبد الله محمد بن أبي بكر بن أيوب ابن قيم الجوزية

(٦٩١ - ٧٥١)

تحقيق

زائد بن أحمد النشيري

وفق المنهج المعتمد من الشيخ العلامة

بكر بن عبد الله أبو زيد

(رحمه الله تعالى)

تمويل

مؤسسة سليمان بن عبد العزيز الراجحي الخيرية

دار عالم الفوائد

للنشر والتوزيع

قال شيخ الإسلام[1]: وفي كتاب «الفقه الأكبر» المشهور عند أصحاب أبي حنيفة الذي رووه بالإسناد عن أبي مُطيع البلخي الحكم ابن عبد الله قال: سألت أبا حنيفة عن الفقه الأكبر فقال: لا تكفِّرنَّ[2] أحدًا بذنب، ولا تنف أحدًا من الإيمان به، وتأمر بالمعروف، وتنهى عن المنكر، وتعْلم أن ما أصابك لم يكن ليخطئك، وما أخطأك لم يكن ليصيبك، ولا تتبرأ من أحدٍ من أصحاب رسول الله ﷺ، ولا توالي أحدًا دون أحدٍ، وأن تردَّ أمر عثمان وعلي رضي الله عنهما إلى الله تعالى.

قال أبو حنيفة رحمه الله: الفقه الأكبر[3] في الدين خيرٌ من الفقه في العلم، ولأن يتفقَّه الرجل كيف يعبد ربه عز وجل خير من أن يجمع العلم الكثير.

قال أبو مطيع قلت: فأخبرني عن أفضل الفقه؟ قال: تعلُّم[4] الرجل الإيمان، والشرائع [ب/ ق٣٠أ] والسنن، والحدود، واختلاف الأئمة ـ وذكر مسائل في الإيمان ثم ذكر مسائل في القدر ثم قال: ـ فقلت له: فما تقول فيمن يأمر بالمعروف، وينهى عن المنكر، فيتبعه على ذلك أُناس

---

(١) يعني: ابن تيمية.

(٢) في (أ، ت، ظ): «لا نكفِّر».

(٣) سقط من (أ، ب).

(٤) في (ظ): «يعلم»، وفي (ب، ت): «يتعلَّم».

وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حنفاء

الجزء الثاني من

الجواهر المضيه

في طبقات الحنفية

تاليف

العلامة الفهامة الشيخ الامام المحدث محي الدين ابي محمد عبد القادر
ابن ابي الوفاء محمد بن محمد بن نصر الله بن سالم بن ابي الوفاء القرشي
الحنفي المصري ولد سنة (٦٩٦) المتوفى تاسع شهر ربيع الاول
سنة خمس وسبعين وسبعمائة رحمه الله تعالى وهو اول من
صنف في طبقات السادة الحنفية شكر الله مساعيهم العليه
ورتب التراجم على الحروف ثم ذكر الكنى والانساب
والالقاب ثم ختم بكتاب الجامع وفيه فوائد
وقدم مقدمة تشتمل على ثلاثة ابواب

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند
حيدر آباد الدكن حماها الله عن الشرور و[illegible]

﴿وعن﴾ عطية بن اسباط ختن ابن المبارك على اخته قال كان اذا قدم الكوفة استعار من زفر كتبه فكتبه مرارا *

﴿وسئل﴾ امالك افقه ام هو قال هو افقه من ملأ الارض مثل مالك *

﴿وعن﴾ ابن المبارك قال ان الله خلقه رحمة لهذه الامة * وعنه لولاه لكنت ممن يبيع الفلوس او من المبتدعة *

تصانيف الامام

﴿قال الكردرى﴾ فان قلت ليس لابي حنيفة كتاب مصنف * قلت * هذا كلام المعتزلة ودعواهم انه ليس له فى علم الكلام تصنيف وغرضهم بذلك نفى ان يكون الفقه الاكبر وكتاب العالم والمتعلم له لانه صرح فيه باكثر قواعد اهل السنة والجماعة ودعواهم انه كان من المعتزلة وذلك الكتاب لابي حنيفة البخارى وهذا غلط صريح فانى رأيت بخط العلامة مولانا شمس الملة والدين الكردرى البراتقينى العمادى هذين الكتابين وكتب فيهما انهما لابي حنيفة وقال تواطأ على ذلك جماعة كثيرة من المشائخ انتهى *

﴿ومن﴾ تصانيفه وصاياه لاصحابه وقد شرحت الفقه الاكبر وضمنته وصاياه محمد الله ولعلى اذا ظفرت بالعالم والمتعلم اشرحه بعون الله وتوفيقه ولم يكن الامام قدريا ولا جبريا ولا مرجيا ولا معتزليا بل سنيا حنفيا وتابعه يكون حنفيا *

﴿وعن﴾ ابراهيم بن فيروز عن ابيه قال رأيته جالسا فى المسجد يفتى اهل المشرق والمغرب والفقهاء الكبار وخيار الناس كلهم حضور فى مجلسه *

﴿وعن﴾ ابي حيان التوحيدى الملوك عيال عمر اذا ساسوا والفقهاء عيال ابى حنيفة اذا قاسوا والمحدثون كلهم عيال على احمد بن حنبل اذا اسندوا *

﴿وعن﴾ مقاتل بن حيان ادركت التابعين ومن بعدهم فما رأيت احدا مثله (١)

(١) يشبه باطنه ظاهره وظاهره باطنه واشد اجتهادا ونظرا النفسه منه كذا فى المناقب

مفتاح السعادة ومصباح السيادة
في موضوعات العلوم

تأليف

أحمد بن مصطفى

الشهير

بطاش كبرى زاده

المجلد الثاني

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

ظهر في العصر الأخير، بالمساعي الجميلة من جهة أبي الحسن الأشعري فكل الغرض فيه موافقة الكتاب والسنة واقتداء أهل السنة والجماعة، فكيف يسوغ القول بحرمته أو كراهته والحالة هذه. ؟

على أن أبا حنيفة رحمه الله نفسه، تكلم في علم الكلام، مثل: (كتاب الفقه الأكبر)، و (كتاب العالم والمتعلم)، إذ صرح فيها بأكثر مباحث علم الكلام، وما قيل أنها ليسا له، بل لأبي حنيفة البخاري، فمن اختراعات المعتزلة، زعماً منهم أن أبا حنيفة على مذهبهم. وقد ذكر العلامة حافظ الدين البزازي في كتابه في مناقب أبي حنيفة: أني رأيت بخط العلامة مولانا شمس الدين الكروري البراتقيني العمادي هذين الكتابين، وكتب فيها أنها لأبي حنيفة. وقد تواطأ أيضاً على ذلك جماعة كثيرة من المشايخ، مثل فخر الاسلام البردوي، ذكرهما في أصوله؛ ومثل الشيخ عبد العزيز البخاري، ذكرهما في (شرح أصول فخر الاسلام). ثم قال حافظ الدين البزازي: والحاصل أن الامام بين العلماء كابراهيم بين الأنبياء عليهم السلام، لأن كل ملة تدعي أن الخليل كان على ذلك الدين. قال الله تعالى: ﴿ما كان ابراهيم يهودياً ولا نصرانياً﴾[1]، كذلك ما كان الامام معتزلياً ولا قدرياً، وانما كان سنياً حنيفياً، ومتبعوه كانوا حنيفين. هذا كلامه.

وأما ما روي عن أبي يوسف: من طلب الدين بالخصومات فقد تزندق، فقد أراد به الآفة الأولى، كما فسره بذلك في (الخلاصة) و (مجمع الفتاوى)، حيث قال: أراد به كلام الفلاسفة. وأيضاً ما صدر عنه في مجلس هارون، أما كلام الفلاسفة أو كلام أهل الاعتزال، لا كلام أهل السنة والجماعة، لما ستعرفه من أن أهل عصره، كانوا على مذهب الاعتزال. وأما ما ذكر في (غياث المفتي)، من أن المتكلم بحق فهو مبتدع، فقد أولوه بأن لا يكون غرضه اظهار الحق.

---

(١) سورة آل عمران، آية: ٦٧.

Tahir Gul 03428970409

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فتعاد روحه فی جسده (مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۷)

عمدۃ البیان

فی

عود الروح الی الابدان

از افادات

حضرت مولانا الیاس علی شاہ صاحب حفظہ اللہ

مدرسہ نجم العلوم نوان کلے رستم

پیشکش

نوجوانان احناف طلباءِ دیوبند پشاور